اہانت کرو گالیاں دو مگر قرینے سے

مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

کتاب مستطاب نافع شیخ وشاب

مسمیٰ بہ

حسام الابرار علیٰ رؤس الاشرار

المعروف

دشمنان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے ذوالفقار برق بار

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد الوہاب خان القادری الرضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کتاب کے بارے میں ......!

نام کتاب	:	حسام الابرار علیٰ رؤس الاشرار
المعروف بہ	:	دشمنان مصطفیٰ ﷺ کیلئے ذوالفقار برق بار
مصنف	:	تاجدار رضویت حضرت مولانا مفتی محمد عبدالوہاب خان القادری الرضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
موضوع رسالہ	:	بارگاہ رسالت میں مکروہ القابات کی ممانعت
تاریخ تصنیف	:	21/رجب المرجب 1426ھ/مطابق 27/اگست 2005
کمپوزنگ/گرافکس	:	آل رحمٰن گرافکس
ناشر	:	بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	خطبۂ کتاب	7
2	ایک اعتراض اور اس کا جواب	12
3	بدعت کی اقسام	13
4	بدعت سئیہ ٗ بدعت حسنہ	14
5	سواد الاعظم کی تشریح	15
6	سواد الاعظم	15
7	راعنا کہنے کی ممانعت	16
8	افراد سنیت میں نیا گروہ	22
9	فرقہ جدید کے عقائد	23
10	ضابطہ اخلاق کی سب کمیٹی کے ارکان	26
11	دارالعلوم امجدیہ کا فتویٰ	28
12	سوال......جواب......دلیل.....ثبوت......المیہ	28
13	دوستی اور مؤدت	29
14	سونے پر سہاگہ	30
15	قہر قہار اور غضب جبار	34
16	علامہ زمن فہامہ قرن	35
17	ترابی اور کبیری گروہ کے مفتیوں کی علمی قابلیت اور ذہنی صلاحیت	35
18	طرفہ تماشہ	35
19	محدث کبیر مبارکپوری کا علم اور تفقہ فی الدین	35
20	توضیح کلام	36
21	تفہیم کلام محدث کبیر ممتاز الفقہاء مبارکپوری	37
22	ان کی لغت میں مدح اور تعارف کا مطلب	37
23	قرب رشتہ	37
24	تعارف وتعریف	37
25		38
26		38
27		39

نمبرشمار	مضامین	صفحہ نمبر
28	تعریف وتعارف کے قصد سے	39
29	حاصل کلام	40
30	تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے	40
31	من الوجہ الثانی	40
32	قابلیت اور خیانت	43
33	محدث کبیر کا فہم	43
34	محدث کبیر وممتاز الفقہاء	44
35	مفتی عبدالقیوم ہزاروی کے فتویٰ کا جواب	46
36	حسن علی میلسی کے جواب کی مزید توضیح	48
37	مسٹر حسن علی میلسی سے استفسار	48
38	ایک نظیر	58
39	استدراک	58
40	مراجعت بحدیث پاک وتفاسیر	59
41	مسلمانوں کا حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رشتہ	60
42	چند اشعار	61
43	توضیح شعر	62
44	حضور اکرم سید عالم ﷺ کے ساتھ اہل ایمان کے تعلق کی نوعیت	63
45	محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وشان	64
46	تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	65
47	فتویٰ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف پر تبصرہ	66
48	تمہارے محدث کبیر کی علمی قابلیت	68
49	ممتاز الفقہاء کی فقاہت	68
50	ازہری صاحب کی تحریر پہ تبصرے	73
51	کلام کو بعینہ استعمال کرنا	75
52	محل عبرت	76
53	مولوی ابراہیم سکھر کے فتویٰ کا جواب	80
54	مولوی ابراہیم کی فتویٰ نویسی مفتی وقارالدین صاحب کی نظر میں	80

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
55	فائدہ	82
56	عکس کتاب مرثیہ گنگوہی علماء کی نظر میں صفحہ 3 ،صفحہ 4	83
57	عکس کتاب مرثیہ گنگوہی علماء کی نظر میں صفحہ 5 ،صفحہ 6	84
58	مولوی ابراہیم کی تلون مزاجی	84
59	فقہی مسائل	86
60	ابراہیم صاحب کی خیانت	95
61	اعتقاد الاحباب	97
62	لفظ یتیم پر علمی شہ پارے	101
63	تعریف وتعارف کرانے والے	106
64	نومولود فرقہ	107
65	عکس اشتہار	107
66	استدلال محکم	108
67	مسلمانوں کا عقیدہ	109
68	لاڈلا کون ہے؟	110
69	ابلیس کا مقصود اصلی	111
70	دین ودیانت	112
71	حاصل کلام	113
72	ضیاء المصطفیٰ کی جناب میں چند معروضات	113
73	قول قائل	114
74	الجواب بعونہ الملک الوھاب	115
75	دارالافتاء امجدیہ کا کردار ملاحظہ ہو	115
76	انوکھا قانون	116
77	انجام دھینگا مشتی	117
78	مرتد یعنی مسلمان کا کافر ہو جانا	117
79	عبارت میں خیانت	119
80	دین میں کیا دی	121
81	جواب	121

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
82	چیلنج	123
83	باب الثانی تذکرۃ الاحادیث	124
84	تبصرہ	124
85	دیانت یا خیانت	125
86	تبصرہ	126
87	تبصرہ	128
88	تبصرہ	128
89	سلامتی کی راہ	131
90	احادیث مبارکہ قرآن مجید کی روشنی میں	131
91	حضور اکرم سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا اجمالی بیان	134
92	ایک اشکال اور اس کا جواب	135
93	حاصل کلام	135
94	حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ	135
95	حضور پاک ﷺ کے حضور بے نہایت ادب و احترام سے عرض کریں	136
96	حکم ممانعت	138
97	حضور نبی کریم ﷺ اور آج کے مفتی اور مولوی	139
98	تعریف و تعارف	141
99	آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے	144
100	گستاخ رسول کی شرعی سزا	149
101	استغاثہ بجناب امام اہل سنت مجدد دین و ملت رضی اللہ عنہ — محمد جواد رضا خاں جامؔی	151
102		

شرف انتساب

فقیر اپنی اس تالیف ناچیز کو حضور پرنور مولیٰ الکریم فقیہ العظیم فرید الدوراں قطب زماں وحید قرآں سیدی وسندی ومرشدی مولانا الحاج آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خان المعروف مفتی اعظم ہند (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہے۔ جن کی نگاہ کرم نے بے شمار لوگوں کو قعر ضلالت وگمراہی سے نکال کر جادۂ مستقیم پر گامزن فرمایا؛ جن کا فیضان کرم آج بھی جاری وساری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گا۔ ؎

شاہا چہ عجب گر بنوازند گدارا

فقیر سگ بارگاہ رضا

ابو الرضا محمد عبدالوہاب خاں القادری الرضوی غفرلہ

ربیع الاول 1426ھ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الحمد لله الواحد القهار القوی العزیز المنتقم الجبار المتعال بصفات الکمال والجلال المنزه عن قول اهل الکفر والطغیان والضلال والذی لیس له ضد ولا ند والامثال ثم الصلوٰة والسلام علیٰ افضل العٰلمین خاتم الانبیاء والمرسلین رحمة للعٰلمین سیدنا وسندنا ومولینا محمد واٰله واصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اما بعد قد قال الله تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید فاستعذ بالله من الشیطٰن الرجیم بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ إِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُواْ دِیْنَهُمْ وَکَانُواْ شِیَعاً لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَی اللّهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُم بِمَا کَانُواْ یَفْعَلُونَ (الانعام : 159)

''وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہوگئے' اے محبوب! تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہ انہیں بتادے گا جو کچھ وہ کرتے تھے۔''

غورطلب یہ امر ہے کہ اللہ ملک القدوس فرماتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہوگئے' پیارے محبوب! تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں نہ کوئی واسطہ۔ یہاں حاجت اس امر کی ہے کہ دین کی تعریف کیا ہے' اور کس کو دین کہتے ہیں' تو خوب جان لیجئے کہ ایمان اور اسلام کے مجموعہ کا نام دین ہے' شیخ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الاسلام ان نشهدان لا اله الا الله وان محمد رسول الله ﷺ کے تحت فرماتے ہیں :(ترجمہ)

''اسلام ظاہری اعمال (مثلاً نماز' روزہ' زکوٰۃ' وغیرہ) کا نام ہے' اور ایمان نام ہے' اعتقاد باطن کا پس اسلام و ایمان کے مجموعہ کا نام دین ہے۔'' (اشعة اللمعات : 38 جلد ؛ 1)

اس امر کی صحت ہم قرآن حکیم میں پاتے ہیں' اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے :

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَکِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْإِیْمَانُ فِیْ قُلُوبِکُمْ (الحجرات : 14)

''گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے یوں کہو اسلمنا کہ ہم مطیع (مسلمان) ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا۔''

اس آیت کریمہ سے ایمان اور اسلام کا فرق روز نصف النہار کی طرح واضح ہے' بظاہر مسلمان اسلام سے ماخوذ ہے' جس کا مطلب ہے الاسلام گردن نہادن بطاعت' اطاعت کیلئے گردن جھکا دینے کا نام اسلام ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں قولوا اسلمنا یعنی کہو کہ ہم مطیع و فرمانبردار ہوئے' سے واضح ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ تم فرماؤ کہ تم ایمان تو نہ لائے یوں کہو اسلمنا کہ ہم نے اطاعت کیلئے گردن جھکا دی یعنی ہم مطیع ہوئے' چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' 'ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل بھی نہیں ہوا۔'' اسی لئے ایمان والوں کو اللہ عزوجل نے یا ایها الذین اٰمنوا کے لقب سے یاد فرمایا اور خطاب کیا تو معلوم ہوا کہ اسلام کی اصل ایمان ہے' چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے :

شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لاَ إِلٰـهَ إِلاَّ هُوَ وَالْمَلاَئِكَةُ وَأُوْلُوا الْعِلْمِ قَآئِماً بِالْقِسْطِ لاَ إِلٰـهَ إِلاَّ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ☆ إِنَّ الدِّيْنَ عِندَ اللّٰهِ الإِسْلاَمُ (ال عمران: 19-18)

''اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے' انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکمت والا' بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔''

تامل فرمائیے! کہ اللہ ذوالجلال والاکرام کتنے اہتمام اور شہادتوں کو ذکر فرماتا ہے :

اولاً...... اللہ جل جلالہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ثانیاً...... فرشتوں نے گواہی دی۔

ثالثاً...... عالموں نے گواہی دی۔

رابعاً...... تاکید کے ساتھ انصاف سے قائم ہو کر یہی نہ کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں وہی عزت وحکمت والا ہے۔

خامساً...... پھر فرمایا جا رہا ہے کہ بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ یعنی اللہ ذوالجلال والاکرام کی معرفت اور عبادت کا ذریعہ دین اسلام ہے اس کے سوا سارے ادیان باطل۔

دین کہ مجموعہ ایمان کہ اسلام کے اصول وعقائد کو دل سے ماننا جس کو ایمان کہتے ہیں' اور اسلام کے ظاہری اعمال کی پیروی کرنا کہ یہ ظاہری اسلام ہے' پس ایمان واسلام کے مجموعہ کا نام دین ہے' اس کو مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے پہلے ان الــدیـن فرمایا اور پھر اسلام بتایا گویا اس مجموعہ کو باطن میں دل سے ماننا اور ظاہری اعمال پر عمل کرنا سب اسلام کو شامل ہیں اس عبارت سے یہ فائدہ حاصل ہوا۔ و هو هٰذا

فــائـدہ ایمان جو باطنی عقائد کا نام ہے' اس میں کوئی جدا راہ نکالے گا وہ گمراہ و بدین ہو کر کافر ہو جائیگا' اگر چہ مجاہر ہو یا منافق۔ اور ظاہری اعمال میں راہ جدید نکالنا یہ حسب حیثیت بدعت سے گمراہی تک ہے' اور فاسق و فاجر ہو جائے گا' یہاں بدعت کی تعریف کرنا بھی ضروری ہو گیا تا کہ مسلمان جان لیں اور وہابیہ دیابنہ کے فریب میں نہ آئیں کہ وہ ہر اس امر کو بدعت کہہ دیتے ہیں جس کا ان کو علم نہیں اگر چہ وہ سنت ہی کیوں نہ ہو۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

سوال یہ ہے کہ اللہ قادر ومختار نے اس دین کو اسلام ہی کیوں فرمایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دین باطنی عقائد کا نام ہے جس کو کوئی نہیں جان سکتا اور اسلام ظاہری اعمال کا مشعر ہے جس کو ہر شخص دیکھتا اور جانتا ہے البتہ اس کے باوجود اگر کسی کے عقیدے میں فساد پایا جائیگا تو اس پر حکم گمراہی اور بدینی کا لگایا جائیگا باطنی اعمال پر کوئی حکم یقینی نہیں لگایا جا سکتا مثلاً ایک شخص نماز ادا کر رہا ہے اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ اس کی نماز عنداللہ بر بنائے عقائد مقبول ہے یا نہیں۔

بدعت کی دو قسمیں ہیں :

اول......بدعت سئیه

دوم......بدعت حسنه

بدعت سئیه

وہ بدعت جوراہ اسلام کے خلاف جاری کی گئی اوراس سے کوئی سنت فوت ہوجائے جیسے کہ آج کل لاؤڈ اسپیکر کہ اس سے سنت مکبرین فوت ہوگئی۔

بدعت حسنه

وہ ہے جوکسی امر اسلام کے تحت ہواوراس سے سنت کوقوت حاصل ہومثلاً صرف ونحو وغیرہ اوراس کے منتخب نصاب وغیرہ یااللہ اوراس کے پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر مثلاً محفل میلا دوفاتحہ ودرس قرآن اعراس وغیرہ یہ سب سنت کی موئید بلکہ حدیث شریف میں اس کوسنت ہی فرمایا گیا۔حدیث پاک میں ہے :

عن جرير قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من سن فى الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غيران ينقص من اجورهم شى ء ومن سن فى الاسلام سنة سنة كان عليه وزورها ووزرمن عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اوزارهم شى ء(مسلم و مشكوٰة)

''حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواسلام میں کسی اچھے طریقہ کورائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنیکا بھی ثواب ملے گا اوران لوگوں کے عمل کرنے کا بھی ثواب ملے گا جو اس کے بعد اس طریقہ پرعمل کرتے رہیں گے اورعمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی اور جواسلام میں کسی برے طریقہ کورائج کریگا تو اس شخص پراس کے رائج کرنیکا بھی گناہ ہوگا اوران لوگوں کے عمل کرنیکا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پرعمل کرتے رہیں گے اورعمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔''

اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ بدعت کی دوقسمیں ہیں ایک بدعت حسنہ اور دوسری بدعت سیئہ جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

سوال......جوکہتے ہیں کہ دین تومکمل ہوگیا پھر اس کے بعدراہ نکالنا اورکوئی طریقہ رائج کرنا کیامعنی؟ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيْناً (المائده : 3)

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اورتم پراپنی نعمت پوری کردی اورتمہارے لئے اسلام کودین پسندکیا۔''

اس کے بعدکونسی راہ رہ گئی جونکالی گئی؟

الجواب......آیت کریمہ کوسمجھنے کیلئے بھی تفقه فى الدين درکار یہاں اللہ عزوجل ارشادفرمارہاہے کہ :

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا۔''

اور دین نام ہے مجموعہ عقائد کا جن کا تعلق قلب سے ہے' جیسا کہ پیچھے گزرا اور اسی مجموعہ عقائد پر یقین کامل کا نام ایمان ہے' چنانچہ کوئی شخص ان عقائد میں سے کسی ایک عقیدہ کا بھی انکار تو کجا شک بھی کرے وہ کافر ہے' اور اسی کو ضروریات دین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

دوم...... اگر کوئی اس مجموعہ کے ماسوا کوئی راہ نکالے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے :

شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک و ما وصینا بہ ابراھیم و موسٰی و عیسٰی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ ۝

(الشوریٰ : 13)

''تمہارے لئے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو دیا اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ دین ٹھیک رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔''

معلوم ہوا کہ دین سے مراد عقائد ایمان ہیں جس کو ضروریات دین سے تعبیر کیا جاتا ہے' لٰہذا تمام انبیاء و مرسلین اصول دین جس کو ایمان کہا جاتا ہے' اسی ایک دین پر قائم رہے اور اپنی امتوں کو اسی دین کی دعوت دیتے رہے' اسی کے بارے میں اللہ عزوجل فرماتا ہے :

وَأَنَّ هَـذَا صِرَاطِی مُسْتَقِيماً فَاتَّبِعُوهُ وَلاَ تَتَّبِعُواْ السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ (الانعام : 153)

''اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں۔''

معلوم ہوا کہ دین کی سیدھی راہ ایک ہی رہی ہے جس کو ہم اپنی ہر نماز میں نہیں بلکہ نماز کی ہر رکعت میں اپنے معبود سے مانگتے ہیں' اور عرض کرتے ہیں :

اهدِنَــــا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ ☆ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعَمتَ عَلَيهِمْ

''اے ہمارے مالک ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیا۔''

اور یہ جان لینا چاہئے کہ وہ انعام والے لوگ کون ہیں' اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے :

وَمَن يُطِعِ اللّهَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَـئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاء وَالصَّالِحِينَ (النساء : 69)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ (صالحین)۔''

معلوم ہوا کہ جن پر اللہ نے انعام کیا وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اور شہید اور نیک مسلمان ان ہی معظمان کرام کی راہ سیدھی راہ ہے جس کو ہم طلب کرتے ہیں پھر پناہ مانگتے ہیں اور عرض کرتے ہیں :

غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ

''اور ان لوگوں کا نہیں جن پر غضب ہوا اور بہکے ہوؤں کے راستہ سے ہمیں محفوظ فرما۔''

معلوم ہوا کہ ایمان کہ مجموعہ عقائد کا نام ہے' یہ ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے' اس میں کسی ایک عقیدہ سے اختلاف کرنا بلکہ شک کرنا بھی کفر ہے' اسی اختلاف عقائد کا نام فرقہ بندی ہے' اس کے ماسوا احکام شریفہ ہمیشہ سے تبدیل ہوتے رہے کہ ہر نبی اپنی شریعت کے احکام اپنی امت پر جاری کرتا رہا' اور شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو نیک کام صدیقین اور صالحین نے جاری فرمائے ان کے متعلق ہی تو حدیث شریف میں فرمایا کہ :

''جو اسلام میں کسی اچھے طریقے اور نیک کام کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنیکا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنیکا بھی ثواب ملے گا جو اس کے بعد اس کے طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے' اور ان عمل کرنیوالوں کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی ......الخ۔''

اس سے مراد وہ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ عقائد دینیہ جن کو ایمان سے تعبیر کیا جاتا ہے اس میں زیادتی اور کمی نہیں ہوسکتی جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ :

''جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہوگئے اے محبوب! تمہیں ان سے کوئی علاقہ نہیں ......الخ۔''

کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ :

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔''

معلوم ہوا کہ عقائد دین جن کا مجموعہ ایمان ہے وہ کامل فرمادیا' اب عقائد میں کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں کرسکتا' اور جو دین کے کسی عقیدے میں ترمیم یا تنسیخ کرے کافر ہوجاتا ہے' اور جو عقائد دین ہیں ان پر یقین کامل کا نام ایمان ہے اگر کوئی شخص ان عقائد میں سے کسی ایک عقیدے کا بھی انکار تو کجا اگر شک بھی کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور اسلام میں احکام شریعت ابتدا سے ہی تبدیل ہوتے رہے ہیں' آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت تبدیل ہونے کے بعد ہر نبی ورسول کی شریعتیں تبدیل ہوتی رہیں' پچھلی شریعت میں سجدۂ تعظیمی جائز' شریعت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سجدۂ تعظیمی حرام ہے' اس طرح اعمال صالحہ میں معظمان دین نے نیک اعمال رائج فرمائے' جو مسلمانوں میں بحمدہ تعالیٰ جاری اور ساری ہیں مگر عقائد میں کہیں کوئی تبدیلی نہ ہوئی اور یہی اللہ عزوجل نے فرمایا :

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحاً وَالَّذِىْ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيْمَ وَمُوسَى وَعِيْسَى أَنْ أَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيْهِ (الشوریٰ : 13)

''تمہارے لئے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو دیا اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ دین ٹھیک رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔''

معلوم ہوا کہ دین یعنی عقائد میں جن پر ایمان کا مدار ہے' وہ ایک ہی رہا کبھی اس میں تغیر و تبدل نہ ہوا' اور جس نے اللہ کے احکام دین جن کا

مجموعہ ایمان' اس میں کوئی راہ نکالی اور عقیدہ کے خلاف کوئی راہ اختیار کی اسی نے دین میں پھوٹ ڈالی اور فرقہ بندی کو جنم دیا' البتہ احکام شریعت بدلتے رہے اور اسلام میں نیک اور صالح اعمال کا رواج جاری رہا' یہ اختلاف نہیں اور نہ تفریق دین ہے بلکہ مختلف اوقات کے مناسب رنگ میں ایک ہی قصد مشترک کے ذرائع حصول کا تنوع ہے جو دین میں انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم لیکر آئے جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب توریت بھی اس کی مخالفت اور پھوٹ کیلئے نہیں بلکہ اس مقصد حیات کی تکمیل وتفصیل کی غرض سے نازل فرمائی گئی۔

اسی طرح انجیل وزبور بھی اسی مقصد تکمیل کی طرف ناشی ہیں' اور پھر سب کے آخر میں قرآن کریم نازل فرمایا گیا جو تمام کتب سابقہ کی تمیم و تصدیق اور ان کے علوم ومعارف کی حفاظت کرنیوالا ہے۔ اللہ حی و قیوم نے ان آیات کریمہ کے درمیان میں ان کتب وشرائع سے اعراض کرنے والوں کا حال بیان فرمایا :

إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُواْ دِيْنَهُمْ ......الخ

سے اصل میں دین کی طرف دعوت دی۔

أَنَّ هَـذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْماً فَاتَّبِعُوهُ ......الخ

جس کا ذکر پیچھے گذرا۔

اگر الیوم اکملت لکم سے مراد صرف وہی احکام اللہ تبارک وتعالیٰ مراد ہوتے تو اللہ عز وجل اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کا مطلقاً حکم نہ فرماتا بلکہ مؤمنین میں اولی الامر یعنی ائمہ دین وفقہائے اسلام کی اطاعت اور تابعداری کا بھی حکم ہرگز نہ دیتا' مگر وہ اس ہی امر کو پسند رکھتا ہے' ارشاد فرماتا ہے :

وَأَطِيْعُواْ اللّهَ وَأَطِيْعُواْ الرَّسُولَ وَاحْذَرُواْ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُواْ أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلاَغُ الْمُبِيْنُ

(المائدہ : 92)

''اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ہوشیار رہو پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے۔''

اگر مراد وہی ہوتی جیسا کہ سوال میں ہے' صرف اطیعوا اللہ کافی تھا' واطیعوا الرسول نہ فرمایا جاتا' معلوم ہوا کہ اللہ کے حکم کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ماننا بھی ضروری ہے' دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے :

مَّنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّهَ وَمَن تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظاً (النساء : 80)

''جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا' اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔''

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم اللہ ہی کا حکم ہے' اگر اکملت لکم ......الخ میں مراد وہی ہوتی جیسا کہ سوال میں موجود تو اللہ تعالیٰ کا حکم کافی تھا رسول کے حکم کو لازم نہ فرمایا جاتا' تیسری جگہ ارشاد فرمایا جاتا ہے :

قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ اللّهَ فَاتَّبِعُونِى يُحۡبِبۡكُمُ اللّهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡ وَاللّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (ال عمران : 31)

''اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا' اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

معلوم ہوا کہ اگر تم اللہ کو اپنا دوست رکھتے ہو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانبردار غلام بن جاؤ تو اللہ تم کو دوست رکھے گا' اگر مراد اکملت لکم ......الخ سے وہی ہوتی جیسا کہ سوال میں مذکور تو اللہ کو دوست رکھنا اور اس کی فرمانبرداری کرنا ہی کافی تھا' مگر اللہ عزوجل نے فرمادیا کہ :

''پیارے محبوب! تم فرمادو کہ اگر اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار غلام ہو جاؤ اللہ تم کو دوست رکھے گا۔''

یہاں تمہارا دعویٰ اللہ کی دوستی کا ہے کہ تم اس کو دوست رکھتے ہو' اور جب تم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانبردار بندے بن جاؤ گے تو اللہ تم کو دوست رکھے گا' چوتھی جگہ ارشاد فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوۡلِى الأَمۡرِ مِنكُمۡ

''اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔''

یہاں حکومت والوں سے مراد فقہائے اسلام اور ائمہ دین ہیں' معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ائمہ دین اور فقہائے اسلام کی فرمانبرداری بھی لازم ہے' چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

اقتدوا بالذين من بعدى ابى بكر و عمر

''میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا (تقلید) فرمانبرداری کرو۔'' رضی اللہ تعالیٰ عنہما

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ :

عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين

''تمہارے اوپر میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت (تقلید و فرمانبرداری) لازم ہے۔'' رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

معلوم ہوا کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فرمانبرداری لازم ہے' پھر خلفاء راشدین کی اطاعت و فرمانبرداری لازم ہے اور فرماتے ہیں :

اصحابى كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم

''میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں جس کی اقتدا (فرمانبرداری) کرو گے ہدایت پاؤ گے۔'' رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

معلوم ہوا کہ اسلام میں اقتدا کرنا پیروی اور تقلید کرنا اور ان کا حکم ماننا جو اللہ اور اس کے پیارے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دیگر معظمان دین مثلاً خلفاء راشدین اور صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین اور فقہائے دین متین وغیرہم کی بھی فرمانبرداری لازم ہے۔ ان معظمان

دین وائمہ مجتہدین کی فرمانبرداری واطاعت حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی اطاعت ہے' چنانچہ اسی لئے فرمایا گیا :

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین

''تمہارے اوپر میری سنت اور میرے خلفاءِ راشدین کی سنت بمعنیٰ فرمانبرداری لازم ہے۔'' رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

گویا خلفاءِ راشدین کی سنت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی سنت ہے۔ چنانچہ اس کی تعمیل اور فرمانبرداری مسلمانوں پر لازم ہے' البتہ اگر مسلمان کہلانے والے کلمہ گو جو کسی ضروری دینی مسئلہ کا انکار یا اللہ عزوجل کی تکذیب یا حضور اقدس سیدنا ومولیٰنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وگستاخی کرے یا کسی بات میں ادنیٰ گستاخی کا کوئی پہلو نکلتا ہو اور وہ اس کا قائل ہو یقیناً کافر ومرتد ہے' معلوم ہوا کہ عقائد دینیہ اور ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے' اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے' کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اہم ضروریاتِ دین سے ہے' اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے :

لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ

''یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے' خود فرماتا ہے اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔''

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

''معلوم ہوا کہ دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے' جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل وبیکار کیا چاہتا ہے' والعیاذ باللہ تعالیٰ۔'' (از افاداتِ رضویہ)

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجودِ مسعود سے تو کسی کافر ومشرک کو بھی انکار نہیں' کفار ومشرکین بھی ان کو محمد بن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے تھے' اور ان کی امانت ودیانت وصداقت وعدالت کے دل سے قائل تھے' مگر مسلمان نہ کہلاتے تھے' مسلمان تو وہی ہے جو دل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں اور ان کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں۔ اور کوئی لفظ بے ادبی وگستاخی کا تو کجا جس لفظ میں گستاخی یا توہین کا کوئی پہلو یا اس سے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ راہ اشارۃً یا کنایۃً نکلتی ہو وہ بھی کافر ہونے کو کافی ہے۔ پس جو بھی مسلمان کہلانے کے باوجود کسی ضروری دین اور عقیدہ ایمان کا منکر ہے' وہ یقیناً کافر ہے۔

اور سسر اور داماد تو اہانت اور گالی کیلئے رائج ہے جس کا اقرار فرقِ ثانی کے محدث کبیر بھی کر چکے ہیں' اور اپنے فتویٰ میں لکھ دیا کہ :

''داماد دوسرا اہانت اور دشنام کیلئے بھی رائج ہے۔ ......ملخصاً''

اے عزیز! جان لے کہ محض تعدادی اکثریت واقلیت ہی کو حق وباطل کا معیار بتانا بحکم شریعت مطہرہ قطعاً غلط وباطل ہے۔ جمہور اور سوادِ اعظم اور جماعت کا اتباع شرعاً واجب ہے' اس سے مسلمان کہلانے والوں کی محض اکثریت تعداد ہی مراد لینا شرعاً غلط وباطل ہے۔ بلکہ صرف مفتی ومولوی کہلانے والوں کی اکثریت کو حق وباطل کا معیار قرار دینا شرعاً غلط صریح اور باطل قبیح ہے' آج نجدی اور وہابی مولویوں کی تعداد سنی مولویوں کی نسبت کس قدر زیادہ ہے' محتاج بیان نہیں۔ اور ان کی اکثریت ظاہر وباہر ہے' تو کیا مولویوں کی اکثریت کو حق وباطل کا معیار قرار

دیتے ہوئے تم ان نجدی وہابی مولویوں کو حق پر تسلیم کرو گے؟

آج المیہ تو اس امر کا ہے کہ سنی کہلانے والے مفتی بھی متعدد تعداد میں اپنے ایمان کا بانگ دہل سودا کر چکے ہیں' مثلاً محدث کبیر کہلانے والے مبارکپوری نے بھی کھلے بندوں اپنے ایمان کا سودا کیا اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ سسر اور داماد کی نسبت سے ذکر کرنا بے کراہت جائز لکھا' اور پھر واضح کر دیا کہ یہ لفظ سسر و داماد اہانت و دشنام (گالی) کیلئے بھی رائج ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

سواد الاعظم کی تشریح

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر جو کہ مدار ایمان و مدار نجات و مدار قبولیت اعمال ہے' اس طرح مبارکپور کے دارالافتاء میں اس کا سودا عام ہو رہا ہے' سنی کہلانے والوں کیلئے یہ ایک ہی مثال کافی ہے' شاید ہوش آ جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیٰ ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار

''بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو یا یہ فرمایا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو کسی گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا' اور جماعت پر اللہ عزوجل کا دست کرم ہے' اور جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا وہ الگ ہو کر جہنم میں گیا۔'' (رواہ الترمذی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)

اس حدیث شریف کے جملہ مبارکہ ید اللہ علی الجماعۃ کی شرح میں شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

دست قدرت و احسان الٰہی بر جماعت ست واین کنایت ست از حفظ و نصرت حق تعالیٰ اہل حق را از ایذائے خلق و خوف اعدائے دین و توفیق وی' سبحنہ و تعالیٰ مر ایشان را از برائے استنباط احکام و اطلاع بر دریافت حق و چوں اختلاف کنند و متفرق شوند زائل گرداند حفظ و عصمت و سکینہ را و بفرستد عذاب را وفاسد گرداند احوال را و بیرون آرد از انچہ دے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اصحاب او رضی اللہ تعالیٰ عنہم بران بودند

''اللہ تبارک وتعالیٰ کا دست قدرت ورحمت جماعت پر ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حق جل وعلا اہل حق کو لوگوں کی ایذا اور دشمنان دین کے خوف سے محفوظ اور منصور رکھے گا' اور ان کو قرآن عظیم واحادیث کریم سے مسائل اخذ کرنے اور ہر مسئلے میں حق معلوم کرنیکی توفیق بخشے گا' اور جب آپس میں اختلاف کریں گے' یعنی عقائد میں ایک دوسرے سے الگ الگ ہو جائیں گے' تو حفظ وعصمت وسکینہ کو ان سے دور فرما دے گا' اور عذاب بھیجے گا اور حالات کو فاسد کر دیگا اور جس طریقہ پر

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اس سے باہر کردیگا۔“

(اشعة اللمعات؛ اول ؛ کتاب الایمان باب الاعتصام والسنة : 154)

معلوم ہوا کہ اللہ جل مجدہ کا دست قدرت ورحمت اس جماعت علماء پر ہے، جس کے متعلق اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے :

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاء (فاطر :28)

”اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں، جو علم والے (علماء) ہیں۔“

اللہ تعالیٰ ان کو قرآن عظیم اور احادیث کریم سے مسائل اخذ کرنے اور ہر مسئلے میں حق معلوم کرنیکی توفیق بخشتا ہے، جب ان میں اختلاف عقائد وجود پائے تو وہ ان سے دور ہوجاتے ہیں، اور جو اپنے دین پر قائم رہے اور عقائد میں اختلاف نہ کیا ان کو اللہ عزوجل لوگوں کی ایذا رسانی اور دشمنان دین کے خوف سے محفوظ اور منصور رکھے گا، اور جس کو اختلاف عقائد کی بنا پر الگ کیا گیا، اور ان کو چھوڑ دیا گیا ان سے حفظ عصمت و سکینہ کو دور فرمادے گا، اور ان پر عذاب بھیجے گا، اور ان کے حالات کو فاسد کردے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

سواد الاعظم

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار

”بڑے گروہ کی پیروی کرو کیونکہ بیشک جو شخص بڑے گروہ سے علیحدہ ہوا وہ تنہا ہو کر دوزخ میں گیا۔“ (رواہ ابن ماجہ عن انس رضی اللہ عنہ)

اس حدیث پاک کے جملہ کریمہ اتبعوا السواد الاعظم کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

سواد دراصل بمعنی سیاهی ست وبمعنی جمهور و اکثر از مردم نیز بیاید چنانکه سیاهی لشکر گویند کثرت و زیادت آن را و مراد ست و ترغیب ست بر اتباع آنچه اکثر علماء دران جانب اند

”بڑے گروہ کی پیروی کرو، سواد دراصل سیاہی کے معنی میں ہے، اور لوگوں کے گروہ اور بڑے انبوہ کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے کہ لشکر کی زیادت وکثرت کو سیاہی لشکر کہتے ہیں، اس فرمان سے اس مسلک کی پیروی کرنے پر آمادہ وراغب فرمانا مقصود ہے جس طرف اکثر علماء ہیں۔“ (اشعة اللمعات شریف ؛ اول ؛ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنه:154)

تیسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس شہنشاہ کونین مالک رقاب الامم سیدنا ومولٰینا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یظهر الکذب حتیٰ ان الرجل

یحلف ولا ستحلف ولشهد ولا یستشهد الا من سره یحیوحة الجنة فیلزم الجماعة فان الشیطان مع الفذ وهو من الاثنین ابعد ولا یخلفون رجل بامرأة فان الشیطان ثالثهم ومن سرته حسنته وساعته سییته فهو مؤمن

''میرے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی تعظیم کرو کیونکہ بیشک وہ تم میں سب سے بہتر ہیں' پھر وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرنے والے ان کے بعد آئیں گے (یعنی حضرات تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) پھر وہ لوگ ہیں جو ان تابعین کرام کی پیروی کرنے والے ان کے بعد آئیں گے (یعنی حضرات تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پھر ان کے بعد جھوٹ ظاہر ہوگا' یہاںتک کہ مرد حلف اٹھائیگا حالانکہ اس سے حلف نہیں لیا جائیگا' اور گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائیگی' خبردار ہوجاؤ جس کو جنت کے اندر داخل ہونا پسند ہوتو جماعت کو لازم پکڑے کیونکہ بیشک شیطان اکیلے شخص کے ساتھ ہے' اور دو آدمیوں سے وہ زائد دور ہے' اور کوئی مرد کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے کیونکہ بیشک ان دونوں کا تیسرا شیطان ہے' اور جس کو اپنی نیکی سے خوشی اور گناہ سے رنج ہو وہ مومن ہے۔'' {رواہ النسائی عن سیدنا عمر فاروق ﷺ}

اس حدیث مبارکہ کے جملہ متبرکہ فیلزم الجماعة کی شرح میں شیخ محقق علی الاطلاق مولٰینا الشاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں...... :

پس باید کہ لازم گیرد جماعت مسلمانان را سواد اعظم اهل قرون ثلثه را و متابعت و پیروی کند ایشان را

''تو چاہئے کہ مسلمانوں کی جماعت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عظمت والے گروہ کو اور انہیں کی پیروی و اتباع کو لازم پکڑے۔'' (اشعۃ اللمعات شریف؛ رابع؛ کتاب الفتن باب مناقب صحابہ فصل ثانی 644)

ان تینوں مبارک حدیثوں کی اس معتمد و مستند شرح سے واضح و روشن ہوگیا' کہ اکثر علماء اور جمہور اسلام اور جماعت مسلمین اور سواد اعظم جس کی پیروی واجب ہے' اس سے مسلمان کہلانیوالوں یا صرف مولوی کہلانیوالوں کی محض تعدادی اکثریت ہرگز مراد نہیں بلکہ اس سے صرف صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی پاک مبارک جماعت اور تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا سواد اعظم اور انہیں کی پیروی کرنے والے علماء کرام کا بڑا گروہ مراد ہے۔

۞ علاوہ ازیں! حضرت امام ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب مستطاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر صفحہ 3 پر فرماتے ہیں :

وکان سفیٰن الثوری رضی اللہ تعالیٰ عنه یقول اهل السنة والجماعة هم من کان علی الحق ولو واحدا وکذالک کان یقول اذا سئل عن السواد الاعظم من هم وکذالک کان یقول الامام

البیهقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

''حضرت امام سفیٰین ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل سنت و جماعت صرف وہی لوگ ہیں جو حق پر ہیں اگر چہ ایسا شخص ایک ہی ہو اور ایسا ہی فتویٰ دیا کرتے تھے جب ان سے استفتاء کیا جاتا تھا کہ سوادِ اعظم کون لوگ ہیں اور اسی طرح امام بیہقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سوادِ اعظم اور اہل سنت و جماعت صرف وہی لوگ ہیں جو حق پر ہیں اگر چہ کسی زمانہ میں ایک ہی شخص حق پر ہو اور اس وقت وہ اکیلا شخص ہی سوادِ اعظم ہوگا' اور اس وقت سب لوگوں کے گروہ وانبوہ کو چھوڑ کر اسی اکیلے شخص کی پیروی واجب ہوگی۔''

حضرت امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکابر صوفیہ صافیہ نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتهم القدسیه فی الدین والدنیا والاخره کے عقائد مبارکہ میں اسے نقل فرما کر مقرر ومقبول رکھا جس سے ثابت وروشن ہوا کہ خود ان کا مذہب وعقیدہ بھی یہی ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ :

''حدیث شریف میں فرمایا جاتا ہے کہ :

''سوادِ اعظم کی پیروی کرو۔''

تو سارے مولوی مفتی ہمارے ساتھ ہیں اور یہ (فقیر محمد عبدالوہاب خاں القادری الرضوی) اکیلا اور تنہا ہے۔''

بحمدہ تعالیٰ فقیر نے احادیث کریمہ اور ان کی شروح سے ثابت کر دیا کہ سوادِ اعظم کے متعلق حدیث شریف میں جو ارشاد ہے' وہ زمان برکت نشان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پھر اس کے بعد تابعین پھر تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا زمان برکت نشان ہے پھر اس کے بعد جھوٹ ظاہر ہوگا' اس میں جو بھی حق پر ہوں گے ان کو سوادِ اعظم میں شمار کیا جائیگا' اگر چہ کسی زمانہ میں ایک ہی آدمی تنہا حق پر ہوگا تو وہی سوادِ اعظم ہے اسی کی پیروی لازم وواجب ہے' جن کو یہ گھمنڈ تھا کہ ہمارے ساتھ سارے مفتی اور مولوی ہیں انہوں نے بزور قوت وثروت ہند و پاک سے صرف سات عدد فتوے حاصل کئے جو کہ خود فتوے دینے والوں کی خودکشی پر دال ہیں' اور بحمدہ تعالیٰ فقیر کو بغیر طلب اور بلا مانگے بیس عدد فتاویٰ موصول ہوئے' جو دردمندان اہلسنت کی کاوش کا ثمرہ ہے' اور ہر فتویٰ میں داماد وخسر کہنے والوں کی تکفیر کی گئی' اور ان کو کافر اور واجب القتل قرار دیا گیا وہ بھی ایسا کافر کہ جو بھی ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

کیا ملا ظالم تجھے داماد کہہ لینے کے بعد
مال سارا جل گیا ایمان لٹ جانے کے بعد

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

مَن يَكْفُرْ بِالإِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ

تمام فتاویٰ کنز الفتاویٰ میں' اور ان کے عکس اور تمام دستاویزی ثبوت عکس المکنون میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

''جس نے ایمان کے ساتھ کفر کیا اس کے سارے عمل تباہ و برباد ہو گئے ۔''

معلوم ہوا کہ ؏

مال سارا جل گیا ایمان لٹ جانے کے بعد

عزیزان ملت

جان لو! کہ وہ لوگ جو بارگاہ رسالت مآب حضور پرنور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اور عزت وحرمت اور ادب واحترام کے پہلوؤں کو نظر انداز کر کے گستاخی واہانت کے رویے اور طرز عمل پر گامزن ہیں انہیں جان لینا اور سمجھ لینا چاہئے کہ وہ ایسا کرنے سے نہ صرف دائرہ اسلام سے خارج ہو کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں بلکہ وہ آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔

اے عزیز! جو لفظ ذومعنی موہم تحقیر ہو یعنی گستاخی نبی الانبیاء حبیب کبریا محبوب رب العلمین رحمۃ للعلمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اشارۃً کنایۃً بھی دلالت کرتا ہوا سے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں استعمال کرنا صریح توہین وگستاخی ہے' اگرچہ صراحۃً اس سے اہانت وتنقیص سید العالمین محبوب رب العلمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی وہم بھی پیدا نہ ہو بلکہ محض ذہن میں ایک معمولی سا شائبہ ہی پیدا ہو تو ایسے لفظ کا استعمال کرنا مطلقاً حرام ہے اس میں یہ ضروری نہیں کہ وہ لفظ لغت وعرف میں بغرض توہین و تنقیص وضع کیا گیا ہو۔

اور نہ ہی یہ بات ضروری ہے کہ وہ لفظ اگر کثیر المعانی ہو تو اس کے سب کے سب معانی توہین واہانت اور تنقیص وتحقیر پر دلالت کرتے ہوں' بلکہ اس کے اکثر معانی اچھے بھی ہوں اس کے باوجود ایسے کثیر المعانی لفظ کو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بولنا اور لکھنا حرام اور موجب کفر ہے' اور ایسا لفظ بولنے اور لکھنے والا کوئی بھی فرد ہو وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخ ہے۔

راعنا کہنے کی ممانعت

یہودی راعنا زبان پھیر کر بقصد راعینا کہتے جس کی وجہ سے صحابہ کرام کو راعنا کہنے کی ممانعت فرمائی' اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا

''کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں' زبان پھیر کر اور دین پر طعنہ کرنے کو اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سنئے اور ہمیں مہلت دیجئے' تو ان کے

لئے بہتر اور بہت ٹھیک ہوتا لیکن ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر لعنت کی تو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔"

کچھ یہودی جب دربار نبوت میں حاضر آتے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے سنئے آپ سنائے نہ جائیں، جس سے ظاہر تو دعا ہوتی یعنی حضور کو کوئی ناگوار بات نہ سنائے، اور دل میں بددعا کا ارادہ کرتے کہ سنائی نہ دے، اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے، اور یہ بات سمجھ لینے کے لئے مہلت چاہتے تو راعنا کہتے جس کا ایک پہلوئے ظاہر یہ کہ ہماری رعایت فرمائیے اور مراد خفی رکھتے رعونت والا۔ اور بعض کہتے ہیں زبان دبا کر راعینا کہتے یعنی ہمارا چرواہا، جب پہلودار بات دین میں طعنہ ہوئی تو صریح صاف کتنا سخت طعنہ ہوگی، بلکہ انصاف کیجئے تو ان باتوں کا صریح بھی ان کلمات کی شناعت کو نہ پہنچتا، بہرا ہونے کی دعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی طرف نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت۔" (تمہید ایمان: 25,26)

کہ جو شخص بزعم خویش الفاظ داماد وسسر کو اہانت و گستاخی مان کر حضور اکرم سید عالم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے معاذ اللہ بے کراہت جائز لکھے وہ تو یہودیوں سے بھی بدتر ہے۔

غور طلب یہ امر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور راعنا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کہتے یعنی "یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے حال کی رعایت فرمائیے۔" زبان دبا کر یا زبان پھیر کر راعنا حقیقۃً راعینا نہ کہتے تھے مگر اس میں ایک راہ اہانت کی نکلتی تھی۔

جس طرح یہود بے بہود کہتے صحابہ کرام اس طرح ہرگز نہ کہتے، کہنا تو کجا دل میں تصور بھی نہ کرتے تھے، اللہ عزوجل نے اس بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی، پس جو صراحۃً اہانت وگالی جان کر حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ایسے ایسے الفاظ استعمال اور ان کو بے کراہت جائز لکھے وہ یہودیوں سے بھی بدتر ہے۔

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا

اس بنا پر اللہ عزوجل نے اہل ایمان کو متنبہ اور خبردار کیا اس نزول آیت کے بعد تم کبھی بھی اپنی زبانوں پر کوئی کلمہ ہرگز ایسا نہ لانا جو شان رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منافی ہو چنانچہ ارشاد فرمایا گیا:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا

"اے ایمان والو! تم راعنا نہ کہا کرو۔"

اس تنبیہ کے بعد کسی کو یہ موقع نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اہانت آمیز کوئی کلمہ اپنی زبان پر لانے کی جسارت کرے، اس لئے کہ قرآن حکیم نے ہمیشہ کیلئے گستاخی و بے ادبی سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دروازہ بند کردیا، اس بنا پر اب کوئی ذومعنی لفظ یا راعنا کا استعمال کرے اور مختلف عذر پیش کرے اور کہے اس لفظ کے استعمال سے میری مراد اہانت و گستاخی ہرگز نہیں تو اس کا یہ عذر ہرگز نہیں سنا جائیگا، ایسے کلمات توہین

بولنے والوں کیلئے ارشاد فرمایا گیا :

لاَ تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

''بہانے نہ بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔''

جبکہ اہل ایمان یعنی مومنین کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آداب سے عدم آگہی کی بنا پر متنبہ کرتے ہوئے یہ واضح کر دیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین آمیز لفظ تو کجا راعــــنـــــا کا کلمہ بھی بھول کر نہ بولنا چہ جائیکہ خسرو داماد (معاذ اللہ) کہیں ایسا نہ ہو کہ اس گستاخی و شناعت کی وجہ سے تم کافر ہو جاؤ اور تمہارے سارے اعمال تباہ ہو جائیں اور تمہیں شعور بھی نہ ہو' اس مقام پر خطاب چونکہ ایمان والوں سے کیا جا رہا ہے تو اس بات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ یہ گستاخی و توہین ہر اس لفظ کے بولنے اور لکھنے سے ہو جائیگی جس کا بولنے اور لکھنے والا اگرچہ گستاخی اور بے ادبی کی نیت نہ بھی رکھتا ہو چنانچہ ارشاد فرمایا گیا :

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لاَ تَقُولُوا رَاعِنَا

یہاں مخاطب اہل ایمان ہیں اس لئے یہ توقع ہی نہیں کہ وہ بہ نیت اہانت کوئی لفظ بولیں گے' یقیناً وہ جب بھی کوئی ایسا لفظ کہیں گے تو بغیر نیت اور بے ارادہ توہین کے ہوگا لیکن اس کے باوجود اہل ایمان کو سختی سے منع کیا کہ ایسا لفظ ہرگز بھول کر بھی نہ کہیں کیونکہ یہ نہ صرف گستاخی ہے بلکہ کفر ہے اس سے کہنے والا کافر ہو جائے گا' اور اعمال برباد' اور فرمایا :

وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ أَلِيْمٌ

''اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔''

افراد سنیت میں نیا گروہ

اب کچھ عرصہ قبل سنیوں میں چند مولویوں اور مفتیوں نے ایک جدید فرقہ کو جنم دیا جن کے افراد یہ ہیں :

1......دارالعلوم امجدیہ کے مفتی صاحبان

2......دارالعلوم انوار قادریہ کے مولوی صاحبان

اور گروہ کو تقویت پہچانے والے مفتی مثلاً ضیاء المصطفیٰ المعروف محدث کبیر مبارکپوری' مفتی مجیب اشرف ناگپوری' مفتی مظفر حسین بریلی اور علامہ ازھری بریلی' مفتی غلام مصطفیٰ ملتان مفتی ابو داؤد گجرانوالہ' مفتی محمد حسن میلسی' مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی لاہور' مفتی ظفر اللہ صاحب شرقپوری فیصل آباد وغیرہم نے اس فرقہ کی خوب آبیاری کی اور پروان چڑھایا۔

فرقہ جدید کے عقائد

نمبر1......﴿ہم کسی بھی مسلمہ اسلامی فرقہ کو کافر اور اس کے افراد کو واجب القتل قرار دینا غیر اسلامی قابل تعزیر اور قابل

نفرت فعل تصور کرتے ہیں۔

نمبر2......﴾اور یہ کہ انتظامیہ کو چاہئے کہ وہ ایسے اجتماعات منعقد کرائے جن سے تمام مکاتب فکر کے علماء بیک وقت خطاب کر کے ملی یکجہتی کا عملی مظاہرہ کریں۔

نمبر3......﴾اور یہ کہ مختلف مکاتب فکر کے متفقات اور مشترکہ عقائد کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔

(منتخب شدہ از ضابطہ اخلاق)

ضابطۂ اخلاق کی سب کمیٹی کے ارکان

''کراچی میں تمام مکاتب فکر کے علماء اکرام پر مشتمل کمیٹی نے 9رفروری 2001ء کو منعقدہ اس اجلاس میں اتفاق رائے سے ایک اعلامیہ اور ضابطہ اخلاق منظور کرتے ہوئے' ایک سب کمیٹی تشکیل دی جو مندرجہ ذیل علماء اکرام پر مشتمل ہوگی۔

نمبر1......}	مولانا سلیم اللہ خاں	{دیوبندی}
نمبر2......}	مولانا نظام الدین شامزئی	{دیوبندی}
نمبر3......}	مولانا شاہ تراب الحق قادری	{نام نہاد سنی}
نمبر4......}	مولانا حاجی حنیف طیب	{نام نہاد سنی}
نمبر5......}	علامہ عباس کمیلی	{اہل تشیع}
نمبر6......}	علامہ حسن ظفر نقوی	{اہل تشیع}
نمبر7......}	مولانا عبد الرحمن سلفی	{اہلحدیث}
نمبر8......}	پروفیسر حافظ محمد سلفی	{اہلحدیث}

کراچی کے تمام مکاتب فکر کے علماء نے متفق ہو کر ایک عہد نامہ تحریر کیا جس کو ضابطہ اخلاق سے معنون کیا گیا' اس کی چند شقوں کا ذکر اوپر گزرا' ان ہی شقوں پر مشتمل ایک استفتاء کی صورت میں مسمّٰی ''فرحان رضا قادری' ساکن میر پور خاص'' نے دارالعلوم امجدیہ سے اس پر فتویٰ طلب کیا کہ :

''کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی یہ لکھ دے کہ ہم کسی بھی مسلمہ اسلامی فرقہ کو کافر اور اسکے افراد کو واجب القتل قرار دینا غیر اسلامی قابل تعزیر اور قابل نفرت فعل تصور کرتے ہیں اور یہ کہ انتظامیہ کو چاہیے کہ وہ ایسے اجتماعات منعقد کرائے جن سے تمام مکاتب فکر کے علماء بیک وقت خطاب کر کے ملی یکجہتی کا عملی مظاہرہ کریں اور یہ کہ مختلف مکاتب فکر کے متفقات و مشترکہ عقائد کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔

ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے یہ سنی ہے یا نہیں' آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز' قرآن وحدیث اور اکابرین اہل سنت بالخصوص امام اہلسنت سیدی اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں جلد جواب عطا فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

"سائل فرحان رضا قادری پتہ میر پور خاص سندھ"

دارالعلوم امجدیہ کا فتویٰ

الجواب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے :

متفر ق امتی ثلثاو سبعین فرقة کلهم فی النار الا واحدة

(ابوداؤد ص :۶۳۱' ج:۲)

یعنی یہ امت تہتر (۷۳) فرقے ہو جائے گی اور ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سارے جہنمی ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: **من هم یا رسول الله** یارسول اللہ! وہ ناجی فرقہ کون ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **ما انا علیه و اصحابی** یعنی وہ فرقہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

یعنی جو لوگ سنت کے پیرو ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ہم اہل سنت و جماعت ہی ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کے فرمان و اعمال صحیحہ کے پیروکار ہیں بخلاف اہل سنت و جماعت کے جتنے فرقے ہیں سب باطل عقائد و نظریات کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں مثلاً روافض (اہل تشیع) جن کے عقائد باطلہ سب پر عیاں ہیں' چند ذیل میں درج کئے جاتے ہیں' (۱) قرآن کریم مکمل نہیں بلکہ موجودہ قرآن بیاض عثمانی ہے۔ (۲) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بدکار ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ) (۳) حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابی وخلیفہ رسول نہیں (۴) چند اصحاب کے سوا سب کافر و منافق ہیں (۵) حضرت علی تقیہ باز و بزدل تھے (۶) جو کام بندے کے حق میں نفع بخش ہو اللہ تعالیٰ پر وہی کرنا واجب ہے (۷) ائمہ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔ اور ان تمام عقائد کو کتب معتمدہ فقہ حنفی کی تصریحات وائمہ ترجیح وفتویٰ کی صحیحات پر مطلقاً کافر ہے' درمختار میں ہے :

ان انکر بعض ما علم من الذین ضرورة کفربها کفو له ان الله تعالیٰ جسم کالاجسام او انکر صحبه الصادق

یعنی اگر ضروریات دین سے کسی چیز سے منکر ہے تو کافر ہے' مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کا اجسام کے مانند جسم ہے' یا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہونا۔ خلاصہ میں ہے :

الرافضی اذا کان یسب الشیخین و یلعنھماء العیاذ باللہ تعالیٰ فھو کافر و ان کان بفضل علی کرم اللہ تعالیٰ وجھه لا یکون کافرا الا انه مبتدع

یعنی جو رافضی تبرائی حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ برا کہتے ہیں وہ کافر ہیں اور اگر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل بتائے گا' تو کافر نہ ہوگا' مگر گمراہ ضرور ہے' اسی طرح قادیانی وغیرہ بھی اپنے عقائد باطلہ کی بنا پر کافر ومرتد ہیں اور دیوبندی' وہابی بھی اپنے عقائد باطلہ ہی کی وجہ سے کافر ومرتد ہیں' ذیل میں انہی کی کتابوں کے حوالے سے ان کے چند عقائد ملاحظہ ہوں' (۱) ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں' (تقویت الایمان ص 30 مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور) اس عبارت کے تحت دیوبندی مسلک کے مشہور عالم مولوی عامر لکھتے ہیں کیا اس کا صاف اور بدیہی مطلب یہ نہیں ہے کہ اولیاء وصحابہ تو ایک طرف رہے تمام انبیاء ورسل اور خاتم النبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں کیسا خطرناک انداز بیان ہے! کتنے لرزا دینے والے الفاظ ہیں' (تجلی فروری مارچ سن 1957ء) (۲) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے' (رسالہ یکروزی ص 7' براہین قاطعہ ص 6 دارلاشاعت کراچی) یونہیں محمود الحسن ضمیمہ اخبار نظام الملک مراد آباد 25 اگست 1889ء میں لکھا کہ چوری شراب خوری جہل وظلم سے معارضہ کم فہمی ہے معلوم ہوتا ہے' غلام دستگیر کے نزدیک خدائی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں' حالانکہ کلیہ یہ ہے کہ جو مقدور والعبد ہے مقدور اللہ ہے۔ اوران ہی کے ایک سرغنہ مفتی نے ایک فتویٰ میں یہ بھی لکھ مارا کہ وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے' جو یہ کہے کہ اللہ جھوٹ بول چکا ہے' ایسے کو تضلیل سے مامون کرنا چاہئے' دیکھا آپ نے اللہ کو جھوٹا ماننے والے کو اس مفتی نے اسلام سے خارج بھی نہ کیا جبکہ یہ صریح کفر ہے' (۳) اور رشید احمد گنگوہی کی تصدیق کردہ خلیل احمد انبیٹھوی کی تصنیف براہین قاطعہ میں ہے' شیطان وملک الموت کا علم حضور کے علم سے زیادہ ہے اور حضور کا علم شیطان وملک الموت کے علم سے کم ہے' (براہین قاطعہ ص 55 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی) (۴) حضور کا علم غیب زید وعمر بلکہ ہر بچہ ومجنون بلکہ تمام حیوانوں کے برابر ہے' (حفظ الایمان ص 7 مکتبہ تھانوی' ص 13 مطبوعہ قدیمی کراچی) حضور کیلئے علم غیب عطائی ماننا بھی باطل وخرافات ہے حضور کے علم غیب کا عقیدہ رکھنا کفر ہے' (فتاویٰ رشیدیہ ص 62' 67 مطبوعہ سعید کمپنی کراچی) (۵) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اردو زبان مدرسہ دیوبند میں سیکھی (براہین قاطعہ ص 30 دارالاشاعت کراچی) (۶) شیعہ کافر نہیں ہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص 278 سعید کمپنی کراچی) (۷) حضور مرکر مٹی میں مل گئے' (تقویۃ الایمان ص 100 مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور) (۸) کسی نبی ولی وغیرہ کے آگے یا اس کی قبر کے پاس ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا وغیرہ شرک ہے' (تقویۃ الایمان ص 64 مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور) (۹) عبدالنبی' امام بخش' پیر بخش' علی بخش' نبی بخش' غلام محی الدین وغیرہ نام رکھنا شرک ہے' (تقویۃ الایمان ص 61,62 مطبوعہ اسلامی اکادمی

لاہور' بہشتی زیور ص 46 ج 1 'فتاویٰ رشیدیہ ص 69 مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)(۱۰) جوکوئی بھی کسی کو اللہ کا بندہ مخلوق سمجھ کر اس سے مدد مانگے یا نذر نیاز کرے وغیرہ تو وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں' (تقویہ الایمان ص 20 مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور)(۱۱) انبیاء اولیاء وغیرہم کو حاضر وناظر سمجھنا تصرف کی قدرت ثابت کرنا شرک ہے' خواہ اللہ کے دیئے سے اگرچہ انہیں اللہ سے چھوٹا اور اسی کی مخلوق و بندہ سمجھے' (تقویۃ الایمان ص 20,21,22,23' مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور) (۱۲) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں' (تقویہ الایمان 70) (۱۳) انبیاء اولیاء امام زادہ پیر شہید سب انسان ہی ہیں اور عاجز بندے ہیں' اور ہمارے بھائی ہیں مگر اللہ نے انہیں بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے' (تقویہ الایمان ص 99 مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور) (۱۴) نبی ولی امام اور شہید وفرشتوں کا اللہ کے حضور سفارش و شفاعت کرنا شرک ہے' (تقویہ الایمان ص 54) (۱۵) محفل میلاد شریف ہندوں کے سانگ اور جنم کنہیا سے بھی بدتر ہے' (فتاویٰ میلاد رشید احمد گنگوہی ص 14 طبع بار اول) (۱۶) کوا کھانا حلال ہی نہیں بلکہ باعث ثواب ہے' (فتاویٰ رشیدیہ ص 597)۔(۱۷) حضور کے مثل چھ نبی اور بھی ہیں' اور آپ کے زمانہ میں اور آپ کے زمانے کے بعد کوئی نبی تجویز کیا جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (تحذیرالناس)۔(۱۸) حضور کی خاتمیت کو مقام مدح میں بیان کرنا صحیح نہیں اور یہ کچھ فضیلت بھی نہیں' (تحذیرالناس ص 5) (۱۹) لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ' اللہم صلی علیٰ سیدنا ونبینا اشرفعلی پڑھنا جائز ہے' (ماہنامہ رسالہ الامداد ص 35 ماہ صفر 1332ھ مطبوعہ امدادالمطابع تھانہ بھون) (۲۰) نماز میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال لانا اپنی بیوی سے مجامعت اور اپنے بیل وگدھے کے خیال میں مستغرق ہو جانے سے برا ہے' (صراط مستقیم فارسی ص 86 اردو ص 136) یہ صرف چند عبارتیں ہیں جو ہم نے نقل کی ہیں ورنہ وہابیوں' دیوبندیوں کی کتابیں توہین خدائے تعالیٰ و نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھری پڑی ہیں' بانی مدرسہ دیوبند نے اپنی کتاب تحذیرالناس میں ختم نبوت کا انکار کر کے قادیانی کیلئے راستہ ہموار کیا۔انہیں وہابیوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے جھوٹ بولنا ممکن لکھا' ایسے لوگوں کے متعلق مسلمان خود سوچیں کہ وہ ان لوگوں کو کیا کہیں' اس وقت کے سنی علمائے حرمین کے پاس ان کے یہ عقیدے لکھ کر بھیجے گئے اس پر علمائے حرمین' مصر' شام' عراق اور فلسطین کے علماء نے جواب دیا یہ عقیدے رکھنے والے کافر ہیں اور جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

یہ فتویٰ حسام الحرمین کے نام سے زمانہ دراز سے چھپتا ہے اسے لیکر پڑھیں اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھوائیں' احادیث میں ایسے ہی بدعقیدہ لوگوں کے لیے فرمایا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

ان مرضوا فلا تعودھم وان ماتوا فلا تصلوا علیھم وان لقیتم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا

تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا معھم

''یعنی اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہو اور اگر ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو اور ان کے پاس نہ بیٹھو اور نہ انکے ساتھ کھاؤ پیو نہ انکے ساتھ نماز پڑھو''

دوسرے مقام پر فرمایا ایا **کم ایاھم لا یضلو نکم ولا یفتنو نکم**

''یعنی اپنے کو ان سے دور رکھو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔''

انہیں وجوہات کی بنا پر دیوبندیوں' وہابیوں کو گستاخِ رسول کہا جاتا ہے اور انکی ان گستاخیوں کے باعث اس وقت کے علمائے حرمین نے ان گستاخی کرنے والوں اور انکی تائید کرنے والوں اور انکو صحیح ماننے والوں کو بھی دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا لہٰذا انکے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور اگر ان کے عقائد سے مطلع ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو خود مسلمان نہیں کیونکہ علمائے عرب وعجم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا :

من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر

لہٰذا مذکورہ بالا عقیدہ رکھنے والا شخص مسلمان نہیں ہوسکتا' ایسے عقائد رکھنے والا یا ان کو صحیح ماننے والا امام جو اوپر لکھے گئے خواہ وہ کسی مصلے پر امامت کرے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی' ایسا امام کسی بھی مسجد کا امام ہو خواہ وہ مسجد نبوی شریف ہو خواہ مکہ شریف میں' مسجد الحرام شریف کا امام ہو خواہ وہ جامعہ از ہر شریف کا امام ہو کہیں کا بھی امام ہو حکم شرع وہی رہے گا' جو ہم نے بیان کیا' اور ہم نے اوپر جو عقائد و نظریات بیان کئے ہیں وہ عقائد جس کسی کے بھی ہوں یا جو ایسے عقائد رکھنے والوں کی حمایت و تائید کرے گا' اس کے پیچھے بھی نماز نہ ہوگی خواہ وہ کسی جگہ کا امام ہو' حکم شرع سب کیلئے ایک ہے خواہ وہ عجمی ہو یا عربی۔

عطاء المصطفیٰ اعظمی مہر شریف دار الافتاء دار العلوم امجدیہ

اسم گرامی عطاء المصطفیٰ اعظمی عفی عنہ

۳/ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ ۲۶/جون ۲۰۰۱ء۔''

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

عزیزان ملت!

اولاً......یہ معلوم ہونا لازم کہ فرحان رضا قادری نے سوال کس کے متعلق کیا ہے

ثانیاً......فرحان رضا قادری نے اپنے سوال میں لکھا کہ اگر کوئی یہ لکھ دے......الخ‘ اس شخص کا نام کیوں نہ لکھا؟

ثالثاً......فرحان رضا صاحب یہ بھی جانتے تھے کہ اگر محرر کا نام لکھ دیا تو فتویٰ نصیب نہ ہوگا‘ چنانچہ پردہ میں رکھا۔

رابعاً......لکھنے والے کا نام تراب الحق صاحب تھا جنہوں نے یہ لکھا جس کے متعلق سوال کیا گیا۔

سوال...... یہ آپ نے کیسے جان لیا کہ اگر نام لکھ دیا جائیگا تو فتویٰ نصیب نہ ہوگا؟

جواب......اب سنی کہلانے والے مفتیوں میں ایسے بھی مفتی ہیں کہ جب ان کے گھر کا مسئلہ ہوگا ہرگز فتویٰ نہ دیں گے۔

دلیل...... اس کی یہ ہے کہ فتویٰ میں لکھتے ہیں ”اسوقت کے سنی علماء حرمین کے پاس ان کے یہ عقیدے لکھ کر بھیجے گئے اس پر علماء حرمین ‘مصر‘ شام‘ عراق‘ اور فلسطین کے علماء نے جواب دیا یہ عقیدے رکھنے والے کافر ہیں جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ......الخ ان ہی وجوہات کی بنا پر دیوبندیوں وہابیوں کو گستاخ رسول کہا جاتا ہے اور ان کی ان گستاخیوں کے باعث اسوقت کے سنی علماء حرمین نے ان گستاخی کرنے والوں اور ان کی تائید کرنے والوں اور ان کو صحیح ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا‘ لہٰذا ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی‘ (تراب الحق صاحب سے ان لوگوں کے عقائد واحکام پوشیدہ نہیں وہ ان کے بارے میں خوب جانتے ہیں) اور اگر کوئی ان کے عقائد سے مطلع ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھتا ہے‘ تو خود مسلمان نہیں کیونکہ علمائے عرب وعجم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر (جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے) دارالعلوم امجدیہ پر بھی ضابطہٴ اخلاق واضح اور روشن ہو چکا‘ پھر بھی تراب الحق کی امامت وامارت میں کوئی فرق نہ آیا۔

ثبوت...... اس کا یہ ہے کہ تراب الحق صاحب نے دیوبندیوں اہلِ تشیع اور غیر مقلدین سے متفق ہو کر ایک عہد نامہ لکھا جس کو ضابطہ اخلاق سے معنون کیا گیا‘ اس ضابطہ اخلاق کی چند شقوں پر یہ حکم جاری فرمایا گیا کہ :

”احادیث میں ایسے ہی بدعقیدہ لوگوں کیلئے فرمایا‘ اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہوں اور اگر ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو اور ان کے پاس نہ بیٹھو اور نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو‘ دوسرے مقام پر فرمایا یعنی اپنے کو ان سے دور رکھو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔“

المیہ......دارالعلوم امجدیہ کے مفتیوں نے تراب الحق کی تکفیر کی اور ایسی تکفیر کہ جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر‘ مسلمان سمجھنا تو بڑی بات ہے جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے‘ اب سوال پیدا ہوتا ہے یہ حکم مسلمانوں کو دیا گیا؟ دریافت طلب یہ امر ہے کہ مفتیان دارالعلوم امجدیہ مسلمان ہیں یا نہیں اگر مسلمان ہیں تو تراب الحق کو سینہ سے لگانا اپنا حکم بنانا بربنائے اسلام ہے یا کفر؟ اگر مسلمان سمجھا تو کافر‘ یا کافر جان کر تعظیم کی تو کافر ٹھہرے اور کافر سمجھ کو اپنا حکم مانا اور ناظم تعلیم بنایا تو بھی کافر ٹھہرے علاوہ ازیں اپنی مجالس اور محافل کی شمع بنانا ان کے پیچھے مسلمانوں کو نمازیں پڑھوانا اور مسلمانوں کی نمازیں برباد کرنا نیز جلسہ وجلوس میں صدر بنانا یہ سب امور تعظیم وتوقیر سے ہیں اور کافر کی تعظیم درحقیقت

کفر کی تعظیم ہے چنانچہ مفتیان اور مولوی صاحبان سب کافر ہو گئے' کہ ان کے حال وقال سے خوب واقف ہیں۔

دوستی اور مؤدت

اگر ان مفتیوں اور مولویوں کو تراب الحق سے دلی محبت اور دوستی ہوتی تو حکمت عملی سے تجدید ایمان کراتے 26/جون 2001ء یا امروز کبھی کوئی بھلائی کا خیال نہ آیا' بالفرض بظاہر دوستی اور محبت کا دعویٰ ہے اگر حقیقۃً ایسا ہوتا تو کم از کم ایک مسلمان کی دستگیری فرماتے اور اس بلائے عظیم سے نجات کی راہ بتاتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مفتیوں اور مولویوں کو تراب الحق سے سخت عداوت اور کمال نفرت ہے کیونکہ یہ ایک معاملہ جس میں اس قدر دشواری بھی نہ تھی بآسانی اس کو حل کر سکتے تھے مگر ہنوز اس کی جانب توجہ بھی نہ کی کہ ایک اور بلائے عظیم اور حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی واہانت پر جری وبیباک کر دیا اور وہ الفاظ کریہہ سسر اور داماد جو ایک شریف اور مہذب مسلمان اپنے لیے گوارا نہیں کرتا سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چسپاں کر دیئے اور نسبت خسر و داماد کو بلاشبہ جائز لکھ دیا اور اس گستاخی پر مصر کر دیا۔

سونے پر سہاگہ

یہ کہ جب ان الفاظ مکروہہ کی کوئی دلیل شرعی نہ لا سکے تو حضرت صدر الشریعہ مولٰینا امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوپر یہ بہتان جڑ دیا' پھر بھی جب کام نہ بنا تو ہندو پاک سے سات عدد فتوے منگوا کر فقیر کو بھیجے گئے' فقیر نے بحمدہ تعالیٰ ان سارے فتوؤں کا جواب لکھ دیا جس کو مسلمانوں نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پسند کیا اور ان فتوؤں میں کسی نے کوئی دلیل وثبوت فراہم کرنا تو کجا ایک بلائے عظیم کو جنم دیا کہ ان مفتیوں اور مولویوں کے گروگھنٹال اور استاذ کل اور سردار اعظم المعروف محدث کبیر نے تو ظلم ہی ڈھا دیا اور صاف لکھ دیا۔

قہر قہار اور غضب جبار

ان معروف مفتیوں کے سرتاج المعروف محدث کبیر مبارکپوری نے صاف لکھ دیا کہ نسبت سسر و داماد بے کراہت جائز ہے اور پھر اس کی توضیح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''یہ الفاظ (سسر اور داماد) لغت وعرف میں بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں' ہاں! اہانت ودشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے۔''

علامہ زمن فہامہ قرن

اس محدث کبیر کو زید کے نام سے کنایہ کیا گیا' اس کے بارے میں حضرت مولٰینا مفتی عبدالحکیم شرف قادری ارشاد فرماتے ہیں :

الجواب...... ''جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گالی دے یا آپ کو عیب لگائے یا آپ کی ذات میں یا نسب میں یا دین میں یا آپ کی کسی صفت میں نقص ثابت کرے......تو وہ شخص آپ کو گالی دینے والا ہے' اور گالی دینے والے کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائیگا اس میں کسی صورت کا استثنا نہیں۔ (شفا شریف طبع ملتان ج ۲ ص ۱۸۹)

یہ تو گالی دینے والے کا حکم ہے اور زید پلید نے جو بات کہی ہے وہ تو اس سے بھی زیادہ سخت ہے' کیونکہ اس نے تو گالی

دینے کا پھاٹک کھول دیا ہے' ایسا شخص اگر مسلمان تھا تو دائرہ اسلام سے خارج اور اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب اور لعنت کا مستحق اور اس پر پاکستان کے قانون کی شق 295/C لاگو ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم ......محمد عبدالحکیم شرف قادری جامعہ اسلامیہ لاہور ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ۔''

ان مفتیوں اور مولویوں نے ایسے طلسمی جال میں تراب الحق کو جکڑ دیا جس سے ان کا نکلنا بظاہر دشوار ترین ہے' یہ عمل تو دیوبندیوں سے زیادہ بدتر ہیں' اللہ تعالیٰ ہی ایسے اسباب پیدا فرمائے' اور ان کو اس طلسمی جال سے نجات بخشے۔ آمین

ترابی اور کبیری گروہ کے مفتیوں کی علمی قابلیت اور ذھنی صلاحیت

مفتیان دارالعلوم امجدیہ بمعہ ناظم تعلیم فرماتے ہیں :

''لفظ خسر و داماد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے استعمال کرنا بلاشبہ جائز ہے' البتہ استخفاف کی نیت یا مواقع پر استعمال کرنا کفر ہے۔''

معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک یہ الفاظ کہنا بلاشبہ جائز ہیں البتہ استخفاف کی نیت سے استعمال کرنا کفر ہے۔

تراب الحق صاحب لکھتے ہیں

''امت کا اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی کرے یا آپ کی ذات اقدس کو کسی قسم کا عیب لگائے' یا نقص تلاش کرے یا وہ عوارض بشری جو آپ کیلئے جائز تھے ان کی وجہ سے آپ کی تحقیر کرے یا آپ کی شان گھٹانے کی کوشش کرے وہ کافر اور واجب القتل ہے' اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے' ایسا ذو معنی لفظ کہنا بھی گستاخی اور توہین ہے جس کا ایک مفہوم گستاخی کا ہو خواہ وہ لفظ توہین کی نیت سے نہ کہا جائے......الخ۔''

(اسلامی عقائد: 22)

تراب الحق کہتے ہیں ایسا ذو معنی لفظ جس کا ایک مفہوم گستاخی کا ہو خواہ وہ لفظ توہین کی نیت سے نہ کہا جائے' وہ بھی گستاخی ہے اور جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہے' اور واجب القتل اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

فیصلہ کیجئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے داماد و خسر (معاذ اللہ) کہنا بلاشبہ جائز البتہ توہین کی نیت سے کہے گا تو کافر ہوجائیگا' اگر یہ حق ہے تو تراب الحق صاحب کہتے اگر توہین کی نیت نہ ہو وہ بھی گستاخی ہے اور جو گستاخ ہے وہ کافر۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر دارالعلوم امجدیہ والوں کا قول حق و صحیح ہے تو تراب الحق ایک مسلمان کو گستاخ رسول ٹھہرا کر خود کافر ہو گئے' اور تراب الحق کا قول درست ہے تو دارالعلوم امجدیہ والے بمعہ اپنے ہمنواؤں کے سارے کافر ہو گئے' اور تراب الحق صاحب کی دونوں جانب جلوہ گری ہے' دونوں جانب کا حکم ان پر

صادق آتا ہے' اس کے سوا کوئی راہ نہیں۔

طرفہ تماشہ

تراب الحق صاحب فرمائیں کہ ذو معنی لفظ جس کا ایک مفہوم گستاخی کا ہو خواہ وہ لفظ توہین کی نیت سے نہ کہا جائے' وہ بھی گستاخی ہے' دار العلوم امجدیہ کے مفتیوں کا عملہ کہتا ہے' کہ لفظ سسر و داماد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے استعمال کرنا بلا شبہ جائز ہے' البتہ استخفاف کی نیت سے استعمال کرنا کفر ہے' معلوم یہ ہوا کہ یہ لفظ ذو معنی ہے اور اس میں ایک مفہوم کفر کا ہے۔ جس کو امجدیہ کے مفتی کفر مانتے ہیں' ان سب کا گرو المعروف محدث کبیر کہتا ہے کہ یہ لفظ سسر و داماد (معاذ اللہ) حضور کی نسبت سے استعمال کرنا بے کراہت جائز ہے' پھر اعتراف کرتا ہے کہ یہ لفظ سسر و داماد اہانت اور دشنام کیلئے بھی رائج ہیں' ذو معنی مان کر بھی علانیہ استعمال کا حکم دے کر بے کراہت جائز لکھ رہا ہے۔ اب یہ تین گروہ ہو گئے' ان میں کون سا گروہ مسلمان اور کون سا کافر؟ اگر دیکھا جائے اور اگر انصاف کی پوچھئے تو اسلامی عقائد صفحہ 22 کی عبارت صحیح اور درست ہے' اور دونوں گروہ گستاخ رسول اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کے بارے میں تراب الحق صاحب نے لکھا کہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر اور واجب القتل ہے جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے' گویا اسلامی عقائد کے مذکورہ عقیدہ نے دونوں گروہ کے سر کاٹ کر رکھ دیئے۔

محدث کبیر مبارکپوری کا عَلَم اور تفقہ فی الدین

ان دونوں سوالوں کا حکم اصل جواب سے عیاں ہے کہ :

''حضرات سیدنا عثمان غنی ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مدح اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے قرب و رشتہ کے بیان کے طور پر انہیں داماد رسول کہنے میں نہ اہانت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے نہ ایہام تحقیر اس لئے بطور تعارف و تعریف اس اضافت سے لفظ داماد کا اطلاق بے کراہت جائز ہے' اسی طرح ان حضرات کی تعریف و تعارف کے قصد سے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان حضرات کا خسر کہنا بھی جائز ہے۔''

توضیح کلام

لکھتے ہیں :

''لغت و عرف میں یہ الفاظ (داماد و سسر) بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں' ہاں! اہانت و دشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے مگر اس استعمال کیلئے قرینہ ضروری ہے۔'' (فتویٰ محدث کبیر ممتاز الفقہا مبارکپوری:3-2)

تفہیم کلام محدث کبیر ممتاز الفقھاء مبارکپوری

آپ فرماتے ہیں کہ ''حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مدح......الخ۔''

ان کی لغت میں مدح اور تعارف کا مطلب

آپ کے یہاں مدح کے معنی اہانت کرنا' اور تعریف وتعارف بھی گالی دینا ہے' چنانچہ تمام مدح وثنا کرنے کے بعد وضاحت فرمائی جاتی ہے کہ یہ لفظ جن سے مدح اور تعریف وتعارف کی گئی ہے یعنی خسرو دامادیہ اہانت اور دشنام کیلئے بھی رائج ہے' مدح کی تعریف ممتاز الفقہاء کے نزدیک اہانت کرنا گالی دینا ہے۔

گویا دونوں الفاظ کا مطلب ممتاز الفقہاء کے نزدیک یہی ہے جھولی میں اس کے سوا کچھ ہو تو نکلے' حالانکہ اہل علم کے نزدیک مدح کا مطلب بڑائی بیان کرنا ہے مگر ممتاز الفقہاء تو اس چمنستان گل وگلزار سے کوئی علاقہ ہی نہیں رکھتے' اگر کوئی علاقہ ہوتا تو بیان کرتے۔

قرب رشتہ

مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں ''ان کے قرب رشتہ کے بیان میں'' مبارکپوری کا سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رشتہ' کیا تم اپنے رشتہ کی طرح سمجھتے ہو' جیسا کہ میاں بیوی اور باپ بیٹا وغیرہ کا رشتہ۔ رشتہ ہی تو ہے مگر کس کی غلامی کا صدقہ ہے کبھی غور کیا۔

تامل فرمائیے! مثلاً ایک عورت ہندہ جس کو زید جانتا بھی نہ تھا مگر جب زید کا نکاح ہندہ سے ہو گیا تو یہ رشتہ زن وشوہر قائم ہو گیا اتفاقاً زید نے کوئی کفر کا کلمہ بک دیا مثلاً حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی وہ کافر ہو گیا' اس کی بیوی ہندہ اس کے نکاح سے نکل گئی' رشتہ ختم ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ رشتہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا نام ہے' سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :

''دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے' جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا چاہتا ہے۔''

معلوم ہوا کہ ان کا رشتہ یا ان سے رشتہ ان کی غلامی کا نام ہے ؎

یٰعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

''تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔''

معلوم ہوا کہ مومن وہی ہے جو ان کا بندہ وغلام ہے' اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

''اور کسی کی نسبت صدیق ہوں خواہ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی خادمی وغاشیہ برداری سے بڑھا کر دعویٰ ہمسری محض

بیدینی، جس نگاہ اجلال وتوقیر سے انہیں دیکھنا فرض حاشا کہ اس کے سوحصہ سے ایک حصہ دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کہ صدیق ومرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس سرکار ابد قرار کے غلام ہیں۔" (اعتقاد الاحباب: 14)

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صدیق ومرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بندے اور غلام ہیں اور تم کہتے ہو کہ وہ معاذ اللہ داماد وخسر ہیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

یہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک حقہ سے فرار ہے یا نہیں؟ فرار ہے اور ضرور ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آپ لوگوں نے سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن چھوڑ دیا اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے بھی منہ موڑ لیا اور از خود محدث کبیر اور ممتاز الفقہاء بن گئے۔

اور آپ ان کے قرب رشتہ سے یہ رشتے بیان کرتے ہیں جو ان کو بندہ اور غلام کہلانے کا فخر ملا تو صرف مسلمانوں کو حسب مرتبہ جس نے بندہ ہونے کا سب سے زیادہ حق ادا کیا سب سے بڑا مرتبہ پایا۔ پس اس کا رشتہ یا ان سے رشتہ بندہ ہونے کا اور غلامی کا نام ہے، اور قرب رشتہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ عزوجل سے ہے کما قال تعالیٰ:

فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (النجم: 9)

اس کے ماسوا جتنے بھی ایمان والے ہیں سب ان کے بندہ بارگاہ ہیں اور جس نے ان کا بندہ ہونے سے انکار کیا وہ کافر وملعون ہوا۔

تعارف و تعریف

اہل علم کے نزدیک اوصاف حمیدہ وحقیقت سعیدہ کی شخصیت کا بیان کرنا ہے، لہٰذا شرعاً یہ حکم ہے کہ کسی کی ایسی تعریف کرنا جو اس میں نہ پائی جائے، حرام ہے۔ ممتاز الفقہاء محدث کبیر کے دامن میں سوائے اہانت اور دشنام کے کوئی تعریف ہے ہی نہیں۔

تعریف و تعارف کے قصد سے

قصد کے متعلق فقیر کیوں لکھے، اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت سے وضاحت کرتا ہے، فرماتے ہیں......:

"قصد قلب کلمات لسان کے ظاہر نہ ہوگا تو کیا وحی اترے گی کہ فلاں کے دل میں یہ ارادہ تھا، اور صریح لفظ شنیع وقبیح میں سوق کلام خاص بغرض توہین ہونا کس نے لازم کیا، کیا اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو برا کہنا اسی وقت کلمہ کفر ہے، جب بالخصوص اسی امر میں گفتگو ہو ورنہ (قرینہ سے) باتوں باتوں میں جتنا چاہے برا کہہ جائے، کفر وکلمہ کفر نہیں علت وہی ہے کہ ان حضرات کے دلوں میں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت نہیں ان کی بدگوئی کو ہلکا جانتے ہیں۔" (الکوکبۃ الشہابیہ: 30 ہندوستانی پریس کندیگر ٹولہ بنارس)

چنانچہ داماد وسسر بناتے اور خوب رشتے نکالتے اور احادیث کا سہارا لیتے نہیں شرماتے، احادیث تو احادیث پاک ہیں، قرآن حکیم جو حکیم مطلق کا کلام ہے اس میں کتنی ہی آیات ایسی ہیں جن کی بعد میں ممانعت فرمادی گئی۔

حاصل کلام

یہ محدث کبیر خوب جانتا ہے کہ لفظ سسر اور داماد اہانت اور دشنام کیلئے رائج ہیں پھر بھی قصداً اہانۃً سرکار ابد قرار احمد مختار حبیب کردگار سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بھی ان کا استعمال کرنا بے کراہت جائز لکھتا ہے۔

یہ صراحۃً اور قصداً توہین و گستاخی کرنا نہ ہوا' ہوا اور ضرور ہوا۔اس نے قلعہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈھایا اور ممتاز الفقہاء بن گیا۔تشنہ نہ رہے' اور لیجئے اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهِ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ إِلَّا قَلِيْلًا

''کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں' زبان پھیر کر اور دین پر طعنہ کرنے کو اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سنئے اور ہمیں مہلت دیجئے' تو ان کے لئے بہتر اور بہت ٹھیک ہوتا لیکن ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر لعنت کی' تو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔''

کچھ یہودی جب دربار نبوت میں حاضر آتے۔اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے سنئے آپ سنائے نہ جائیں' جس سے ظاہر تو دعا ہوتی یعنی حضور کو کوئی ناگوار بات نہ سنائے' اور دل میں بددعا کا ارادہ کرتے کہ سنائی نہ دے' اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے' اور یہ بات سمجھ لینے کے لئے مہلت چاہتے تو راعنا کہتے جس کا ایک پہلوئے ظاہر یہ کہ ہماری رعایت فرمایئے اور مراد خفی رکھتے رعونت والا۔اور بعض کہتے ہیں زبان دبا کر راعیــنا کہتے یعنی ہمارا چرواہا' جب پہلودار بات دین میں طعنہ ہوئی تو صریح صاف کتنا سخت طعنہ ہوگی' بلکہ انصاف کیجئے تو ان باتوں کا صریح بھی ان کلمات کی شناعت کو نہ پہنچتا' بہرا ہونے کی دعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی طرف نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت۔'' (تمہید ایمان :25,26)

من الوجه الثانی

عزیزانِ ملت! یہ محدث کبیر اور ممتاز الفقہاء مسٹر ضیاء المصطفیٰ مبارکپوری ہیں ملاحظہ کیجئے وہ فرماتے ہیں :

''حضرات سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مدح اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے قرب رشتہ کے بیان کے طور پر انہیں داماد رسول کہنے میں نہ اہانت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے

نہ ایہام تحقیر اس لئے بطور تعارف وتعریف اس اضافت سے لفظ داماد کا اطلاق بے کراہت جائز ہے......الخ۔''

عزیزان گرامی! العیاذ باللہ تعالیٰ یہ داماد رسول کے حسین الفاظ سے کس کی مدح اور تعارف وتعریف کی جارہی ہے؟ یہ ہیں کون؟ امیرالمومنین سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولیٰ المسلمین امیرالمومنین سیدنا علی المرتضیٰ مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان حضرات کرام کی مدح وتعارف وتعریف کیلئے العیاذ باللہ داماد رسول کا زیور زیب تن کرایا گیا۔

اول......﴿امیرالمومنین مولیٰ المسلمین سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور مولیٰ المسلمین وامیرالمومنین علی المرتضیٰ مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے افضل واعلیٰ ہیں، مسلمانوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں۔

دوم......﴿امیرالمومنین مولیٰ المسلمین سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرات خلفاء راشدین میں شامل ہیں، یہ صحابہ کرام میں سب سے افضل اول درجہ ہے، جو مرتبہ ان کو حاصل وہ کسی پانچویں کو حاصل نہیں ہے۔

سوم......﴿ملاحظہ ہو کہ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد سب سے افضل مرتبہ سیدنا امیرالمومنین مولیٰ المسلمین سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور افضل البشر بعد الانبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) بالتحقیق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لائق ہے۔

چہارم......﴿سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد مولیٰ المسلمین امیرالمومنین غیظ المنافقین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ منصب رفیعہ حاصل ہے، ان حضرات کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بابت حضور سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث شریف کی اس طرح ترجمانی فرماتے ہیں ؎

فرمایا یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں
اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

پنجم......﴿امیرالمومنین وغیظ المنافقین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد امیرالمومنین ومولیٰ المسلمین سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ منصب جمیلہ حاصل ہے۔

ششم......﴿سیدنا امیرالمومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد امیرالمومنین مولیٰ المسلمین مشکل کشا سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو یہ منصب عظیمہ حاصل ہے، کہ ان کے غیر کو حاصل نہیں، یہ خلفائے راشدین کا صحابہ کرام میں سب سے افضل اول درجہ ہے۔

ہفتم......﴿کبیری فرقہ کے محدث کبیر وممتاز الفقہاء سیدنا امیرالمومنین مولیٰ المسلمین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ منصب عطا فرماتے ہیں، جو منصب سیدنا ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاصل ہے۔

ہشتم......﴿سیدنا ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی خلفائے راشدین تو کجا، ان کے اہل بیت کرام میں بھی نہیں، اور پھر عشرہ مبشرہ میں بھی ان کا نام نہیں، بلکہ صحابہ مجتہدین میں بھی ان کا نام نہیں ملتا۔

نہم......﴿کبیری فرقہ کے محدث نے چار مناصب کو قطع کرکے پانچویں درجہ پر سیدنا ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مساوی بتلایا، اور چار

مناصب ودرجات سے نکال کر کیسی بیدردی سے توہین کی۔

دہم ...... ﴾ وہ چار مناصب اور مراتب جن سے قطع نظر کیا' وہ یہ ہیں :

اول درجہ ﴾ حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے۔

دوم درجہ ﴾ اہلبیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے۔

سوم درجہ ﴾ عشرہ مبشرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے۔

چہارم درجہ ﴾ صحابہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے۔

اس کے بعد سیدنا ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منصب ہے' تو اس محدث نے کیسی صریح توہین و گستاخی جناب امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شان اقدس میں کی اور اس کو ہوش نہ آیا۔

یازدہم ...... ﴾ پھر اگر کوئی یوں کہہ دے کہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یہ منصب یعنی نسبت عتبہ وعتیبہ پسران ابولہب کو بھی حاصل تو تم پر لازم ہے کہ اس نسبت سے عتبہ اور عتیبہ کا بھی ادب واحترام اور تعظیم وتکریم کرو العیاذ باللہ تعالیٰ۔

دوازدہم ...... ﴾ چنانچہ محدث ھذا نے فیصلہ کر دیا کہ :

''یہ الفاظ داماد وخسر اہانت ودشنام (گالی) کیلئے بھی رائج ہیں' مگر اس استعمال کیلئے بھی قرینہ (جیسا کہ یہود قرینہ سے گستاخی کرتے تھے) ضروری ہے۔''

حاصل کلام

معلوم ہوا کہ محدث کی اصطلاح میں مدح اور تعارف وتعریف بمعنی گستاخی اور توہین کے ہیں' لہٰذا اس امر کی توضیح کر دی کہ ''یہ الفاظ داماد و خسر اہانت ودشنام کیلئے بھی رائج ہیں۔'' تسلیم کر کے ہی نہیں بلکہ تعلیم دے کر ڈگری کر دی اور رجسٹری کرادی اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ اس استعمال کیلئے قرینہ ضروری ہے' جیسا کہ یہود بے بہبود سرکار ابد قرار صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب والا میں قرینہ سے توہین و گستاخی کیا کرتے تھے' کما قال تعالیٰ :

مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ (النساء : 46)

''کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں' زبان پھیر کر اور دین پر طعنہ کرنے کو۔''

چنانچہ محدث جدید نے بھی العیاذ باللہ تعالیٰ داماد رسول کہنے کی تعلیم دی اور پھر اس کی وضاحت میں تحریر کر دیا کہ یہ اہانت ودشنام کیلئے بھی

رائج ہے' مگر اس استعمال کیلئے قرینہ ضروری ہے' جیسا کہ یہود بے بہبود قرینہ سے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین اور گستاخی کرتے تھے' جیسا کہ اللہ عزوجل نے ان کے اس قرینہ کی مکاری کو کھول دیا اور صحابہ کرام کو ارشاد ہوا :

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَقُولُواْ رَاعِنَا وَقُولُواْ انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلكَافِرِيْنَ عَذَابٌ أَلِيْمٌ

''اے ایمان والو! راعنا نہ کہو(کیونکہ یہود بھی راعنا زبان پھیر کر کہتے تھے) انظرنا کہو اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔''

محدث جدید نے یہی قرینہ استعمال کر کے سینکڑوں مسلمانوں کو گمراہ اور بیدین بنایا۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو فریب بے پایاں سے بچائے اور راہ ہدایت پر چلائے۔

آمین یا رب العٰلمین وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَ نُوْرِ عَرْشِهٖ وَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

قابلیت اور خیانت

ممتاز الفقہاء تحریر فرماتے ہیں :

''ضمیمہ میں ایک عجیب نکتہ کا بیان ہوا کہ عورت کسی کو خسر کہے تو بیان رشتہ ہے اور مرد کہے تو دشنام طرازی ...... محل تحقیر میں عورت ومرد کی تفریق عجیب تر ہے۔'' (فتویٰ ممتاز الفقہاء المعروف محدث کبیر: 3,4)

محدث کبیر نے خیانت کر کے ہی تو منصب ممتاز الفقہاء حاصل کیا' ضمیمہ میں اصل عبارت یہ ہے :

''کم از کم عامۃ الناس ہی پر تامل فرمائیں کہ مرد کا خسر ہوتا ہے اس کی بیٹی کا شوہر جو معیوب ہے' اور بطور گالی بھی استعمال ہوتا ہے' مگر عورت کا خسر اس کے شوہر کا باپ ہوتا ہے' چنانچہ عورت ہرگز کسی غیر کیلئے خسر کا لفظ استعمال نہیں کرسکتی بخلاف مرد کے کہ وہ بطور گالی دوسروں کے لئے استعمال کرسکتا ہے۔'' (ضمیمہ عظیمہ: 82)

محدث کبیر کا فہم

محدث کبیر کی سمجھ میں اتنی سی بات بھی نہ آئی اور آتی بھی کیسے کہ گستاخی رسول نے اس کی عقل کو مسخ جو کر دیا ہے' یہ بات تو ہر ان پڑھ بے علم آدمی بھی سمجھتا ہے کہ اگر مرد کسی غیر کو سسر کہے تو اس نے اس کو گالی دی اس کی بیٹی کو اپنی بیوی کہہ دیا' اور اگر عورت کسی غیر کو خسر کہے تو یہ عورت ہی کیلئے گالی ہے' کہ اس نے اس مرد کے بیٹے کو اپنا شوہر کہہ دیا چنانچہ یہ ضرور عورت کے حق میں گالی ہے۔ مگر محدث کبیر کی فہم کامل میں اتنی سی بات نہ آئی تو لوٹ پوٹ کر ممتاز الفقہاء بن گئے۔

محدث کبیر و ممتاز الفقہاء

محدث کبیر وممتاز الفقہاء کے علم وعرفان وتفقہ فی الدین کی کچھ جھلکیاں ہم اس سے قبل اپنی کتاب مستطاب ''اتمام حجت'' میں پیش کر چکے ہیں' لیکن اس فرقہ جدید ترابی کو ان کی ذات پر بے حد گھمنڈ ہے' لہٰذا اس فرقہ کی تسکین خاطر کیلئے اس رسالہ میں کچھ حال زار ان کا بیان کردیا اور یہ ظاہر کر دیا کہ وہ فرقہ جدید جس کے اصول وقواعد ہم ان کے گھر کے مال سے تلاش کر کے صفحۂ قرطاس پر جمع کر چکے ہیں اس فرقہ کے بانی اور اہم اراکین نے جو فرقہ جدیدہ ترابی سے مشعر ہے' اس فرقہ سے بھی بڑھ کر اور بدتر یہ فرقہ کبیری ثابت ہوا۔ جس کو محدث کبیر کی نسبت سے کبیری کہا گیا' ترابی فرقہ نے تو اہانت کی نیت سے ان الفاظ غلیظہ کو کفر تسلیم کیا اور قائل کو کافر مان لیا۔

مگر یہ جدید ترین فرقہ کبیری تو علانیہ صراحۃً ان الفاظ غلیظہ کو اہانت اور دشنام مان کر بھی حضور اکرم سید عالم نور مجسم سرور دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں استعمال کرنا بے کراہت جائز کہتا ہے۔

عظمت مصطفیٰ شان محبوب کبریا نبی الانبیاء ماحی ذنوب والخطا ختم المرسلین محبوب رب العٰلمین رحمۃ للعٰلمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پامال کیا اور تیشہ چلایا' سینکڑوں مسلمانوں کے ایمان کو تباہ وبرباد کیا' دن دہاڑے مسلمانوں کے دین وایمان کو لوٹا' اور لوٹ پوٹ کر ممتاز الفقہاء کا منصب اپنے دین جدید سے پایا' اوراب دین جدید مذکورہ کی خوب آبیاری کی جارہی ہے۔ **لاَ حَوۡلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الۡعَلِی الۡعَظِیۡم**

عزیزان ملت! تمام مباحث سے قطع نظر کرتے ہوئے کم ازکم اس امر پر یقین کامل ہونا چاہئے کہ حضور اکرم سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اصل ایمان ہے' اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کے متعلق ارشاد فرمایا کہ :

''حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مدار ایمان مدار نجات ومدار قبولیت اعمال ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں :

''اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے لِتُؤۡمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَتُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ
یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے اللہ عزوجل خود فرماتا ہے اس لئے کہ تم اللہ ورسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو'
معلوم ہوا کہ دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے' جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل وبیکار کیا چاہتا ہے' العیاذ باللہ تعالیٰ۔''

اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور آپ کی ختم نبوت پر اعتقاد رکھے' اور قرآن حکیم کو اللہ عزوجل کی منزل من السماء بھی تسلیم کرے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت وربوبیت والوہیت پر بھی ایمان رکھے' اور یوں ہی جملہ عقائد اسلامیہ کی تصدیق بالقلب کے ساتھ تسلیم کرے' لیکن صرف حضور اکرم سید عالم نور مجسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر پر ایمان وایقان نہ رکھے' حتیٰ کہ اس کا انکاری بھی نہ ہو مگر اسے ضروری نہ سمجھے' یا اس کا تارک ہو تو وہ سب باتیں ماننے کے باوجود بھی صراحۃً کافر ہے' اسلام سے اس کا

کوئی تعلق نہیں' بایں وجہ کہ تعظیم وتوقیر حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضروریات دین سے ہے'اور درحقیقت یہی اصل ایمان ہے' بلکہ ایمان کی جان ہے'اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رباعی میں ارشاد فرماتے ہیں ۔

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

جولوگ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں خسر وداماد جیسے الفاظ کریہہ جائز بتاتے ہیں'انہوں نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ تعظیم وتوقیر نہ کی جس کا ان کو حکم دیا گیا اگر تعظیم وتوقیر کا لحاظ کرتے ایسے کریہہ الفاظ کبھی زبان پر نہ لاتے بلکہ جائز بتانا تو کجا' ان کے قلب وذہن میں بھی اس کریہہ اور غلیظ لفظ کا وہم وگمان نہ آتا۔

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر وادب واحترام اصل ایمان ہے'اور احکام شریعت واعمال شریعت کی پابندی کمال ایمان ہے'اگر کوئی شخص اعتقاد میں نہیں بلکہ عملاً پابند شریعت نہ ہوتو وہ ناقص الاسلام تو ہے' مگر خارج الاسلام نہیں۔ برعکس اس کے کہ کوئی شخص حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام کو ترک کرے وہ ناقص الایمان نہیں بلکہ خارج الایمان ہے اور کافر ہے اور مرتد ہے' الغرض تعظیم وتوقیر حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تارک کافر ہے' پس جس نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت داماد وسسر کو روا رکھا' اور بلا شبہ اور بے کراہت جائز کہا وہ یقیناً کافر ہے کہ اس نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر نہ جانی بلکہ بے قدری اور اہانت کی چنانچہ کافر ہو گیا۔

مفتی عبدالقیوم ہزاروی کے فتویٰ کا جواب

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡم

فقیر غفرلہ نے بایں سبب کہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی کا انتقال ہو چکا تھا' عیب جوئی اور عیب پاشی کے باعث ان کے جواب فتویٰ سے صرف نظر کیا' اب طلب جواب فتویٰ عبدالقیوم ہزاروی کے پیہم تقاضے ہو رہے ہیں' چنانچہ مجبوراً اللہ حی وقیوم کے بھروسہ پر اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر عزم کیا اور جواب فتویٰ کیلئے قلم اٹھایا۔ مفتی عبدالقیوم لکھتے ہیں :

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ کے بیان میں لفظ ختن وصھر کی مشروعیت قرآن وحدیث صحابہ کرام اور ائمہ عظام سے ثابت ہے' قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وھوالذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا و صھرا

اس آیت کریمہ میں نسباً و صھرا کو بطور انعام ذکر فرمایا گیا ہے' یہ نعمت ہر بشر کیلئے ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ضرور نعمت ہے۔''

مفتی صاحب نے یہاں سخت ٹھوکر کھائی' اس آیت کریمہ میں نسباً و صھرا کا ذکر بقائے نسل کیلئے فرمایا گیا' نہ کہ بیان مشروعیت ختن وصھر کیلئے۔ بیشک نعمائے الٰہیہ بے نہایت و بے غایت ہیں' اور یہ امر تو ہر کافر ومشرک بلکہ دہریوں کو بھی حاصل ہے' پھر کیا وجہ ہے کہ اس نعمت مشروعیت سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام محروم رہیں' اور کافر مالا مال۔ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِيۡم' جبکہ ہزاروی کا دعویٰ ہر بشر کیلئے ہے۔

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو پدر انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ہیں' ان کے نزدیک اس نعمت سے محروم ہیں' یہ اگر ایسی ہی نعمت ہوتی ہرگز محروم نہ رہتے۔ قرآن کریم میں ہے :

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِیۡ خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالاً كَثِيۡراً وَنِسَاءً (سورۃ النساء : 1)

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا' اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا' اور ان دونوں سے بہت مرد وعورت پھیلا دیئے۔''

اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ عزوجل نے ایک جان یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لوگوں کو پیدا فرمایا' تو معاذ اللہ بقول مفتی ہزاروی' آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نعمت سے محروم ہیں' پھر فرمایا' اور اسی میں سے اس کا جوڑا یعنی حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بنایا' معلوم ہوا حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس نعمت سے محروم' پھر فرمایا' ان دونوں یعنی آدم وحوا علیہما السلام سے بہت مرد وعورت پھیلا دیئے' معلوم ہوا

کہ آدم علیہ السلام سے جو مرد وعورت پیدا ہوئے ان کی تعداد اللہ علیم وخبیر ہی بہتر جانتا ہے اور اس کا رسول' سب ہی اس نعمت سے محروم۔
مفتی صاحب اللہ حی وقیوم پر بہتان لگاتے نہیں شرماتے' کہ خوف خدا تو تھا ہی نہیں اگر ہوتا تو ایسی بہتان تراشی نہ کرتے کہ آدم علیہ السلام سے جتنے بھی مرد وعورت پیدا ہوئے' حتیٰ کہ شیث علیہ السلام بھی کہ وہ بھی نبی ہیں' وہ سب بقول مفتی ہزاروی اس نعمت کی مشروعیت سے محروم' یہ ہے مفتی ہزاروی کا مبلغ علم وفہم۔ علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے بغیر باپ کے پیدا فرمایا' وہ بھی اس مشروع نعمت سے محروم' مسلمانو! مفتی ہزاروی نے دولت کی محبت میں کیسا ظلم ڈھایا اللہ واحد وقہار پر بہتان لگایا اور مسلمانوں کو گمراہ بنایا۔
رہا احادیث کریمہ کا ذکر کرنا اس قبیل سے احادیث متعدد کتب احادیث میں موجود ہیں مگر مفتی ہزاروی نے حدیث تو نقل کردی مگر اس کے وقت کا تعین نہ کیا' اس قبیل کی جتنی بھی احادیث ہیں سب اسلام کے ابتدائی دور کی ہیں' حدیث تو حدیث قرآن کریم میں بکثرت آیات ایسی موجود ہیں کہ اسلام کے ابتدائی دور کے رائج واقعات کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً شراب کا پینا' سود کا لینا' دو بہنوں کو یکجا نکاح میں جمع کرنا' مشرکین کے نکاح میں اپنی بیٹیوں کو دینا وغیرہم' قرآن کریم میں موجود و مذکور ہیں' تو اب ان کا اعادہ کیجئے' شراب وسود کا حکم دیجئے (معاذ اللہ) کیا یہ لوگ مشرکین کو اپنی بیٹیاں دینا گوارا کریں گے؟ پھر ایسی گستاخی واہانت پر مصر کیوں؟ کہ اس کو تو تمہارا محدث کبیر بھی اہانت ودشنام کیلئے رائج مانتا ہے۔ جب اللہ واحد قہار نے ارشاد فرمایا :

لَا تَجۡعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَاءِ بَعۡضِكُم بَعۡضاً (سورة النور : 63)

''رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔''

اس حکم کے بعد کوئی ایسی حدیث یا کوئی ثبوت لاؤ جس میں ان امور کی اجازت موجود ہو' داماد وسسر کہہ کر تو شریف اور مہذب حضرات بھی آپس میں ایک دوسرے کو نہیں پکارتے اور نہ ہی اس کو اچھا جانتے ہیں' بلکہ خلاف تہذیب اور بے ادبی گردانتے ہیں۔ افسوس ہزاروی صاحب کی علمیت وقابلیت پر کہ وہ سید الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی پر خود مصر اور دوسروں کو گستاخی پر جری کرتے اور ابھارتے ہیں' حالانکہ آج کے گئے گذرے دور اور پرآشوب زمانہ میں بھی ان الفاظ مکروہہ کو شریف اور مہذب حضرات باعث ننگ وعار جانتے ہیں' مگر پھر بھی ہزاروی کی آنکھ نہ کھلی' حملہ کیا تو کس پر جو سید العٰلمین محبوب رب العٰلمین حبیب کبریا نبی الانبیاء وسید الرسل ختم المرسلین سیدنا وسندنا وحبیبنا ومولٰینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو اللہ مالک ومختار کو سب سے زیادہ محبوب ہیں' اور ہزاروی کو اس کی اتنی بھی سمجھ نہ آئی۔
فقیر غفرلہٗ نے صرف ان ہی چند کلمات پر اکتفا کیا ہے' اور مسلمانوں سے التماس ہے کہ خبردار سرکار ابد قرار سید الابرار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا لحاظ رکھیں کہ :

''دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے' جو ان کی تعظیم میں کلام کرے وہ اصل رسالت کو باطل وبیکار کیا چاہتا ہے۔'' (اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ)

اور ان گم کردہ راہ مولویوں کے فریب میں نہ آئیں۔

حسن علی میلسی کے فتویٰ کے جواب کی مزید توضیح

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فقیر حقیر اگرچہ میلسی جی کے فتویٰ کا مختصر اجمالی جواب رسالہ ''اتمامِ حجت'' میں لکھ چکا مگر کوئی راہ صواب نظر نہ آئی چنانچہ مزید اضافہ کی ضرورت کے تحت یہ لکھا گیا

رہ جائے نہ وفا کا ہنگامہ نا مکمل
اور لے لیجئے کچھ مجھ سے بھیجی ہوئی بلائیں

مسٹر حسن علی میلسی رقمطراز ہیں :

''بیشک بالیقیں حضور سیدنا عثمان غنی ذوالنورین اور حضور سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور جان نور سید المحبوبین سید المرسلین سید العٰلمین سید الاولین والاخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد ہیں (العیاذ باللہ) ان سرکاروں پر آقائے اکرم و آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم ہے کہ اس شرف سے مشرف فرمایا' دیگر فضائل وکمالات بھرے القابات کے ساتھ داماد رسول (معاذ اللہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہنا قطعاً جائز اور حقیقت واقعی کا اظہار ہے......الخ۔''

مسٹر حسن علی میلسی سے استفسار

نمبر1.....۞ میلسی جی! یہ جان نور؟ کس کو فرما رہے ہو؟ نور تو حقیقت میں اللہ عزوجل ہی ہے' امام اجل امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

''اللہ عزوجل نور ہے' نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش سے ہے۔''

(کما مر مطالع المسرات شریف)

اور تم جان نور کس کو کہہ رہے ہو؟ کہ اللہ جل جلالہ تو نور ہے اور تم اس سے بزرگ برتر کسی اور ذات کو جانتے ہو جس کو معاذ اللہ جان نور کہتے ہو' کہ اللہ عزوجل تو نور' اس سے بڑا بزرگ جان تمہارے دین میں کون ہے' جس کو جان نور کہتے ہو؟ وضاحت اور ثبوت دیجئے اور نقد حکم لیجئے' العیاذ باللہ تعالیٰ

نمبر2.....۞ جس حقیقت واقعی کا اظہار حضرات ختنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے فرمایا وہ حقیقت واقعی تو سب سے پہلے حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ثابت' پھر حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس حقیقت واقعی فضل اول سے مشرف ہیں ان سے روگردانی اور یکلخت ان کو نظر انداز کر دینا کون سا انصاف ہے؟ کیا ان سے آپ کو کوئی دلی رنجش اور عداوت ہے؟ وجہ بیان کیجئے۔

نمبر3..... حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یہ حقیقت واقعی عتبہ اور عتیبہ پسران ابولہب کو نصیب ہوئی ان کا ذکر کیوں نہ فرمایا؟ جبکہ مسئلہ حقیقت واقعی کا ہے اس میں وہ دونوں بھی شامل ان کو کیوں ترک کیا؟

نمبر4..... آپ یہ عذرلنگ پیش کریں گے کہ وہ دونوں ایمان نہ لائے اس وجہ سے ترک کیا گیا' ہم کہتے ہیں حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مدت مدید تک ایمان نہ لائے' 7ھ میں ایمان لائے اس سے پہلی مدت اس فضل میں شامل ہے یا نہیں؟ اگر بات ایمان لانے کی ہے تو ایمان تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہے' تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالک رقاب الامم ہیں تو سارے غلام ہوئے' تم نے اس رشتہ حقیقت واقعی میں سسر و داماد کیوں جوڑا؟ ابولہب' ابی طالب وغیرہ بھی تو رشتہ حقیقت واقعی میں داخل پھر اگر کہا جائے کہ ایمان رشتوں پر ہے تو کفار و مشرکین کو مسلمان کیوں نہیں کہتے کہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ان کا ایمان تھا' اور ایسا ایمان تھا کہ آپ کو صادق اور امین کے خطاب سے پکارا کرتے تھے' فقط محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان نہ تھا' میلسی جی! کیا فرماتے ہو کہ ایمان والا کون ہے؟ وہ جو (رشتہ نسب) محمد بن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان رکھ کر صادق اور امین کے خطاب سے پکارتا ہے۔ یا وہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقر ہو کر بھی سسر اور داماد کے خطاب سے پکارنا جائز کہتا اور کھلے بندوں اعتراف کرتا ہے کہ ہاں اہانت و دشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے۔ یا وہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کلیۃً ایمان کامل رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ ؎

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثناء خواں کی خامشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

پھر ان کی نعت شریف پڑھتا ہے اور کہتا ہے :

''دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا چاہتا ہے۔''
(از اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

نمبر5..... پھر آپ نے اس فضل عظیم جو حقیقت واقعی ہے اس میں حضرات ختنین یعنی حضور سیدنا عثمان غنی ذوالنورین اور مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو کیوں ذکر کیا؟

نمبر6.....❀ ان اشخاص ثلاثہ کو اس حقیقت واقعی میں کیوں نہ شمار کیا گیا؟

نمبر7.....❀ بات فضیلت درجات اور منصب ذیشان کی نہیں، بلکہ آپ اس رشتہ حقیقت واقعی کو قطعاً جائز فرما رہے ہیں، پھر ان اشخاص ثلاثہ کو کیوں نہ شمار کیا؟

نمبر8.....❀ آپ حضرات ختنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضل وکرم کی بنا پر معاذ اللہ داماد رسول نہیں کہتے بلکہ رشتہ حقیقت واقعی کی بنا پر ان سرکاروں امت کے سرداروں دین اسلام کے راج دلاروں کو معاذ اللہ داماد کہتے ہیں، گویا ان کے علو مرتبت کی توہین اور معاذ اللہ تذلیل کر رہے ہیں۔

نمبر9.....❀ آپ کہیں گے کہ داماد کہنے میں توہین اور تذلیل کیوں کر ہوگی؟ اب اس کو آپ اپنے پر ہی قیاس کر لیں، ہم آپ کے گھر میں آپ کا کچا چٹھا کھول دیتے ہیں ملاحظہ ہو۔

نمبر10.....❀ یہ تو مجھے نہیں معلوم کہ آپ کا کوئی داماد ہے یا نہیں مگر خسر تو ضرور ہے، کبھی آپ نے خلوت وجلوت میں اپنے خسر کو خسر کہہ کر پکارا ہے؟

نمبر11.....❀ ہاں! اور لیجئے، کیا آپ کے خسر نے اندر باہر خلوت جلوت میں اور گلی کوچوں میں اور آپ کی محافل اور مجالس میں آپ کو داماد کہہ کر بلایا ہے، یا آپ کی مجالس ومحافل میں آپ کو داماد کے عظیم المرتبت لفظ سے بلاتے اور بات کرتے ہیں، اور اپنی عام گفتگو میں آپ کو داماد ہی کہتے ہیں؟

نمبر12.....❀ بات رشتۂ حقیقت واقعی کی ہے جس کا کہنا آپ کے نزدیک قطعاً جائز ہے، مسلمان سوال کرتے ہیں کہ میلسی جی! جس عورت سے آپ کا نکاح ہوا ہے وہ آپ کی جورو ہے یا نہیں؟ ہے اور ضرور ہے کہ اس سے فرار نہیں۔

نمبر13.....❀ آپ کے لڑکے اور لڑکی آپ کی جورو کو جب خطاب کرتے ہیں تو یہی تو کہتے ہیں کہ حسن علی کی جورو تو نے کھانا پکایا یا نہیں؟ اور ایک کھانے پر ہی کیا موقوف جب بھی کلام کرتے ہیں حسن علی کی جورو ہی کہتے ہیں؟

نمبر14.....❀ اور ایک جورو ہی پر کیا موقوف آپ کیلئے بھی وہ ماں کے خصم کا لفظ ادا کریں گے؟ کیونکہ یہی تو رشتۂ حقیقت واقعی ہے، ابا، اماں تو کسی بھی غیر کو کہا جا سکتا ہے اور معاشرے میں ہر ایک کیلئے عام ہے، مگر باپ کی جورو اور ماں کے خصم کسی کے لئے نہیں کہے جاتے لہٰذا ثابت ہوا کہ یہی تو رشتہ حقیقت واقعی ہے، لہٰذا آپ کو آپ کی اولاد ''ماں کا خصم'' کے لقب سے ہی پکارتی ہوگی؟ کیوں میلسی جی! مزہ آیا، حقیقت واقعی کے اظہار پر جبیں شکن آلود تو نہ ہوئی ہوگی؟

نمبر15.....❀ آپ لکھ چکے کہ حقیقت واقعی کا اظہار ہے، اور ان الفاظ پر نہ آپ کی اور نہ آپ کی جورو کی بے ادبی ہے نہ گستاخی اس پر ناراض ہونا حماقت ہی ہے؟

نمبر16.....❀ میلسی جی برا تو ضرور لگا ہوگا ان تماثیل کو آپ جیسا خسیس آدمی اچھا نہیں جانتا اور برا ہی سمجھتا ہے، تو اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے

دیکھو کہ آپ کی اس عبارت غلیظہ سے مسلمانوں کو کس قدر دکھ و رنج ہوا ہے؟

نمبر 17.....❀ ہم کو کچھ کہنے سے پہلے اپنے حلیہ کو ملاحظہ فرمالو کہ دل پر کیسی گذری ہے؟

نمبر 18.....❀ معاذ اللہ ہزار بار استغفر اللہ آپ حضور پرنور شافع یوم النشور شہنشاہ دو عالم مالک رقاب الامم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسی تحقیری عبارت اور توہین آمیز الفاظ کہتے نہیں شرماتے۔

نمبر 19.....❀ اگر اس میں کچھ شک ہو تو اپنے ملجا و ماویٰ سید الافراد اس فرقہ جدیدکا حامی و یاور المعروف محدث کبیر و ممتاز الفقہائے دین جدید کی سنو! وہ اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں کہ :

''لفظ داماد و سسر بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں' ہاں اہانت و دشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے۔''

جو الفاظ اہانت و دشنام کیلئے رائج ہوں وہ تمہارے دین جدید کبیری میں نبی الانبیاء سید الاصفیاء ماحی ذنوب والخطا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے معاذ اللہ خاکش بدہن قطعاً جائز ہی نہیں بلکہ بے کراہت جائز ہیں' پھر بھی اپنے کو مسلمان کہتے نہیں شرماتے' ایسی گستاخی تو کوئی کافر بھی نہ کریگا۔

نمبر 20.....❀ تم بھی سب دیوبندیوں کو گستاخی رسول ﷺ کا مجرم ثابت کرکے ان کو کافر کہتے ہو اور اگر دیکھا جائے تو تم جیسے سارے آدمی صورت ان سے بھی بدتر ہیں۔

نمبر 21.....❀ دلیل درکار ہو تو حاضر ہے' مولوی حسین احمد صدر المدرسین دار العلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ :

''حضرت مولانا گنگوہی......فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔'' (بحوالہ لطائف رشیدیہ الشہاب الثاقب: 57)

نمبر 22.....❀ کیوں میلسی جی! ہوش آیا دیکھو دیوبندیوں کا امام ربانی رشید احمد گنگوہی حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں وہ لفظ جو موہم تحقیر ہو اگرچہ قائل کی نیت میں حقارت نہ بھی ہو جب بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے' تم اپنا منہ آئینہ میں دیکھ کر شرماؤ۔

نمبر 23.....❀ تمہارا امام نافرجام مفتی محدث مبارکپوری المعروف محدث کبیر اور ممتاز الفقہاء لفظ داماد و سسر کو بے کراہت جائز لکھ کر کہتا ہے کہ :

''یہ الفاظ لغت و عرف میں بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں ہاں اہانت و دشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے۔''

کیسی منہ بھر کر صراحۃً گالی دے رہا ہے' اور اس پر فخر کر رہا ہے اب اس پر کیا حکم لگاتے ہو' اور اس کو امام ماننے اور مسلمان جاننے والوں کے لئے تمہارے دفتر علم میں کوئی حکم ہے۔

نمبر 24.....❀ دیکھو فقہائے کرام اور مفتیان عظام اس کو کافر کہتے اور واجب القتل ٹھہراتے ہیں اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی اسی کی طرح کافر ہے۔

نمبر25.....۞ کچھ سوجھا' دیکھو! جو ایسوں کو اپنا امام مانے یا مسلمان ہی جانے وہ بھی اسی کی طرح کافر ہے' **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر** کا اس پر اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟

نمبر26.....۞ میلسی صاحب! اب تو تم بھی فقہائے کرام کے فتاویٰ سے نہیں بچ سکتے کہ تم نے بھی صاف صاف لکھ دیا کہ یہ کریہہ لفظ قطعاً جائز اور حقیقت واقعی کا اظہار ہے۔

نمبر27.....۞ اب تم اپنے معاملہ میں فیصلہ کرو کہ تمہارے کافر ہونے میں بھی کوئی شک باقی ہے۔

نمبر28.....۞ بحمدہ تعالیٰ فقیر کے پاس بیس فتوے اس قبیل سے آچکے ہیں جس سے کفر صریح ثابت ہوتا ہے۔

نمبر29.....۞ **وادعوا شھداء کم ان کنتم مسلمون** تم سارے فرق جدیدہ ترابی اور کبیری اور ان کے پرستار مفتیوں مولویوں اور تمام حمایتیوں کو بلا لو اور اپنا مسلمان ہونا ثابت کرو **ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین**۔

نمبر30.....۞ میلسی جی! دامادوں سے تو اتنا پیار ہے جن کا تعلق رشتہ حقیقت واقعی سے ہے تو اصہار کو کیوں ترک کیا گیا ان سے کوئی عداوت اور دشمنی ہے؟

نمبر31.....۞ میلسی جی! سسر تو داماد سے رشتہ حقیقت واقعی میں بڑا اور افضل ہوتا ہے سسر کا داماد پر حقیقت واقعی میں احسان ہے کہ اس نے اپنی لڑکی عطا کر دی پھر حقیقت میں اصہار کو کیوں ترک کر کے دشمنی کا ثبوت دیا گیا؟

نمبر32.....۞ جب رشتہ حقیقت واقعی میں شمار کرنا لازم و واجب ہے' تو ان کو بھی شمار کیجئے۔

نمبر33.....۞ قرب رشتہ میں حقیقت واقعی کا بیان ضروری ہے اب تمام ازواج مطہرات کے والد کا نام جمع کیجئے اور ان کا رشتہ حقیقت واقعی بیان کیجئے۔

نمبر34.....۞ جب آپ تمام ازواج مطہرات کے والد کے نام' اغلب! آپ تو مفتی ہیں ضرور ازبر ہوں گے تو ہر ایک کا نام لے کر عوام کو بتلائیے کہ یہ تمام اشخاص معاذ اللہ سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے العیاذ باللہ سسر ہیں۔

نمبر35.....۞ اور یہ بھی بتلائیے سسر داماد سے حقیقت واقعی رشتہ میں بڑا اور بزرگ ہوتا ہے' اور معاذ اللہ افضل بھی اور داماد پر سسر کا احسان بھی ہے کہ اپنی بیٹی دیتا ہے۔ شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ختنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفصیل حاصل' آپ نے ختنین کا ترجمہ کیا تو اب ان کا بھی ترجمہ کریں اور نسبت قطعی اور یقینی ثابت کیجئے' شیخ کہتے ہیں بزرگ کو اور شیخین دو بزرگ' اب ان کو سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب کیا جائے' تو معنی ہوں گے العیاذ باللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاذ اللہ دو بزرگ' تو آپ نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر معاذ اللہ حضرات شیخین کریمین کو فضیلت دی یا نہیں' اور یہ یقیناً کفر ہے بزرگی دینا تو کجا اگر ہمسری کا بھی تصور کرے تو وہ بھی گستاخ ہے۔ انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم تو ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرتے اور آپ حقیقت واقعی کا اظہار کر کے بے ادب گستاخ ہوئے یا نہیں؟ ہوئے اور ضرور ہوئے' جو ان کی ہمسری اور برابری کا دعویٰ کرے وہ کافر۔ تو کیا جو ان کا بزرگ مانے وہ کافر نہیں ہوگا؟

نمبر 36..... تو آپ نے رشتۂ حقیقت واقعی کو ڈھال بنا کر معاذ اللہ سرکار ابد قرار منبع انوار احمد مختار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیسی عظیم توہین اور گستاخی کی، کوئی مسلمان تو کجا غیر مسلم بھی ایسی گستاخی کا ارتکاب نہ کرے گا مسلمانوں کا اس امر پر اجماع ہے کہ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نمبر 37..... میلسی جی! آپ کو تو حقیقت واقعی رشتہ سے کام ہے، اور اسی پر آپ کا ایمان ہے، اب آیئے ابو طالب کی جانب چلئے اور اپنے پرستاروں اور فرقہ والوں کو بتلایئے کہ یہ ابو طالب ہیں جنہوں نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیسی خدمت انجام دی، یہ معاذ اللہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ہیں ان کا ان کی شان کے لائق احترام کرنا چاہئے ان کی جناب میں ادب واحترام سے کلام کرنا چاہئے۔

نمبر 38..... اور لیجئے سارے ترابی اور کبیری سن لو کہ میلسی جی رشتہ حقیقت واقعی کا ذکر فرماتے ہیں، اور کہتے ہیں، لوگو! دیکھو یہ ابولہب وہ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ہیں انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا تم لوگوں پر ان کا ادب واحترام واجب وضروری ہے۔ یہ تو میلسی صاحب اور ان کی نوساختہ جماعت کیلئے ہے، ایمان والا جانتا ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اگر رشتہ ہے تو غلامی و بندگی کا ہے، خلیفہ اعلیٰحضرت حضرت مولانا سید محمد میاں کچھوچھوی المعروف محدث اعظم کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

فضل ایمان ہی پہ ہے فضل نسب بھی موقوف
بولہب کے بھی لگا ہاتھ نہ تبت کے سوا

نمبر 39..... رشتۂ حقیقت واقعی کا بیان میلسی صاحب کیلئے نہایت اہم فرائض دینیہ سے ہے، چنانچہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے ہوا چنانچہ اس کا رشتہ حقیقت واقعی ثابت اور میلسی صاحب کے نزدیک اس کا احترام لازم۔

نمبر 40..... میلسی صاحب رشتۂ حقیقت واقعی پر جان دیتے ہیں یہ لیجئے، حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہزادی حضرت ام کلثوم کا پہلا نکاح عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا چنانچہ بر بنائے رشتہ حقیقت واقعی عتیبہ بھی میلسی صاحب کے نزدیک واجب الاحترام ہے۔

نمبر 41..... میلسی جی تمہارے نزدیک یہ سب رشتے حقیقت واقعی میں داخل ہیں یا نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں تو بیان کیوں نہیں کرتے؟

نمبر 42..... اگر میلسی صاحب کو یہ حقیقت واقعی معلوم، تو ان مذکورہ رشتوں کے ساتھ ان افراد مذکورہ بالا کا ذکر کیوں نہیں فرمایا؟

نمبر 43..... مذکورہ بالا حقیقت واقعی رشتوں سے میلسی صاحب کو فرار نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ان کا ذکر مقام مدح میں نہ کیا گیا، اور نہ ان کی تعریف وتعارف کرایا گیا، میلسی صاحب نے اس باب میں یہ خیانت کی یا نہیں؟ بینوا توجروا

نمبر 44..... اس سے صاف ظاہر کہ میلسی جی کا نفس جب گستاخی پر ابھارتا ہے تو حقیقت واقعی رشتوں کو ڈھال بنا کر سرکار ابد قرار حضور پر نور

شافع یوم النشور شہنشاہ دوعالم مالک رقاب الامم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تسکین قلب کیلئے العیاذ باللہ تعالیٰ گالیاں دے لیتے ہیں۔ نادان میلسی کو اتنی بھی سمجھ نہیں بعض حقیقت واقعی کا اظہار کسی طور بھی پسندیدہ نہیں' مذکورہ بالاسطور میں ہم نے میلسی جی کے حوالے سے رشتۂ حقیقت واقعی کا اظہار کیا ہے' جو کہ یقیناً میلسی جی اور ان کی جورو کے دل پر گراں ہوگا' اور اگر بالفرض ان کے دل پر گراں نہ بھی ہو تو اس حقیقت واقعی کا اظہار کسی غیرت مند کیلئے ضرور گراں ہوگا' لہٰذا ثابت ہوا کہ بعض حقیقت واقعی ایسی ہوتی ہیں جن کا اظہار کسی طور بھی پسندیدہ نہیں۔

میلسی صاحب فرماتے ہیں :

''حضور جان نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے بڑے القابات اور روح پرور اسماء مبارکہ ہیں انہیں چھوڑ کر عامیانہ انداز میں صرف اور صرف داماد رسول داماد رسول کہنا ضرور قابل مواخذہ ہے ہر دو اسلوب بیان و انداز فکر میں زمین و آسمان کا فرق ہے' امر واقعی اور حقیقت واقعی کے طور پر اگر داماد رسول نہ کہا جائے تو قرآن و احادیث و تفاسیر میں فی الواقع داماد رسول کو داماد رسول کے قائمقام کن الفاظ سے ذکر فرمایا گیا' یہ مفتی صاحب خود بحوالہ بیان فرمائیں' مفتی صاحب نے بزعم خود عدم اطلاق لفظ داماد پر جو دلیلیں قائم کی ہیں وہ قطعاً بے جان ہیں۔''

میلسی جی یہ تو تم نے اعتراف کر ہی لیا کہ :

''حضور جان نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے بڑے القابات اور روح پرور اسماء مبارکہ ہیں' انہیں چھوڑ کر عامیانہ انداز میں صرف داماد رسول کہنا ضرور قابل مواخذہ ہے۔''

اس کے باوجود پھر بھی داماد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا قطعاً جائز اور حقیقت واقعی کا اظہار ہے کا فتویٰ دیتے شرم نہیں آتی؟ میلسی جی! فقیر کی آپ سے ملاقات بھی ہو چکی ہے' اور فقیر نے آپ کی تقریر بھی سنی ہے' مجھے آپ کے مبلغ علم اور معیار لیاقت کا بخوبی علم ہے' کہ تم کو ایک مومن صالح جو کہ نہ مولوی نہ مفتی' اتنی بھی قابلیت نہیں ہے اور نہ علم' اور مولوی بنتے اور مفتی کہلاتے ہو' اور دوسری طرف قرآن کریم سے بغاوت کا پرچار کر رہے ہو' وہاں تو سوجھا کہ ہر دو اسلوب بیان و انداز فکر میں زمین و آسمان کا فرق ہے' یہ زمین و آسمان کیوں تحریر کیا جا رہا ہے' اللہ واحد وقہار کے ارشاد عالی کو پس پشت ڈال کر اور قہر قہار سے بے خوف ہو کر یہ فراموش کر دیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عرض میں راعنا (ر+ا+ع+ن+ا) اور یہود بے بہبود کی زبان میں راعینا (ر+ا+ع+ی+ن+ا) میں کوئی فرق نظر نہ آیا؟ کیسے آتا آنکھوں پہ تکبر کا پردہ جو پڑا ہے۔ ع

نہ بیند مدعی جز خویشتن را

کہ دارد پردۂ پندار در پیش

(کلام سعدی علیہ الرحمہ)

مزید یہ کہ اللہ واحد قہار کا ارشاد پاک' کما قال تعالیٰ

مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِن لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيْلًا

’’کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ نہ سنائے جائیں اور راعنا کہتے ہیں زبان پھیر کر اور دین پر طعنہ کرنے کو اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سنئے اور ہمیں مہلت دیجئے تو ان کیلئے بہتر اور ٹھیک ہوتا لیکن ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر لعنت کی تو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔‘‘

کچھ یہودی جب دربارِ نبوت میں حاضر آتے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے سنئے آپ سنائے نہ جائیں، جس سے ظاہر تو دعا ہوتی یعنی حضور کو کوئی ناگوار بات نہ سنائے، اور دل میں بددعا کا ارادہ کرتے کہ سنائی نہ دے، اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے، اور یہ بات سمجھ لینے کے لئے مہلت چاہتے تو راعنا کہتے جس کا ایک پہلوئے ظاہر یہ کہ ہماری رعایت فرمایئے اور مراد خفی رکھتے رعونت والا۔ اور بعض کہتے ہیں زبان دبا کر راعینا کہتے یعنی ہمارا چرواہا، جب پہلودار بات دین میں طعنہ ہوئی تو صریح صاف کتنا سخت طعنہ ہوگی، بلکہ انصاف کیجئے تو ان باتوں کو صریح بھی ان کلمات کی شناعت کو نہ پہنچتا، بہرا ہونے کی دعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی طرف نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت۔‘‘ (تمہید ایمان: 25,26)

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

مسلمانو تامل کیجئے! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سینے کینے سے پاک اور نورِ ایمان سے منور، کلام نہایت پاکیزہ اس میں کوئی مفہوم توہین گستاخی کا نہیں وہ جب حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں عرض کرتے :

راعنا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

’’یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ہمارے حال کی رعایت فرمایئے۔‘‘

اس میں ایک راہ اہانت کی بھی تھی، جس سے دشمنانِ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اہانت اور گستاخی کا ایک موقع ملتا اور وہ اپنی زبان دبا کر راعینا کہتے یعنی العیاذ باللہ تعالیٰ ہمارا چرواہا، تو اللہ حی قیوم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی۔

تامل کیجئے! دونوں اسلوب بیان اور طرزِ کلام میں زمین آسمان کا نہیں جنت دوزخ کا فرق ہے۔ ؎

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا کہیں تیرا گھر نہ ہو

اللہ جل مجدہ صحابہ کرام سے فرماتا ہے :

یَا أَیُّھَا الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا لاَ تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَقُوۡلُوۡا انۡظُرۡنَا وَاسۡمَعُوۡا وَلِلۡکَافِرِیۡنَ عَذَابٌ أَلِیۡمٌ

''اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کو راعنا کہنے سے منع فرما دیا گیا' اور جس شقی کو اعتراف ہے کہ عامیانہ انداز میں صرف اور صرف داماد رسول داماد رسول کہنا ضرور قابل مواخذہ ہونے کے باوجود اس کو جائز بتاتا ہے' اور قہر واحد قہار کا خوف نہیں کرتا اور مسلمانوں کیلئے معاذ اللہ داماد رسول کے جائز ہونے کا فتویٰ دے کر ان کو اہانت اور گستاخی پر ابھارتا اور بے باک بناتا ہے' اور توہین کیلئے جری کرتا ہے' اور مولوی اور مفتی ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے' اور مسلمانوں کو گمراہ و بیدین کرتا ہے۔ مسلمانوں کو گمراہ کرنا کسی مولوی اور مفتی تو کجا کوئی مومن بھی اس امر کو گوارا نہ کریگا کہ مسلمانوں پر گمراہی کا دروازہ کھول دیا جائے' بلکہ گمراہ اور بیدین بنانا تو شیطان لعین کا کام ہے' نہ کہ مومن کا' چہ جائیکہ مولوی اور مفتی کا۔ علماء کرام تو وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے :

إِنَّمَا یَخۡشَی اللَّهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمَاء

''اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔''

مسلمانو! تامل کیجئے اگر میلسی اہل علم سے ہوتا تو اللہ واحد قہار کے قہر وغضب سے ڈرتا یا ڈرنے کے بجائے بے خوف ونڈر ہو کر قرآن کریم فرقان عظیم کے خلاف بغاوت کرتا ہے' یا اس کا فتویٰ بغاوت کرنے پر دال اور مسلمانوں کی گمراہی کا سبب ہے یا نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔ تعجب تو اس امر پر ہے کہ لفظ داماد کو توہین مان کر بھی ضد وعناد میں تضحیک کو حیلہ بنا کر اس گستاخی کو جائز قرار دینے کی راہ تلاش کر رہے ہیں۔

میلسی جی! تم کو یہ کون بتلائے کہ ضد وعناد کے ظہور کیلئے' وہ راہ تمہارے اوپر آئیگی جو شخص بھی یہ لفظ استعمال کرے گا اس کیلئے تمہارا فتویٰ کافی ہے' وہ کب کہے گا کہ میں نے ضد وعناد کیلئے اس کو استعمال کیا ہے؟

اگرچہ بیان مذکورہ قرآن حکیم نے واضح کر دیا ہے کہ اگر کسی لفظ میں کوئی مفہوم اہانت کا نہ ہو مگر اس سے کوئی راہ اہانت کی نکلتی ہو وہ بھی مولائے قدوس کو اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے استعمال کرنا گوارا نہیں۔ کما قال تعالیٰ :

لاَ تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا

پھر جس لفظ میں اہانت کا پہلو موجود ہو اور عظمت کی کوئی سبیل نہیں وہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جائز بتانا قرآن کریم کے خلاف بغاوت کا التزام ہوا کہ نہیں؟ ہوا اور ضرور ہوا۔

لفظ داماد وسسر تو ہر کافر ومشرک بلکہ ملحد ودہریے وغیرہ میں بھی رائج ہے کون سا کافر ومشرک ایسا ہے کہ جس کے داماد وخسر نہ ہوں تو اس لفظ اہانت آمیز میں کونسی عظمت نظر آئی جو سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی شان بے مثال ان کیلئے اس کریہہ لفظ کو بزور طمع وخوف جائز

قرار دیا گیا' مومن کیلئے اتنا ہی کافی ہے اور ضدی ہٹ دھرم کیلئے دفتر بھی ناکافی' والحمدللہ رب العٰلمین۔ پھر فقیر سے پوچھتا ہے کہ :

''امر واقعی اور حقیقت واقعی کے طور پر اگر داماد رسول نہ کہا جائے تو قرآن واحادیث وتفاسیر میں فی واقع داماد رسول کو داماد رسول کے قائمقام کن الفاظ سے ذکر فرمایا گیا؟ یہ مفتی صاحب خود بحوالہ بیان فرمائیں۔''

میلسی جی کو اگر علم ہوتا تو دست سوال دراز کرنے کی حاجت پیش نہ آتی قرآن وحدیث وتفاسیر وغیرہ تو ہمارے لئے درس عبرت' پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے' قرآن وحدیث وتفاسیر کی ہر عبارت کو اس محل پر استعمال کیا جاتا ہے' نہ کہ ہر امر ونہی وتشبیہات کو مسلمان کی محفل میں بیان کرنے کیلئے' اللہ عزوجل حضرت نوح علیہ السلام سے ارشاد فرماتا ہے :

آیت نمبر ...... 1﴾ إِنِّيٓ أَعِظُكَ أَن تَكُونَ مِنَ الۡجَاهِلِينَ (سورۂ ہود : 46)

میلسی جی! اب تم بھی اپنی مجالس اور محافل میں سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ان تکون من الجٰھلین کہا کرو' حقیقت کھل جائیگی۔

آیت نمبر ...... 2﴾ اللہ مالک وقدوس اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرماتا ہے :

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمۡ وَمَا غَوٰى (سورۂ نجم : 2)

اللہ عزوجل صاحبکم فرمارہا ہے' اب ذرا تم بھی صاحبکم کہہ کر دیکھ لو۔ فقیر کی تو کیوں مانو گے' ذرا اس کے بارے میں امام اجل قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفتاء کرکے حکم معلوم کرلو' شفا شریف تو ہوگی؟

آیت نمبر ...... 3﴾ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے عرض کیا :

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمۡتُ نَفۡسِي فَاغۡفِرۡ لِي فَغَفَرَ لَهُ (القصص : 16)

یہاں موسیٰ علیہ السلام ظلمت نفسی عرض کرتے' تم بھی اپنی مجالس ومحافل میں اس امر کو تشہیر دو' اور لوگوں کو ان کی بابت بتلاؤ کہ بذات خود ظلمت نفسی فرمارہے ہیں۔

آیت نمبر ...... 4﴾ سیدنا یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب کریم سے عرض کرتے ہیں:

إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (سورۂ انبیاء : 87)

اب تم بھی معاذ اللہ یونس علیہ السلام کو من الظٰلمین میں شمار کرو اور اپنی محافل ومجالس میں شہرت دو۔

اس طرح تو قرآن کریم میں متعدد آیات کریمہ میں موجود ہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں مگر ان کی اشاعت نہیں کرتے' بلکہ اس سے درس عبرت حاصل کرتے ہیں' اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو انہوں نے فرمایا اس کو ہم بھی اپنا تکیہ کلام بنالیں۔ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ

ایک نظیر

قرآن کریم وحدیث شریف میں جو واقعات ہیں ان کو بعینہ دہرانا کہاں تک درست ہے' اس کی ایک مثال قرآن کریم سے ہی لے لیجئے' اللہ مالک وقدوس نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا :

وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلاَئِکَةِ إِنِّیْ خَالِقٌ بَشَراً مِّن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ☆

''اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا' کہ میں آدمی کو بنانے والا ہوں بجتی مٹی اور بدبودار گارے سے۔''

پھر فرشتوں کو حکم دیا :

فَقَعُواْ لَهُ سَاجِدِيْنَ☆

''تو اس کے لئے سب سجدے میں گر پڑنا......ملخصاً۔''

فَسَجَدَ الْمَلآئِکَةُ کُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ☆إِلاَّ إِبْلِيْسَ أَبَى أَن يَکُونَ مَعَ السَّاجِدِيْنَ

''تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے سوا ابلیس کے اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا۔''

استدراک

ابلیس نے بیشک اپنے رب کی نافرمانی کی اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ نہ کیا مگر اس کے باوجود اللہ عزوجل نے اس پر نہ تو عذاب کیا' اور نہ اس کو وہاں سے نکالا' مگر جب اللہ عزوجل نے اس سے ارشاد فرمایا :

قَالَ يَا إِبْلِيْسُ مَا لَکَ أَلاَّ تَکُونَ مَعَ السَّاجِدِيْنَ

''اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ والوں سے الگ رہا۔''

ابلیس بولا :

قَالَ لَمْ أَکُن لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ

''بولا! مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا' جو سیاہ بدبودار گارے سے تھی۔''

مسلمانو! ملاحظہ ہوا ابلیس نے بھی وہی کلمات جو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمائے' وہی تو دہرا دیئے کہ مجھے زیبا نہیں' کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ یعنی بجتی مٹی اور بدبودار گارے سے بنایا' تو اللہ واحد وقہار نے حکم دیا :

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّکَ رَجِيْمٌ☆وَإِنَّ عَلَيْکَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ

''فرمایا تو جنت سے نکل جا تو مردود ہے' اور بیشک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔''

مسلمانو! دیکھا آپ نے قرآن کی آیات کو بجنسہ اسی طرح دہرانے اور وہی کہنا جو قرآن کریم نے ارشاد فرمایا تو ابلیس کو جنت سے نکال

دیا' اور طوقِ لعنت گلے میں ڈال دیا' اس نے قرآن کریم کے قول کو ہی تو پیش کیا تھا' جس پر اللہ واحد قہار نے غضب فرمایا اور جنت سے نکال دیا۔

یہی طریقہ میلسی صاحب مسلمانوں کو سکھلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے' اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول نقل کرنے والے کا انجام کیا ہوا؟ اب اپنے بھی انجام کی خیر مناؤ! ؎

تمہیں کالی گھٹا کا بھی نہیں پہچاننا آتا
نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے

مراجعت بحدیث پاک و تفاسیر

جو حضرات احادیث وتفاسیر کا علم رکھتے ہیں ان سے یہ امر پوشیدہ نہیں' کہ مسلمان شراب نوشی' سود خوری' ایک نکاح میں دو بہنیں جمع کر لینا' اپنے والد کی منکوحہ کو اپنے نکاح میں لے لینا' اور اپنی بیٹیوں کو مشرکین کے نکاح میں دینا وغیرہ مسلمانوں میں رائج تھا' تو میلسی اور ان کے ہمنواؤں کو چاہئے کہ ان امور کے جواز کا فتویٰ دے کر بتائیں اور اپنی بیٹیوں کو مشرکین کے نکاح میں دے کر دکھائیں تو کھل جائیگا کہ کتنا حدیث پر عمل کرتے ہیں ؎

اے نظر شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

رہا یہ عذر نامعقول کہ ان امور کی اللہ عزوجل نے ممانعت فرمادی ہے تو کیا وہ ارشاد حی و قیوم سے آنکھیں اندھی ہوگئیں' کہ مولائے قادر قیوم نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں حکم فرمادیا کہ میرے محبوب کو ایسا نہ پکارو جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ کما قال تعالیٰ :

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضاً (سورہ النور : 63)

''رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔''

شریف اور مہذب حضرات تو باہم ایک دوسرے کو داماد وسسر کہہ کر نہیں پکارتے بلکہ حیا کرتے اور گستاخی سمجھتے ہیں' ان سے زیادہ بے غیرت کون سا مسلمان ہوگا جو شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان الفاظ کی جانب منسوب کرے ع :

بے حیا باش آنچہ خواہی کن

اس سے بڑی بے حیائی اور کیا ہوگی؟ کہ مسلمان ہونے کا دعویٰ اور اہانت و دشنام کا پیشہ۔ میلسی بزعم خویش کہتا ہے کہ:

''مفتی صاحب نے بزعم خود عدم اطلاق لفظ داماد پر جو دلیلیں قائم کی ہیں وہ قطعاً بے جان ہیں۔''

میلسی جی کے قلب میں اگر کوئی رمق ایمان موجود ہوتی ہرگز ایسا نہ لکھتا' کہ فقیر کے دلائل میں قرآن حکیم کی آیات متکاثرہ وامام اجل

قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمودات فاخرہ اور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات ذاخرہ اس کو سارے بے جان نظر آئے ہیں! آخر کیوں؟ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم پر ایمان نہیں ؎

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

ایمان کی کوئی رمق دل میں ہوتی تو نظر آتا اس کو ظلمٰت بعضہا فوق بعض نے گھیر رکھا ہے اس کے دل میں تو اس کے امام نافرجام کا پیغام اس کے جسم و جاں میں رچ رہا ہے کہ محبوب رب العٰلمین شفیع المذنبین رحمۃ للعٰلمین مالک کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ اہانت و دشنام بے کراہت جائز لکھ کر پھر کہتا ہے کہ ہاں! یہ الفاظ اہانت و دشنام کیلئے بھی رائج ہیں اس ظالم نے تو دیوبندیوں کو بھی مات کر دیا ان کو بھی گستاخی میں پیچھے چھوڑ دیا اس پر میلسی کا ایمان ہے اور یہی اس کی قرار جان ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پس ؎

کوچۂ جاناں کی خاک لائیں گے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

ان لوگوں کا مومنین صالحین سے کیا علاقہ وہ سراپا نور ہیں یہ سراپا رہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسلمانوں کا حضور اکرم سید عالم ﷺ سے رشتہ

میلسی جی! مسلمانوں کو شہنشاہ دوعالم نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بحکم اللہ رب العٰلمین یہ مژدہ جانفزا سنا دیا:

قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ (الزمر: 53)

”تم فرماؤ اے میرے وہ بندوں جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔“

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا سید الکونین شہنشاہ دارین مصباح المقربین محبوب رب العٰلمین شفیع المذنبین رحمۃ للعٰلمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت و تعلق و رشتہ جو بھی ہے وہ عبد مصطفیٰ عباد مصطفیٰ غلام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیثیت سے ہے ہم ان کے بندے وہ ہمارے آقائے نامدار دوعالم کے تاجدار ہیں ہمارے مونس و غمخوار ہیں سارے مسلمان ان کے بندے ہیں اور وہ سب کے آقا ہیں جیسا کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

یٰعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

ختنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے شیخین مکرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما افضل و اعلیٰ ہیں وہ جناب اپنی نسبت کیا اعلان فرماتے ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکر حاضر خدمت ہوتے ہیں تو یہ عرض کرتے ہیں ع

گفت ما دو بندگان کوئے تو

''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ہم دونوں آپ کے بندے ہیں۔''

امیرالمومنین غیظ المنافقین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ برسرِ منبر ارشاد فرماتے ہیں :

كنت معه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انا عبده و خادمه

''میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں ان کا بندہ تھا میں ان کا خادم تھا۔''

بحکم رب العلمین تمام ایمان والے مسلمان حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بندے ہیں تو کیا ان ترابیوں اور کبیریوں کے مذہب میں اس فضل عظیم سے ختنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جدا ہیں، ہرگز نہیں بلکہ کل خلفائے راشدین بھی شامل اور داخل ہیں اور خود کو بندۂ سرکار ابد قرار حضور احمد مختار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے میں فخر و انبساط ظاہر کرتے ہیں۔

بلاشبہ ہر امتی کا اپنے رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی تعلق و نسبت اور رشتہ مستحکم ہونا چاہئے یہ رشتہ ہر قسم کے خونی اور نسبی رشتوں سے افضل و اعلیٰ و برتر و بالا رشتہ ہے۔

اس رشتہ عبدیت پر مسلمان اپنی جان و مال و اولاد اور والدین و اقربا اور جاہ و منصب اپنی عزت و ناموس وغیرہم سب کو قربان کر دیتا ہے، اور معظمان دین اور اولیائے کاملین اور اصحاب امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نسبت کی خاطر اپنے خونی رشتہ والوں کو قتل کیا۔

چند اشعار

شاعر اسلام حفیظ جالندھری شاہنامہ اسلام حصہ دوم میں لکھتے ہیں ؎

پدر کی ذات حملہ آوروں کے درمیاں پائی
تو ایمان پسر نے سب سے پہلے تیغ چمکائی
پسر کو جب عدوئے دین محبوب خدا پایا
تو شمشیر پدر نے خون پینے کا مزہ پایا
ہوئی حائل نہ راہ حق میں ندی شیر مادر کی
کہ بڑھ کر کاٹ لی گردن برادر نے برادر کی
بشر جب رشتۂ الفت خدا سے جوڑ لیتے ہیں
تو اپنے دل جہان ماسوا سے موڑ لیتے ہیں

توضیح شعر

بشر جب رشتۂ الفت خدا سے جوڑ لیتے ہیں
تو اپنے دل جہان ماسوا سے موڑ لیتے ہیں

اللہ عزوجل سے رشتہ الفت اس کی عبادت ہم بندے وہ معبود ہے اسی طرح حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رشتہ الفت ان کی بندگی اور غلامی ہے، ہم ان کے بندے ہیں وہ ہمارے آقا ہیں یہی رشتہ محبت حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے بنابریں ارشاد فرمایا :

الا لا ایمان لمن لا محبة له الا لا ایمان لمن لا محبة له الا لا ایمان لمن لا محبة له

''خبردار اس کو ایمان نہیں جس کو محبت نہیں، خبردار اس کو ایمان نہیں جس کو محبت نہیں، خبردار اس کو ایمان نہیں جس کو محبت نہیں۔''

اور محبت کا تقاضا یہی ہے کہ اپنے محبوب کے سوا سب کو بھول جائے، یہی رشتہ ہم کو اللہ عزوجل نے عطا فرمایا، کما قال تعالیٰ

قُلۡ یَا عِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ

اور یہی اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ؎

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پہ نماز
وہ بھی عصر کہ سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جاں ان پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
پر تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے تو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(از کلام اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رشتہ یہی ہے کہ وہ ہمارے آقا اور ہم ان کے بندے ہیں۔ حفیظ جالندھری مزید لکھتے ہیں ؎

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد ﷺ کی محبت آن ملت شان ملت ہے
محمد ﷺ کی محبت روح ملت جان ملت ہے
محمد ﷺ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، مال و جان اولاد سے پیارا

(شاھنامه اسلام دوم : 101)

حضور اکرم سید عالم ﷺ کے ساتھ اہل ایمان کے تعلق کی نوعیت

اللہ حی وقیوم مسلمانوں کو حکم دیتا ہے :

فَالَّذِیۡنَ آمَنُواۡ بِهٖ وَعَزَّرُوۡهُ وَنَصَرُوۡهُ وَاتَّبَعُواۡ النُّوۡرَ الَّذِیَ أُنزِلَ مَعَهُ أُوۡلَـئِکَ هُمُ الۡمُفۡلِحُونَ (الاعراف : 157)

''تو وہ جو اس (رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔'' (کنزالایمان شریف)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہاں واضح کردیا کہ اصل کامیابی اور فلاح ان لوگوں کے حصے میں آئی جنہوں نے اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت کے ساتھ ان کی تعظیم وتوقیر کی اور ہمیشہ ادب واحترام کو ملحوظ خاطر رکھا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی نشر واشاعت کی اور اس کے فروغ کیلئے کوشش کرتے رہے، اور قرآن عظیم کی پیروی کرتے رہے، یقیناً ایسے لوگ ہی کامیاب ہوئے، اور دنیا وآخرت میں اپنی مراد کو پہنچے۔

مسلمانو! دیکھو اللہ مالک ومعبود تو فرماتا ہے کہ لوگ اس پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم و توقیر کریں اور ان کی غلامی کو اپنے اوپر لازم کریں اور قرآن کریم جو کہ نور ہے اس کی پیروی کریں تو دنیا وآخرت میں اپنی مراد کو پہنچیں گے۔

اور یہ ترابی وکبیری ان کو داماد وسسر کہنے پر فخر کرتے ہیں اور آج تک اسی امر کی ترویج کررہے ہیں گویا ان کے نزدیک داماد اور سسر کہنے ہی میں کامیابی ہے۔ اور یہی ان لوگوں کی مراد ہے جس پر نوشتے داماد وسسر کے لئے پھرتے ہیں، اور مسلمانوں کو داماد وسسر کہنے کی ترغیب دلاتے اور ان معطون لفظوں کے کہنے پر مسلمانوں کو جرأت دلاتے ہیں۔

محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و شان

مسلمانوں تامل کیجئے‘اورفکرصائب سے کام لیجئے‘دیکھو!وہ تمہارا مالک ومولیٰ کیاارشادفرماتا ہے‘ملاحظہ ہو :

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً☆لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ

’’(پیارے محبوب)بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضرو ناظراورخوشی اورڈرسناتا‘ تاکہ اے لوگو!تم اللہ اوراس کے رسول پرایمان لاؤ‘اوررسول کی تعظیم وتوقیرکرو۔‘‘

اس آیت کریمہ کے تحت اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :

’’مسلمانو!دین وایمان محمدرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے جوان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل وبیکارکیا چاہتاہے۔‘‘

برخلاف اس کے ترابی اورکبیری جماعت والے داماداورسسر کہنے پرمصرہیں‘اورانہی الفاظ کے استعمال کرنے میں حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وثنااورعظمت کرامت اورتعریف اورتعارف کیلئے کامل اوصاف وکمال کا جامع جانتے ہیں‘چنانچہ جہاں بھی ان کا بس چلتا ہے ان الفاظ مکروہہ کو حضورسیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے استعمال کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں اوراس کے کہنے پرجری وبیباک بناتے ہیں۔

پھراپنے اس کمال ذاتی پرفخرکرتے اوراتراتے ہیں حالانکہ اگران لوگوں کوان کا داماد ہی بھری محفل میں یا کھلے بازار میں ان کو ’’سسر او سسر‘‘ کہہ کربلائے توجسم وجاں میں آگ لگ جائے اگریقین نہ ہوتو آزما کردیکھ لو۔

مسلمانو!تامل کیجئے اورفکرصائب سے کام لیجئے کہ وہ کیسے بدبخت وشقی ہیں کہ جن الفاظ کا اپنے اوپراستعمال کرنا گراں اورشاق گزرے بلکہ اس میں اپنی ذلت ورسوائی نظرآئے وہ الفاظ ہمارے مالک ومولیٰ شہنشاہ دوعالم مالک رقاب الامم نبی الانبیاء حبیب کبریا ختم المرسلین رحمۃ للعٰلمین امام المرسلین احمدمجتبیٰ محمدمصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خاکش بدہن بے کراہت جائزاوربلاشبہ جائزکہیں اورمسلمانوں میں ان الفاظ مکروہہ کوسرکارابدقرارصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے کہنارواج دیں اورمسلمانوں کواس پرجری وبیباک بنائیں۔

تامل فرمایئے!مذکورہ صدرآیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب لبیب احمدمجتبیٰ محمدمصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و فضیلت کواس طرح بیان فرمایا کہ یہ امر کالنقش فی الحجر ہوجائے کہ محبوب رب العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوشاہدبمعنی حاضروناظراور مبشربشارت دینے والااورنذیرڈرانے والامرکزایمان اوررکن ایقان ایسے کمال شان کے ساتھ اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ لوگ اتنے ارشاد اعلیٰ وبرتر وبالااورعظمتوں کے مجموعہ والے سیدالمحبوبین حبیب رب العٰلمین کی تعظیم وتوقیران کی عظمت وشان بقدراستطاعت ارفع واعلیٰ کلمات سے کریں‘اوران کی تعظیم وتوقیرمیں خطانہ کریں ورنہ بے ادب ہوکرملعون ومردودہوجائیں گے۔

اوریہ اصول مسلمہ ہے کہ تعظیم ہمیشہ کسی عظیم المرتبت ذات کی ہی کی جاتی ہے جوتعظیم معظم کی متقاضا ہواوریہ اس وقت تک ممکن نہیں جب

تک اس ذات کی جس کی تعظیم کی جانی مقصود ہو جب تک اس کی عظمت وفضیلت معلوم نہ ہو، یہی سبب ہے کہ اللہ رب العزت نے حکم تعظیم و توقیر سے پہلے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتوں اور رفعتوں کا تذکرہ فرمایا، جب ان کی شان ارفع واعلیٰ کی بلندی اور عظمت کا شہرہ عام کر دیا پھر حکم فرمایا کہ میرے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرو پس مسلمان تو اللہ رب العزت کے حبیب پاک صاحب لولاک کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں اور اسم پاک سن کر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں اور درود شریف کا ورد کرتے ہیں، مگر ترابی وکبیری جماعت کی انتہائے عظمت ان ہی الفاظ مکروہہ داماد وسسر پر موقوف ہے، اللہ عزوجل سب مسلمانوں کو ہدایت دے اور گمراہی اور گمراہ گروں کے کید وفریب سے بچائے، نیک وصالح مومن کامل بنائے۔

آمین بجاہ نبیک سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت علامہ شیخ اسمٰعیل حقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں پر تعظیم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجوب کو یوں بیان فرماتے ہیں :

انہ یجب علی الامۃ ان یعظموہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ویوقروہ فی جمیع الاحوال فی حال حیاتہ وبعد وفاتہ فانہ بقدر ازدیاد تعظیمہ وتوقرہ فی القلوب یزداد نور الایمان (تفسیر روح البیان ؛7 : 216)

''حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات پاک اور بعد از وصال تمام احوال میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر بجالانا امت پر واجب ہے، کیونکہ دلوں میں جتنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بڑھے گی اسی قدر نور ایمان بڑھے گا۔''

معلوم ہوا کہ جو مسلمان حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں گستاخی اور بے ادبی سے ڈرتے اور بچتے ہیں ان کے دلوں میں نور ایمان موجزن ہے، اور جو تعظیم وتوقیر میں جتنی زیادہ سعی کرتا اور تعظیم وتوقیر میں جس قدر مبالغہ کرتا ہے، اس کے قلب میں اسی قدر نور ایمان بڑھتا ہے، پس جو مسلمان اہلسنت ہر آن تعظیم وتوقیر کا خیال رکھتے ہیں ان کے دل نور ایمان سے روشن اور منور ہیں ان کا نور ایمان بڑھتا ہی رہتا ہے، مگر جو لوگ معاذ اللہ حضور پرنور شافع یوم النشو ر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت لفظ سسر اور داماد سے خطاب کرتے ہیں اور ان الفاظ داماد وسسر کو بے کراہت اور بلا شبہ جائز کہتے ہیں ان کے قلوب نور ایمان سے محروم ہیں کیونکہ وہ ایک طرف ان الفاظ مکروہ کو بے کراہت جائز کہیں اور اس پر اقراری دستاویز :

''لفظ سسر اور داماد لغت وعرف میں بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں، ہاں! اہانت ودشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے۔''

(العیاذ باللہ تعالیٰ)

بھلا جس کے قلب میں نور ایمان ہوگا وہ اس اہانت اور گستاخی کو ہرگز گوارا نہ کرے گا، ان کی تعظیم وتوقیر کا نور ایمان جس قلب میں ہے وہ تو اس کریہہ قول کا وہم بھی نہ کرے گا، چہ جائیکہ ایسی بکواس کرے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

فتویٰ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف پر تبصرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وبالمومنین رء وف رحیم

فقیر غفرلہ قبل ازیں کتاب مستطاب مسمٰی ''اتمام حجت'' میں مختصر سا جواب دے چکا ہے' اس امید پر مزید تحریر نہ کیا کہ شاید مسئلہ سمجھ میں آجائے اور مسلمانان خام کو گمراہی و بیدینی کے بھنور سے باہر نکال لائیں گے' مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا' تو مزید تحریر جواب کی حاجت درپیش آئی' پس اللہ ملک المنان کی اعانت اور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی استعانت کے بھروسہ پر قلم اٹھایا۔ اللہ حنان ومنان سے دعا ہے کہ وہ حق ظاہر کر نیکی توفیق عطا فرمائے اور مسلمانوں کو قعر ذلت و گمراہی سے بچائے اور راہ مستقیم پر چلائے اور سچا پکا مومن سنی بنائے۔ مظفر حسین صاحب! آپ تحریر فرماتے ہیں :

''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس ارفع واعلیٰ ہے ان کی شایان شان الفاظ استعمال کرنا واجب وضروری ہے ردالمحتار میں ہے : یجب ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باسماء معظمة......الخ۔''

مظفر حسین صاحب! یہی تو ہمارا ایمان ہے اور اسی پر ہماری جان قربان ہے۔ مگر آپ اس کے متصل ہی لکھتے ہیں :

''اور لفظ داماد وخسر اسوقت گالی ہے جبکہ حقیقت میں سسر و داماد کا رشتہ نہ ہو اور اگر ان میں داماد وسسر کا رشتہ ہے' تو یہ گالی نہیں ہے' بضرورت رشتہ بتلانے کیلئے داماد وسسر کا استعمال عرف میں معیوب نہیں۔''

1.....❁ مظفر حسین صاحب! آپ کیا حضور پرنور شافع یوم النشور کو اپنی طرح سمجھتے ہیں؟

2.....❁ وہ کون سا مسلمان ہے' جو ان رشتوں کو نہیں جانتا؟ بلکہ غیر مسلم بھی ان رشتوں کو جانتے ہیں۔

3.....❁ پھر رشتہ بتانے کی ضرورت آپ کو کیوں کر پیش آئی' کیا آپ سب کو اپنی طرح نادان سمجھتے ہیں؟

4.....❁ اور آپ کو بھی یہ مسلم ہے کہ ''لفظ داماد وخسر اس وقت گالی ہے' جبکہ حقیقت میں سسرا اور داماد کا رشتہ نہ ہو۔'' تو اس میں ایک راہ اہانت اور گالی کی موجود ہے' پھر بھی آپ جائز کہتے ہیں۔

5.....❁ مظفر حسین صاحب! لفظ داماد وخسر کے استعمال کرنے سے یجب ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باسماء معظمة کا واجب ادا ہو جائیگا؟ اس کیلئے دلیل درکار ہے' کیا آپ دلیل لائیں گے؟

6.....❁ مظفر حسین صاحب! پھر آپ کا یہ کہنا کہ ''کہیں کی بولی کہیں کی گالی......الخ'' کیا حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے وہ الفاظ استعمال کرنا واجب جانتے ہیں کہ کہیں کی بولی کہیں کی گالی' حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس ارفع واعلیٰ کی شایان شان الفاظ استعمال کرنا واجب وضروری ہے تو کہیں کی بولی اور کہیں کی گالی والے الفاظ سے یہ واجب ادا ہو جائیگا؟

7.....✿ آپ لکھتے ہیں کہ ''کہیں کی بولی کہیں کی گالی کے تحت بہت ایسے الفاظ ملتے ہیں کہ ان کا استعمال کہیں بطور گالی ہی ہوتا ہے......الخ''، تو کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بھی اس فارمولے کو واجب جانتے ہیں کہ کہیں کا آدمی اپنی زبان میں گالی کا لفظ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے معاذ اللہ استعمال کرے تو آپ کے نزدیک معاذ اللہ تعالیٰ جائز ہوگا؟ دلیل پیش فرمائیں۔

8.....✿ اگر کوئی آدمی باوجودیکہ بریلی ہی میں رہتا ہو اور وہ کرناٹک کے اضلاع کی زبان بھی جانتا ہے وہ اپنی کرناٹک کے بعض اضلاع کی زبان میں آپ کو ''بوکا'' کہے تو آپ ہرگز اس کو برداشت نہ کریں گے بلکہ آپے سے باہر ہو کر غضب وجلال فرمائیں گے۔

9.....✿ جب آپ کہیں کی بولی اور کہیں کی گالی کے تحت لفظ ''بوکا'' کو اپنے لئے گوارا نہیں کرتے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے وہ لفظ جس کا ایک مفہوم گالی کا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جائز قرار دینے کا مطلب یہ ہوا کہ آپ حضور پرنور شافع یوم النشور شہنشاہ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے برابر کا بھی درجہ نہیں دیتے بلکہ معاذ اللہ تعالیٰ اپنے سے بھی کم تر اور العیاذ باللہ تعالیٰ حقیر سمجھتے ہیں کہ جو لفظ اپنے لئے گوارا نہیں کرتے وہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے خاکش بدہن جائز قرار دیتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

10.....✿ کیا یہ نہیں جانتے کہ عظمت کی ضد ذلت واہانت ہے' اور کس کی معرفت اس کا استعمال ہے؟

11.....✿ کیا تم اپنے سسر کو اپنی محافل ومجالس میں بازاروں گلیوں میں سسر کہہ کر بلاتے ہو؟

12.....✿ ایسے مقامات پر ہرگز سسر کہہ کر نہ بلاؤ گے' اگر کوئی نہ پکارنے کا سبب دریافت کرے تو یہی کہو گے کہ یہ سوء ادبی اور گستاخی ہے اسی طرح داماد کو داماد کہہ کر بلانا بھی معیوب ہی جانتے ہیں۔

13.....✿ وہ تو کوئی کمال بے غیرت ہی ہوگا کہ مذکورہ مقام پر اپنے سسر کو سسر اور داماد کو داماد کہہ کر بلاتے ہیں معلوم ہوا کہ یہ الفاظ صریح اہانت کا مشعر ہیں یا نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔

14.....✿ کیا تم اپنے سسر کو اپنے سے بڑا اور بزرگ نہیں مانتے؟ تم نہ مانو تو یہ تمہاری سفاہت کی نشانی ہے' ہر داماد اپنے خسر کو اپنے سے بڑا اور بزرگ ہی جانتا ہے۔

15.....✿ اب اگر آپ نے شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ جس کو تم رشتہ کہتے ہو اس کی بنا پر معاذ اللہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑا اور بزرگ مانا تو یقیناً مسلمان نہیں یہ تو صریح کفر ہے اور ایسا کفر کہ جس کی توبہ بھی مقبول نہیں۔

16.....✿ مظفر حسین صاحب! اگر آپ سسر اور داماد کی حقیقت سے ناواقف تھے تو اپنے پیر مغاں مسٹر ضیاء المصطفیٰ المعروف محدث کبیر سے دریافت کر لیا ہوتا وہ تو تمہارا اپنا امام ہے۔

17.....✿ دیکھو وہ تمہارے امام محدث کبیر ضیاء المصطفیٰ مبارکپوری نے اپنے فتویٰ میں لکھا کہ :

''یہ الفاظ بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں۔ ہاں! اہانت و دشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے۔ مگر اس استعمال کیلئے قرینہ ضروری ہے۔''

یعنی سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہانت کیجئے مگر قرینہ سے

اہانت کریں گالیاں دیں مگر قرینہ سے
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

تمہارے محدث کبیر کی علمی قابلیت

اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں :

''حضرات سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی مدح اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے قرب رشتہ کے بیان کے طور پر انہیں داماد رسول کہنے میں نہ اہانت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے نہ ایہام تحقیر اس لئے بطور تعارف وتعریف اس اضافت سے لفظ داماد کا اطلاق بے کراہت جائز ہے۔اسی طرح ان حضرات کی تعریف وتعارف کے قصد سے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان حضرات کا خسر کہنا بھی جائز ہے' (پھر چند سطر بعد لکھتے ہیں) یہ الفاظ بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں' ہاں! اہانت ودشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے' مگر اس استعمال کیلئے قرینہ ضروری ہے۔''

ممتاز الفقہاء کی فقاہت

باوجودیکہ یہ اقرار ہے کہ یہ الفاظ داماد وخسر اہانت ودشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج' اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوگا' کہ ممتاز الفقہاء کے تفقہ فی الدین میں مدح بمعنی اہانت کرنا اور تعریف وتعارف بمعنی گالیاں دینا ہے' مگر قرینہ کا مطلب یہ ہے جیسا کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا :

''قصد قلب کلمات لسان سے ظاہر نہ ہوگا تو کیا وحی اترے گی کہ فلاں کے دل کا یہ ارادہ تھا اور صریح لفظ شنیع وقبیح میں سوق کلام خاص بغرض توہین ہونا کس نے لازم کیا' کیا اللہ ورسول کو برا کہنا اسی وقت کلمہ کفر ہے' جب بالخصوص اسی امر میں گفتگو ہو ورنہ باتوں باتوں (قرینہ) میں جتنا چاہے برا کہہ جائے کفر وکلمہ کفر نہیں علت وہی ہے کہ ان حضرات کے دلوں میں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت نہیں ان کی بدگوئی کو ہلکا جانتے ہیں اس میں طرح طرح کی شاخیں نکالتے ہیں۔'' (ملخصاً الکوکبۃ الشہابیہ: 30 ؛ ہندوستانی پریس کندیگر ٹولہ بنارس)

چنانچہ محدث کبیر وممتاز الفقہاء صاحب بھی یہی لکھتے ہیں کہ :

''ان حضرات کی تعریف وتعارف کے قصد سے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا (العیاذ باللہ تعالیٰ) خسر کہنا بھی جائز ہے۔''

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی قبیل کی عبارات پر یہ حکم جاری فرمایا' چنانچہ مظفر حسین صاحب بھی اپنے امام خود ساختہ ممتاز الفقہاء و محدث کبیر کی پیروی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

''اگر یہی الفاظ (داماد وخسر) بقصد توہین نہ ہوں بلکہ بیان واقع کیلئے ہوں تو جائز ہے۔''

دریافت طلب یہ امر ہے کہ مظفر صاحب کی طرف کیا وحی نازل ہوگی کہ یہ الفاظ بقصد توہین نہیں ہیں۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین آپ کہیں گے کہ :

''مسلمان کے بیان کو ہم حسن ظن پر محمول کریں گے۔''

اس کا جواب یہ ہے کہ منافقین بھی تو خود کو مسلمان ہی کہتے ہیں آپ کو یہ کس نے خبر دی یا وحی کی کہ یہ منافق نہیں مسلمان ہے' یا یہ مسلمان نہیں منافق ہے؟ اس کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ آپ نے منافق کے قول کو مسلمان کا کلام سمجھا جبکہ وہ خود اقراری ہے کہ یہ الفاظ داماد وخسر اہانت و دشنام کیلئے بھی رائج ہیں' اور یہ جاننے کے باوجود حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے ان الفاظ کا اطلاق بے کراہت جائز ہے' پھر بھی آپ ایسے لوگوں کو مسلمان ہی جانتے ہیں' علمائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ :

''جو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرے وہ کافر ہے' جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔''

ثبوت کیلئے ملاحظہ کریں ''حسام الحرمین شریف'' اور آپ جب ایسے منافقین کو مسلمان اور ان کے اقوال توہین کو جائز قرار دیں گے تو آپ ہی حسام الحرمین سے یہ ثابت کردیں کہ العیاذ باللہ تعالیٰ وہ مسلمان ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہ ثابت کرسکیں گے۔

مظفر حسین صاحب! آپ کا اپنے فتویٰ میں ''کہیں کی بولی کہیں کی گالی'' کے تحت آسام' بنگال' کرناٹک کی مثال پیش کرنا کون سی دانشمندی اور معیار فتویٰ ہے' آپ نے یہ بھی تمیز نہ کیا کہ سوال کس ذات اقدس کے متعلق ہے' وہ جو ساری کائنات کی طرف رحمت بنا کر بھیجے گئے' اس کا حاصل یہ ہے کہ آپ تو رسم الفتویٰ سے بھی واقف نہیں پھر خدا جانے کس نے آپ کو مفتی بنادیا یا از خود بزعم خویش مفتی بن گئے۔ وہ شخص جو مفتی تو کجا مولوی کہلانے کا بھی مستحق نہیں ہے' جو کہ نص قطعی قرآن کریم کے سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں رکھتا۔ ہر مسلمان جو علم رکھتا ہے وہ بھی جانتا ہے کہ سرکار ابد قرار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع واعلیٰ ہے ان کا مقام بھی سب سے نرالا ہے آیت کریمہ یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا ......الخ جس پر شاہد ہے اس پر صدر الافاضل مولٰینا نعیم الدین صاحب علیہ الرحمہ کا حاشیہ گواہ ہے وہ فرماتے ہیں :

''جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کو کچھ تعلیم وتلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کرتے راعنا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے معنی یہ تھے کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے حال کی رعایت فرمائیے۔'' یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے۔ یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوء ادب کے معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا ''اے دشمنان خدا! تم پر اللہ کی لعنت' اگر اب میں نے کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اس کی گردن ماردوں گا۔'' یہود نے کہا ''ہم پر

تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں ۔' اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا حکم انظرنا کہنے کا حکم ہوا۔"

کلمہ راعنا میں سوءادبی تو یہود بے بہبود کی زبان میں تھی' حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو راعنا کہنے سے کیوں منع فرمادیا گیا؟ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نیت میں بھی معاذ اللہ فساد تھا' وہ تو نہایت ادب واحترام سے عرض کرتے تھے۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ یہود کی لغت میں استخفاف واہانت پائی گئی تو اس کلمہ کے استعمال سے اللہ عزوجل نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو منع فرمادیا۔ تو یہ آپ کا استدلال "کہیں کی بولی کہیں کی گالی" معاذ اللہ اللہ عزوجل پر اعتراض ہے کہ اگر گالی تھی تو یہود کی زبان میں' مگر منع فرمایا گیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو۔ جو قرآن کریم پر اعتراض لائے اس کو تو کوئی پاگل ہی مفتی بنائے گا' جو خود ہی جاہل و نافہم ہے وہ کسی غیر کی کیا اصلاح کرے گا بلکہ خود بھٹکے گا اور دوسروں کو بہکائے گا۔ یہی حال تو آپ کا ہے' آپ نے تو قرآن کریم کی آیت کریمہ کو موردالزام ٹھہرایا اور مسلمانوں کو گمراہ کرنیکی سازش کی ۔ العیاذباللہ تعالی مظفر حسین صاحب! اور لیجئے اللہ واحد قہار فرماتا ہے :

مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (النساء : 46)

"کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ نہ سنائے جائیں اور راعنا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر اور دین میں طعنہ کیلئے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری بات سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کیلئے بھلائی اور راستی میں زیادہ ہوتا لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا۔"

خلاصہ کلام

کچھ یہودی جب دربار نبوت میں حاضر آتے ۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے سنئے آپ سنائے نہ جائیں' جس سے ظاہر تو دعا ہوتی یعنی حضور کو کوئی ناگوار بات نہ سنائے' اور دل میں بددعا کا ارادہ کرتے کہ سنائی نہ دے' اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے' اور یہ بات سمجھ لینے کے لئے مہلت چاہتے تو راعنا کہتے جس کا ایک پہلوئے ظاہر یہ کہ ہماری رعایت فرمائیے اور مراد خفی رکھتے رعونت والا ۔ اور بعض کہتے ہیں زبان دبا کر راعینا کہتے یعنی ہمارا چرواہا' جب پہلو دار بات دین میں طعنہ ہوئی تو صریح صاف کتنا سخت طعنہ ہوگی' بلکہ انصاف کیجئے تو ان باتوں کا صریح بھی ان کلمات (جو ضیاء المصطفیٰ محدث کبیر نے لکھ دیا کہ داماد وخسر اہانت ودشنام کے لئے بھی رائج ہیں اور سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ان کا استعمال بے کراہت جائز ہے ۔) کی شناعت کو نہ پہنچتا' بہرا

ہونے کی دعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی طرف نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت۔" (تمہید ایمان : 25,26)

مظفر حسین صاحب! تم بھی اپنے محدث کبیر کے ساتھ اسی بنسی کو بجا رہے ہو اور لکھتے ہو :

"لفظ داماد وخسر اس وقت گالی ہے جبکہ حقیقت میں سسر اور داماد کا رشتہ نہ ہو۔"

گویا ایک مفہوم گالی کا تسلیم ہے پھر بھی اپنے محدث کبیر کی پیروی میں وہی راگ الاپ رہے ہو اور ان اہانت آمیز الفاظ کو معاذ اللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جائز بتا رہے ہو۔ اور قرآن کریم کی آیات کریمہ سے بغاوت کا طبل بجا رہے ہو' بقول شخصے ؎

بدھو میاں بھی حضرت گاندھی کے ساتھ ہیں
گو مشت خاک ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں

مظفر حسین صاحب! تم کو یہ کہتے شرم بھی نہ آئی۔ اولاً تو یہ اقرار کر لیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس ارفع واعلیٰ ہے' ان کی شایان شان الفاظ استعمال کرنا واجب وضروری ہے' تو اس واجب کی ادائیگی ان الفاظ سے کی جارہی ہے جو گالی کیلئے بھی مستعمل ہیں تمہاری اور محدث کبیر کی عبارت اس پر شاہد وعدل ہے۔ اغلب! کوئی عام آدمی بھی ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کریگا۔

مظفر حسین صاحب! تمہارا یہ لکھنا کہ "کہیں کی بولی کہیں کی گالی (اور اس کے تحت تماثیل اور احکامات)" بانگ دہل اللہ جبار وقہار کے ارشاد پاک سے بغاوت پر جری اور بیباک ہیں' گویا تمہارا یہ فتویٰ اللہ واحد قہار پر اپنا حکم لگا رہا ہے کہ اہانت اور گستاخی کے الفاظ تو یہود بے بہبود بکیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر حکم جاری کہ لا تقولوا راعنا...... الخ یہ تو کہیں کی بولی کہیں کی گالی کے مترادف ہے کہ گالی بکیں یہود اور منع کیا جائے صحابہ کرام کو۔

پس معلوم ہوا کہ مظفر حسین اور ان کے امام نا فرجام محدث کبیر کا حکم اللہ واحد قہار پر لگایا گیا' کہ دین پر طعنہ کریں یہود اور حکم ممانعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیا گیا۔ چنانچہ فرمایا گیا :

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ أَلِيْمٌ (البقرة : 104)

"اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔"

اس پر مظفر حسین اور ان کے امام ضیاء المصطفیٰ المعروف محدث کبیر کو اعتراض ہے' چنانچہ کہتے ہیں "کہیں کی بولی کہیں کی گالی" اور اسی اہانت اور دشنام کو محدث کبیر نے بے کراہت جائز قرار دیا۔ پس یہ اعتراض اور یہ حکم مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ اللہ واحد قہار و جبار پر ہے کیوں کہ مسلمان تو اسی کی تعمیل کرتے ہیں جو اللہ ملک القدوس نے ارشاد فرمایا۔

مظفر حسین صاحب! آپ نے جو نسیم الریاض کی عبارت پیش کی کہ :

اذا سبق مشعرا بتحقير كان كفر او ان لم بشعر به جاز

اس سے یہ مراد لینا کہ جب مومن کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوں تو مطلقاً حکم کفر نہیں دیا جائے گا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ نسیم الریاض

کے سمجھنے سے قاصر ہیں اور اپنے عجز کا اعلان فرمارہے ہیں۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ نسیم الریاض شفاء شریف کی ضد اور اس کے رد میں لکھی گئی کہ حکم قول شفاء شریف کے خلاف لگایا گیا؟ کیا کسی عبارت کی شرح اس کے متن کے خلاف ہوگی، ہرگز نہیں بلکہ اس کی موئید ہوگی۔ نسیم الریاض میں یہ امر اور محدثین کرام کا نقل فرمانا ان کا اپنا کلام نہیں بلکہ احادیث کریمہ کو دیانت کے ساتھ محفوظ کرنا ہے اسی طرح شارحین کا نقل فرمانا بھی ان کا اپنا کلام نہیں چنانچہ ان پر کوئی حکم نہیں مگر اب جو گستاخی کرے گا اس پر حکم لگے گا۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ :

"داماد و خسر کا اطلاق اس طور پر ہو کہ مشعر تحقیر نہ ہو تو جائز ہے۔"

اس امر کی کیا دلیل ہے کہ یہ الفاظ، مشعر تحقیر نہیں؟ کیا آپ اپنے محدث کبیر کو مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں؟ تمہارا محدث کبیر بذات خود لکھتا ہے کہ :

"یہ الفاظ بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں، ہاں! اہانت و دشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے۔"

تو اب اپنے محدث کبیر پر کیا حکم لگاتے ہو، وہ اہانت اور دشنام کیلئے رائج مانتا ہے اور آپ ان الفاظ کو مشعر تحقیر بھی نہیں جانتے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ نسیم الریاض کی عبارت کے فہم سے قاصر و مجبور ہیں حالانکہ ان الفاظ شنیعہ پر قرآن کریم کی آیات شہادت دے رہی ہیں مگر آپ کا اپنا مزاج ہی مختلف ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ ملک القدوس پہلو دار بات کو دین میں طعنہ ٹھہرائے یعنی اگر کسی لفظ میں اہانت کی کوئی راہ نکلتی ہو وہ بھی کفر ہے، تم نے رشید احمد گنگوہی کو بھی پیچھے چھوڑ دیا اور اس پر بھی سبقت لے گئے رشید احمد گنگوہی کی عبارت کو حسین احمد صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے نقل کیا، وہ یہ ہے :

"حضرت مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔" (الشہاب ثاقب: 57)

مظفر حسین صاحب! اس عبارت منقولہ پر کیا حکم لگاتے ہو اپنے وفاداروں اور رفقاء کو بھی جمع کر لیجئے اور باہم یک دیگر مشورہ سے اس پر حکم لگایئے آپ کے نزدیک رشید احمد گنگوہی کی عبارت خالص کفر ہونا چاہیئے کیونکہ جن الفاظ صریحہ کو تمہارے محدث کبیر اہانت و دشنام کے لئے رائج مانتے ہیں ان الفاظ کے قائلین کو تم مسلمان کہتے ہو اور کافر ماننے پر ہرگز راضی نہیں تو جس کو تم نے مسلمان قرار دیا وہ تو صراحۃً وہ الفاظ کہہ رہا ہے جو اہانت و دشنام کے لئے رائج ہیں پس جو الفاظ صراحۃً مشعر تحقیر نہ ہوں بلکہ موہم تحقیر ہوں تو اس کو جو بھی کافر کہے گا وہ خود کافر ہو جائیگا۔ معاملہ رشید احمد کی ذات کا نہیں اس کے قول کا ہے کہ

"جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے کی نیت میں حقارت نہ ہو اس سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔"

یہ فیصلہ یقیناً صحیح اور درست ہے اور قرآن کریم میں بھی ایسے افراد کو کافر فرمایا گیا :

وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ أَلِيْمٌ

اب اپنے رفقائے وفادار سے مشورہ کر کے کوئی سبیل ایسوں کے مسلمان ہونے کی نکالیں اور ان کو مسلمان ثابت کریں جو قرآن کریم میں ہے کہ راعنا کو یہود بے بہبود نے زبان پھیر کر راعینا کہا اس پر اللہ واحد قہار نے صحابہ کرام کو کلمہ راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی اور فرمادیا کہ ''کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے'' اور تم لوگوں کے نزدیک ان سب کیلئے راہ صواب اور باعث اجر و ثواب ہے۔

مظفر حسین صاحب! تم کہتے ہو کہ :

''جب مومن کی زبان سے یہ الفاظ (جو اہانت و دشنام کیلئے رائج ہوں) ادا ہوں تو مطلقاً حکم کفر نہیں دیا جائیگا......الخ۔''

دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا آپ نے کوئی ایسا آلہ امریکہ یا روس سے ایجاد کروایا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ مومن ہے اور یہ منافق؟ اور نیرنگی یہ بھی کہ گویا جب کافر کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوں تو مطلقاً حکم دیا جائے گا' جبکہ مسلمان سے کوئی کفر صادر ہو تو اس کو کافر کہا نہ جائیگا تو جو پہلے ہی کافر ہے کیا اس پر کفر کی ڈگری جاری کی جائے گی؟ وہ تو پہلے ہی کافر ہے' جیسا کہ اللہ جلیل و جبار کے حکم سے بھی ظاہر ہے کہ یہود کی بے ادبی اور ممانعت صحابہ کرام اس بات کی دلیل ہے کہ یہود جو پہلے ہی کافر ہیں ان پر کوئی کفر کا حکم عائد نہیں فرمایا بلکہ صحابہ کرام کو ممانعت فرمانے کے بعد کافروں کو عذاب کی وعید سنائی جارہی ہے۔

کیا آپ مالک شریعت ہیں؟ کہ مومن جب گستاخی کا کلمہ کہے مومن ہی رہے اور آپ کافر و منافق وہابیہ دیابنہ پر اپنے دل کا غبار نکالتے رہیں' یہ شریعت اسلامی کا کھلم کھلا مذاق اڑانا نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔

مظفر حسین صاحب! کیا تم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معاذ اللہ خاکش بدہن مومن نہیں سمجھتے وہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں نہایت ادب و احترام سے کلمہ راعنا عرض کرتے تھے اور لفظ راعینا تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ پھر اللہ ملک القدوس نے صحابہ کرام کو راعنا کہنے کی ممانعت کیوں فرمادی؟ اور فرمایا کہ :

''کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔''

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اس پر ایمان نہیں ان الفاظ پر جو مشعر تحقیر ہی نہیں بلکہ صراحۃً اہانت اور تحقیر کے لئے رائج ہیں تم حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ان الفاظ کو جائز کہتے ہو اور اسی پر مصر ہو اس کے خلاف ماننے پر تیار نہیں یہ کون سی مسلمان ہونے کی نشانی ہے؟

ازہری صاحب کی تحریر پر تبصرہ

اختر میاں کا یہ کہنا کہ :

''اگر مطلقاً داماد و خسر کا اطلاق کفر ہوتا تو امام بخاری علیہ الرحمہ **باب ذکر اصھار النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** کیوں فرماتے اور شارحین اسے کیونکر مقرر رکھتے معلوم ہوا کہ اس لفظ کے اطلاق میں حکم کفر مطلقاً نہیں بلکہ اس

صورت کے ساتھ مخصوص ہے جس میں معاذ اللہ اہانت کے قصد سے یہ لفظ بولا جائے۔''

اختر میاں! آپ نے مطلقاً داماد یا خسر کے اطلاق کا کفر ہونے سے کیا مراد لیا؟ امام بخاری علیہ الرحمہ نے باب ذکر اصهار میں روایت وحکایات کو نقل فرمایا آپ کو یہ حکم کب دیا کہ آپ بھی ایسا ہی کہیں جیسا کہ ہم نقل کرتے ہیں، امام بخاری علیہ الرحمہ تو احادیث کے ناقل ہیں نہ کہ قائل؛ اسی طرح شارحین نے نہایت دیانت سے ان احادیث کو نقل فرمایا اور اس کی شرحیں لکھیں اور مترجمین نے کمال دیانت سے ان احادیث پاک کو عربی سے فارسی میں اور فارسی سے اردو میں نقل کر دیں کہ یہ روایات وحکایات میں مسلمانوں سے یہ نہ فرمایا کہ تم بھی اسی طرح کہو۔

اگر کسی جگہ محدثین کرام یا شارحین عظام نے آپ کو یہ فرمایا ہو کہ تم بھی اسی طرح کہا کرو؟ نیز یہ ان کا اپنا کلام نہیں بلکہ روایت وحکایت ہے اس پر ان کیلئے کوئی الزام نہیں نہ کوئی حکم چنانچہ مطلقاً کفر ہونا لازم نہیں آیا۔ یعنی محدثین کرام نے روایات وحکایات دیانت کے ساتھ نقل کیں مترجمین نے دیانت کے ساتھ ان کے ترجمے کئے اور شارحین نے ان کی شروح بیان کیں ان پر حکم کفر عائد نہیں ہوگا۔ مگر اب جو خواہی نخواہی ان کلمات کو روا رکھے گا اس پر حکم کفر ضرور عائد ہوگا اس لئے کہ...... :

يجب ذكره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم باسماء معظمة

''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر شریف کلمات معظمات سے کرنا واجب ہے۔''

اور اس نے واجب کو ترک کیا اور ایسے کلمات جو توہین واستخفاف پر دال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں استعمال کئے لہٰذا اس پر حکم کفر کا اطلاق ہوگا۔ اور رہا :

''اہانت کے قصد سے یہ لفظ بولنا......الخ۔''

تو اس کے جواب میں فقیر غفرلہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نقل کرتا ہے؛ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

''قصد قلب کلمات لسان سے ظاہر نہ ہوگا تو کیا وحی اترے گی کہ فلاں کے دل کا یہ ارادہ تھا اور صریح لفظ شنیع وقبیح میں سوق کلام خاص بغرض توہین ہونا کس نے لازم کیا، کیا اللہ ورسول کو برا کہنا اسی وقت کلمہ کفر ہے، جب بالخصوص اسی امر میں گفتگو ہو ورنہ باتوں باتوں میں جتنا چاہے برا کہہ جائے کفر وکلمہ کفر نہیں علت وہی ہے کہ ان حضرات کے دلوں میں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت نہیں ان کی بدگوئی کو ہلکا جانتے ہیں اس میں طرح طرح کی شاخیں نکالتے ہیں۔'' (ملخصاً الکوکبۃ الشہابیہ: 30؛ ہندوستانی پریس کندیگر ٹولہ بنارس)

ازہری صاحب! بقول اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا آپ پر وحی اترے گی کہ فلاں نے بقصد تحقیر کہا اور فلاں نے بقصد تعظیم کہا؟ آپ کو کیسے معلوم ہوگا جبکہ آپ کا محدث کبیر گواہی دے رہا ہے کہ لفظ داماد وخسر اہانت اور دشنام کیلئے بھی رائج ہیں پھر بھی آپ نہیں مانتے کیا آپ کو وحی کا انتظار ہے؟

دیکھو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن لوگوں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا، ان میں رشید احمد گنگوہی بھی شامل، وہ تو کہتا ہے کہ :

''جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگر چہ کہنے والے نے نیت (قصد) حقارت نہ کی ہو مگران سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔''

اور آپ کا محدث کبیر گواہی دے رہا ہے کہ لفظ داماد وخسر اہانت و دشنام کے لئے بھی رائج ہیں مگر اس کے باوجود بھی اس نے بے کراہت جائز لکھ دیا' آپ بھی اسی کی حمایت میں ان الفاظ کے جائز ہونے پر مصر ہیں' اگر چہ یہ حکم رب العلمین کے قطعاً خلاف ہے۔ نسیم الریاض کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ محدثین نے بطور روایات وحکایات ان کلمات کو نقل فرمایا' مترجمین نے نہایت امانت کے ساتھ فارسی یا اردو میں اس کو نقل کر دیا' شارحین نے اپنے شروح میں کمال دیانت سے اس کلمہ کو محفوظ رکھا اور ان کی شروح بیان فرمادیں' مگر آپ کو یہ حکم تو نہ دیا کہ آپ بھی ایسے ہی ان الفاظ کو بعینہ اپنی مجالس ومحافل میں کہتے پھریں چنانچہ اللہ عزوجل نے ممانعت فرمادی' کما قال تعالیٰ :

لَا تَجۡعَلُوا دُعَاء الرَّسُولِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَاء بَعۡضِکُم بَعۡضاً

اب جو ایسے الفاظ کہے گا وہ ضرور مجرم اور گنہگار رہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کا لفظ کہنا ہی کفر ہے یہ تو سخت درجہ کی بے ادبی ہے۔

کلام کو بعینیہ استعمال کرنا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے :

وَإِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلاۤئِکَةِ إِنِّیۡ خَالِقٌ بَشَراً مِّن صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَإٍ مَّسۡنُونٍ☆ فَإِذَا سَوَّیۡتُهُ وَنَفَخۡتُ فِیۡهِ مِن رُّوحِیۡ فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِیۡنَ☆فَسَجَدَ الۡمَلآئِکَةُ کُلُّهُمۡ أَجۡمَعُونَ☆إِلَّا إِبۡلِیۡسَ أَبَى أَن یَکُونَ مَعَ السَّاجِدِیۡنَ (الحجر 28 تا 31)

''اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں بشر کو بنانے والا ہوں بجتی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کیلئے سجدے میں گر پڑنا تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے سوا ابلیس کے اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا۔''

تامل کیجئے! ابلیس نے نافرمانی کی اور سجدہ نہ کیا مگر اللہ عزوجل نے نہ اس پر کوئی حکم لگایا نہ سزا دی بلکہ اس سے پوچھا' کما قال تعالیٰ :

قَالَ یَا إِبۡلِیۡسُ مَا لَکَ أَلاَّ تَکُونَ مَعَ السَّاجِدِیۡنَ

''اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ والوں سے الگ رہا۔''

ابلیس نے جواب دیا :

قَالَ لَمۡ أَکُن لِّأَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهُ مِن صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَإٍ مَّسۡنُونٍ

''بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بدبودار گارے سے تھی۔''

محل عبرت

ملاحظہ ہو کہ ابلیس نے بھی وہی کلمات جو اللہ رب العزت نے فرمائے من صلصال من حما مسنون ابلیس نے بھی وہی کلمات نقل کر دیئے کہ لَمْ أَكُن لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ان کلمات کے نقل کرنے پر اللہ واحد قہار نے غضب وجلال فرمایا ارشاد ہوا :

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ☆وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ

''فرمایا تو جنت سے نکل جا تو مردود ہے' اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔''

پس ظاہر ہوا کہ معظمان بارگاہ الٰہی' مقبول بندوں کی نسبت اگر روایت وحکایت میں جو کلمات استعمال کئے جاتے ہیں ان کو بعینہٖ اسی طرح استعمال کرنا کمال درجہ کی بے ادبی ہے اور جرم عظیم ہے' مسلمانوں پر ان کا احترام و تعظیم نہایت ضروری فرض ہے۔

چنانچہ محدثین کرام نے جو روایات وحکایت نقل فرمائیں ان میں ختن صہر کا لفظ نقل محض ہے اسی طرح شارحین اور مترجمین کے کلام میں نقل در نقل ہوتا ہوا چلا آیا۔ ان حضرات کا نقل کرنا بطور روایت وحکایت ہے نہ کہ ان حضرات کا اپنا کلام' اسلام کے ابتدائی دور میں بکثرت ایسے امور تھے جو ادب و تعظیم دربار رسالت کی شان کے لائق نہ تھے' اللہ عزوجل نے صحابہ کرام کو ان امور کی ممانعت فرمائی اور آداب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم فرمایا جو اہل علم سے پوشیدہ نہیں ان ہی امور میں یہ امر بھی شامل وداخل ہے چنانچہ محدثین کرام نے دیانت وامانت کے ساتھ ان کو نقل فرمادیا اور مترجمین وشارحین نے نہایت دیانتداری سے اس کو عربی سے فارسی اور اردو میں نقل کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ الفاظ جو تعظیم وتکریم کے خلاف مذکور ان کو ہم بھی معاذ اللہ استعمال کریں' محدثین کرام کا عزم تو امانت کے ساتھ روایات وحکایت کو نقل کرنا ہے نہ کہ بیان رشتہ کرنا۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

''کسی کی نسبت صدیق ہوں خواہ مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی خادمی وغاشیہ برداری سے بڑھا کر دعویٰ ہمسری محض بیدینی' جس نگاہ اجلال وتوقیر سے انہیں دیکھنا فرض حاشا کہ اس کے سو حصہ سے ایک حصہ دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرتضٰی رضی للہ تعالیٰ عنہما جس سرکار ابد قرار کے غلام ہیں۔'' (اعتقاد الاحباب :14)

اب جو کوئی ان پر سسر و داماد کا عیب لگائے وہ یقیناً ان کی تعظیم سے فرار کرتا اور اہانت وگستاخی کا دم بھرتا ہے' کیا نہ دیکھا کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مدار ایمان و مدار نجات و مدار قبولیت اعمال ہے۔

اور لفظ داماد وخسر میں کوئی بھی تعظیم کا نشان ہی نہیں یہ الفاظ داماد وخسر تو عام ہیں' کافروں اور مشرکوں اور دہریوں میں بھی داماد وخسر ہوتے ہیں اور داماد وخسر ہی کہلاتے ہیں' مگر ان میں بھی علانیہ داماد وخسر کہہ کر نہ خطاب کرتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کو بلاتے ہیں' خلاف تہذیب

جانتے ہیں پھر سرکار عالم مدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کے متعلق سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

''دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے' جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا چاہتا ہے۔''

پس جس نے تعظیم سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منہ موڑا اور گستاخی اور توہین بلکہ بقول تمہارے محدث کبیر کے کہ جو الفاظ اہانت ودشنام کیلئے رائج لکھتے ہیں وہ سرکار ابد قرار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے استعمال کرے یا جائز کہے' وہ کس قدر اہانت کرنیوالا گستاخ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

ازہری صاحب فرماتے ہیں :

''قول کا کفر ہونا اور بات ہے اور قائل کا کافر ہونا امر دیگر ہے اور اگر کفر ہو پھر بھی قائل کو کافر کہنے سے محققین زبان روکیں گے۔''

ازھری صاحب یہ حکم تو محققین کیلئے نہ کہ ہم مقلدین کیلئے ہم پر تو ان کی تقلید کرنا لازم ہے' نہ ہم کسی کے کفر پر زبان کھولیں گے اور نہ اس امر کی تحقیق میں پڑیں گے' ہم کو تو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ :

''کسے باشد کوئی بھی ہو اگر وہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کرتا ہے اور گستاخ ہے وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے' ان ہی نے تو فرمایا من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔'' (از افادات رضویہ)

کیا اس امر سے روگردانی کر کے کوئی کافر بنے گا' ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ان کے حکم کی تعمیل کریں' اب انکار کرنا اور اس کو مسلمان جاننا تو بڑی بات' اس کے کفر میں شک بھی کریں تو خود کافر ہو جائیں۔ چنانچہ جس کو ہمارے ائمہ کرام نے کافر قرار دیا یعنی جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرے وہ کافر؛

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

کی وعید اس پر جاری ہے۔ تعجب تو ان مفتیوں کے علم و دانش پر ہے کہ جو الفاظ اہانت ودشنام کیلئے رائج' ان کے نزدیک وہ بھی مشعر تحقیر و ایہام تحقیر نہیں' اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

''شفا شریف میں ہے :

تقدم الکلام فی قتل القاصد لسبہ الوجہ الثانی لاحق بہ فی الجلاء ان یکون القائل غیر قاصد للسب و الازراء ولا معتقدلہ ولکن تکلم فی جہتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکلمۃ الکفر مما ھو فی حقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقیصۃ مثل ان یا تی بسفہ من القول اوقبیح من الکلام و نوع من السب فی جہتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان ظھر بدلیل حالہ انہ لم یقصد سبہ اما لجھالۃ

او ضجر او سکر او قلة ضبط لسانه او تهور فی کلا مه فحکم ھذا احکم الوجه الاول القتل من دون تلعثم اھ مختصراً

''اسکا حال تو اوپر معلوم ہو چکا جو بالقصد تنقیص شان اقدس کرے دوسری صورت اسی کی طرح روشن و ظاہر یہ ہے کہ قائل نہ تنقیص و تحقیر کا قصد کرے نہ اسکا معتقد ہو مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں کلمہ کفر بول اٹھے جو حضور کے حق میں تنقیص شان ہو مثلاً بے ادبی کا لفظ یا بری بات اور ایک طرح کی تنقیص بولے' اگر چہ اس کے حال سے ظاہر ہو کہ اس نے مذمت و توہین کا ارادہ نہ کیا بلکہ جہالت یا جھنجھلاہٹ یا نشہ میں بک دیا یا بات کہنے میں زبان روکنے کی کمی یا بیباکی سے صادر ہوا۔ اس صورت کا حکم بعینہ وہی پہلی صورت کا حکم ہے فوراً قتل کیا جائے بلاتوقف ۔۱۲ منہ''

(الکوکبۃ الشھابیہ: 30,31؛ ہندوستانی پریس کندیگر ٹولہ بنارس)

ازہری صاحب! اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عبارت پر غور فرمائیں اگر یقین نہ لائیں تو الکوکبۃ الشھابیہ آپ کے یہاں موجود اس کا مطالعہ فرمائیں اور اپنے حال زار پر رحم فرمائیں کہ آپ لوگوں کے فتویٰ کی زد میں آ کر سینکڑوں مسلمان گمراہ بیدین ہو گئے اور اس کا وبال آپ کے سر آتا ہے' اس سے سبکدوشی کے لئے جانے سے پہلے انتظام کر لیجئے' اللہ واحد قہار کے قہر عظیم کو دعوت عذاب نہ دیجئے' اگر اب بھی سیری نہ ہوئی ہو تو پھر فتاویٰ رضویہ شریف جلد سادس ملاحظہ کیجئے' فقیر طوالت کلام سے بچنے کیلئے صرف ان عبارات عالیہ فتاویٰ رضویہ شریف سادس کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے' اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

''**شفاشریف ص ۳۲۱** :

''یعنی اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے' بیشک وہ بھی کافر ہو گیا۔''

دوم ..... ❀ فرماتے ہیں :

''نسیم الریاض' جلد چہارم ص ۳۸۱ میں امام ابن حجر مکی سے ہے :

''یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر' یہی مذہب ہمارے ائمہ وغیرہم کا ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ! ششم!:39)

سوم ..... ❀ فرماتے ہیں :

وجیز امام کردری' جلد:۳ ص ۳۲۱ :

''یعنی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جائے اس کی عورت حرام ہو جاتی ہے پھر اسلام لائے تو اس سے جدید نکاح کیا جائے اس سے پہلے اس کلمہ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ ہو گا حرامی ہو گا اور یہ شخص اگر عادت کے طور پر کلمہ شہادت پڑھتا رہے کچھ

فائدہ نہ دے گا جب تک اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا اور جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے سزا دی جائیگی یہاں تک کہ اگر نشہ کی بیہوشی میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔''

فقیر غفرلہ نے یہ چند عبارات بطور نمونہ نقل کر دیں اگر مزید دیکھنا چاہیں' فتاویٰ رضویہ شریف جلد سادس کی جانب رجوع لائیں۔

ازہری صاحب! آپ فرماتے ہیں کہ :

''جو الفاظ اہانت و دشنام کیلئے رائج ہیں ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں استعمال کرنے والے اور اس کے استعمال کو بے کراہت جائز لکھنے والوں کو بھی کافر نہ کہیں''

اور امام اجل قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم فرماتے ہیں :

''قائل نہ تنقیص وتحقیر کا قصد کرے نہ اسکا معتقد ہو مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں کلمہ کفر بول اٹھے جو حضور کے حق میں تنقیص شان ہو مثلاً بے ادبی کا لفظ یا بری بات اور ایک طرح کی تنقیص بولے......الخ''

عبارت پچھلے صفحہ پر گزری تو کیا ان مفتیوں کے نزدیک وہ الفاظ جو اہانت ودشنام کیلئے رائج ہوں' کیا وہ بے ادبی کا لفظ اور بری بات بھی نہیں تو پھر بے ادبی کا لفظ اور بری بات کیا ہوگی' ان کے نزدیک وہ بھی کافر نہیں بلکہ مسلمان ہے' تو کیا ان کی تکفیر کیلئے آسمان سے کفر کی رجسٹری اترے گی؟

تاسف اور تعجب ان لوگوں پر ہے کہ مفتی اور الازہری اور ممتاز الفقہاء وغیرہ کے مناصب زیب گلو ہیں مگر ان کو اپنے حال پر بھی رحم نہیں آتا' اس کا صاف اور ظاہر مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو اللہ واحد قہار کے عذاب الیم کا بھی خوف نہیں' اگر خوف ہوتا تو کم سے کم اپنے بچنے کی تو فکر لاحق ہوتی' پس جس کو اپنی فکر نہیں وہ دوسروں کی فکر کیا کرے گا۔

مسلمانوں کو لازم ہے کہ ائمہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے جن لوگوں کی تکفیر فرمائی اور لکھ دیا کہ جو ان کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے' تو ہرگز ہرگز ان کے کفر وعذاب میں شک نہ لائیں' مسلمان جاننا اور کافر نہ سمجھنا تو بڑی بات ہے جب کہ ان کے کفر میں شک کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے' تو ان کے کفر میں ہرگز شک نہ لائیں اور اپنے دین وایمان کو بچائیں۔ اللہ عزوجل سب مسلمانوں کو حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر گمراہی اور بیدینی سے بچائے اور دین وایمان پر استقامت عطا فرمائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولٰینا محمد والٰہ واصحابہ وبارک وسلم ابداً ابدا

مولوی ابراھیم سکھر کے فتویٰ کا جواب

مولوی ابراھیم کی فتویٰ نویسی مولیٰنا مفتی وقار الدین صاحب کی نظر میں

نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

مولوی ابراہیم صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ ع

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

ان صاحب کو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلچسپی صرف متاع دنیا کیلئے ہے، ورنہ کوئی خاص علاقہ نہیں ہے، مولیٰنا مفتی وقار الدین صاحب ارشاد فرماتے ہیں :

''گھڑی کی چین کے متعلق مفتی ابراہیم صاحب مفتی جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر کا لکھا ہوا فتویٰ زیر مطالعہ آیا اس کے متعلق مختصر جواب تو یہ ہے کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احکام شریعت میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ گھڑی کی زنجیر سونے کی ہو یا چاندی کی مرد کیلئے حرام اور دیگر دھاتوں کی ممنوع و مکروہ ہے اور جو چیزیں شرعاً ممنوع قرار دی گئیں ہیں، ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہے۔'' (وقار الفتاویٰ! دوم: 101 مسئلہ نمبر 1063؛ اہلسنت برقی پریس مراد آباد)

گھڑی کی چین سے متعلق اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق ہمارے لئے کافی ہے۔

پھر چند سطر کے بعد مفتی وقار الدین صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

''مفتی ابراہیم صاحب نے اپنے فتویٰ میں قرآن کریم کی آیات درج کی اور اس سے چین کے بارے میں استدلال کیا۔ اولاً.....❁ تو انہوں نے مفتی کے منصب اور فتویٰ لکھنے کے اصول پر عمل نہیں کیا۔ جس سے لاعلمی کا ثبوت ملتا ہے۔ مفتی پر لازم ہے کہ وہ فقہ کی کتابوں سے عبارات نقل کرے، علامہ سید محمد امین ابن عابدین المعروف شامی متوفی 1252ھ نے الرد المحتار فی شرح الدرالمختار میں لکھا

وقد استقرر ای الاصولین علیٰ ان المفتی ھو المجتھد فاما غیر مجتھد ممن بحفظ اقوال المجتھد فلیس بصفت والواجب علیه اذا سئل ان یذکر قول المجتھد الامام وجمال حکایة

(جلد 1 مقدمہ مطلب رسم المفتی 51 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

یعنی اصولین کے نزدیک طے ہے کہ مفتی صرف مجتہد ہے، اور خود مجتہد نہیں کسی مجتہد کے اقوال یاد کئے ہوئے ہے تو وہ مفتی نہیں اس پر لازم ہے جب اس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو وہ مجتہد جیسا کہ امام اعظم ہیں کا قول بطور حکایت بیان کرے۔

مفتی صاحب! نے جن آیات سے استدلال کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دونوں آیات میں عموم کے ساتھ جمیع ما فی الارض (جو کچھ زمین میں ہے) کو انسان کیلئے پیدا کرنے اور ان میں علیٰ العموم لوگوں کیلئے منافع کا تذکرہ ہے' چونکہ اصل اشیاء میں اباحت ہے' لہٰذا ان دھاتوں کی بنی ہوئی ہر چیز جائز الاستعمال ہوگی' سوائے ان چیزوں کے جن کے استعمال سے شرع مطہرہ نے منع کیا ہے چونکہ حدیث پاک میں ہے ان دھاتوں کی انگوٹھی پہننے کو حرام ٹھہرایا گیا' لہٰذا صرف انگوٹھی مستثنیٰ ہوئی' اور انگوٹھی کے علاوہ اشیاء جیسے چین' گھڑی' خود' زرہ وغیرہ جائز ہوئیں۔

غالباً مفتی صاحب کے علم میں یہ ہوگا کہ قرآن کریم کے عموم میں تخصیص کے لئے خبر واحد کافی نہیں صرف قرآنی آیت یا حدیث متواتر و مشہور سے ہی تخصیص ہوسکتی ہے' مفتی صاحب کو مخصص صرف انگوٹھی کے بارے میں ملا اور وہ بھی خبر واحد جو مخصص بننے کے لائق نہیں گویا ان کے نزدیک اس عموم کے باعث لوہے کے تمام زیورات' بیڑی' ہتھکڑی اور گلے کے طوق وغیرہ سب مردوں کیلئے جائز ہیں' اس لئے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے' ان چیزوں کی ممانعت قرآن وحدیث میں نہیں آئی لہٰذا سب کا جواز مفتی صاحب کے فتویٰ سے ثابت ہے' یا وہ قرآن کی آیات یا حدیث مشہور و متواتر سے ان کی مخصص دکھائیں۔

اس کے علاوہ ما فی الارض کے عموم میں تو کھانے پینے اور پہننے وغیرہ کی سب صورتیں جائز ہوں گی' اس لئے کہ اس ما فی الارض کے تخصیص قرآن کریم میں تو صرف خنزیر' مردار' غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور اور بہنے والے خون تک محدود ہے' ان کے علاوہ دوسرے جانوروں کی حرمت میں اکثر احادیث خبر واحد کے مرتبہ میں اور بعض مشہور مل سکیں گی' اسی طرح لباس میں کوئی تخصیص یا کوئی ایسا مخصص مفتی صاحب نہیں دکھا سکیں گے' جو قرآن کے عموم میں تخصیص کر سکے۔

لہٰذا ما فی الارض میں جب ہر چیز داخل ہے تو ہندوؤں کا جنیو' زنار پہننا' قشقہ لگانا' سکھوں کا کڑا پہننا' سر پر بالوں کا جوڑا رکھنا' اور اس میں کنگھا لگانا' عیسائیوں کی طرح صلیب لگانا وغیرہ وہ تمام امور جن کو ہمارے فقہاء متکلمین نے کفریات میں شمار کیا سب جائز ہو جائیں گے' بلکہ ان آیتوں سے مفتی صاحب کی استدلال کرنے سے بعد فقہ کی کتب سے وہ تمام ابواب نکال دیئے جانے چاہئیں جن میں محرمات و مکروہات کا بیان ہے اس لئے کہ جمیع مافی الارض کے مباح ہونے کے بعد ہر حرام و مکروہ کیلئے ایسا مخصص جو شریعت میں معتبر ہو مفتی صاحب نہیں دکھا سکیں گے۔ اس کے علاوہ مفتی صاحب لکھتے ہیں: اگر زیور بھی ہو تو مردوں کیلئے مطلقاً زیور کب ممنوع ہے؟ بعض زیور مردوں کیلئے حلال ہیں جیسے چاندی کی انگوٹھی اور پیٹی وغیرہ کہ یہ سب مرد کیلئے زیور ہیں درمختار میں ہے:

ولا تحلی الرجل بزھب و فضة مطلقاً الا نجاتم و منطقة وحلیة سیف منھا

(رد حاشیہ شامی جلد 5 کتاب الخطر و الاباحة فصل اللبس صفحہ 253 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

یعنی ''مرد سونے اور چاندی کا زیور نہیں پہن سکتا ما سوا چاندی کی انگوٹھی' کمربند' اور تلوار کے زیور کے'' اس عبارت کو نقل

کرنے سے مفتی صاحب کا مطلب یہ تھا کہ اسی طرح چاندی کے یہ زیورات مرد کیلئے جائز ہیں' اسی طرح گھڑی کی چاندی کی چین بھی جائز ہے۔

لیکن مفتی صاحب کی نظر درمختار کی اس عبارت پر تو پڑی لیکن اس عبارت پر علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی 1252ھ کے قول کو نہ دیکھ پائے' جس میں وہ فرماتے ہیں:

یحال کون کل من الخاتم والمنطقة والحلیة منها ای الفضة لو ور و اثار اقتضیت رخصة منها فی هٰذه الاشیاء خاصة

یعنی اس صورت میں کہ انگوٹھی' کمر بند اور تلوار کے زیور کا چاندی کا ہونا' اس کا ثبوت آثار سے ہے' اور آثار صرف ان ہی چیزوں کیلئے وارد ہیں۔

اس عبارت سے صراحتاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجازت صرف ان تین چیزوں کے ساتھ مختص ہے' جبکہ یہی مفتی صاحب اپنے فتویٰ میں یہ عبارت لکھ چکے ہیں کہ سونے چاندی میں اصل حرمت ہے اور تائید میں انہوں نے حدیث بھی لکھی' جو کہ ہدایہ میں ہے :

لقوله علیه الصلوٰة والسلام هذان محرمان علیٰ ذکور امتی حلال لاناثهم

لٰہذا سونے چاندی سے بنی ہوئی ہر چیز کا استعمال حرام ہوگا ما سوا ان اشیاء کے جن کا استثنا شریعت میں ہے۔ حالانکہ حدیث میں چاندی کا ذکر نہیں' انہوں نے ہدایہ سے حدیث نقل کی اور ہدایہ میں اس حدیث کے ساتھ ہی یہ الفاظ بھی ہیں جو ان کو نقل کرنے تھے' مگر چھوڑ دیئے' جبکہ پوری حدیث اس طرح ہے :

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خرج و باحدی یدیه حریر و بالاخری ذهب وقال هٰذا ان محرمان علیٰ ذکور امتی حلال لاناثهم

(حوالہ) یعنی بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ کے ایک ہاتھ میں ریشم تھا اور دوسرے میں سونا۔ فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کیلئے حلال

حدیث میں تو ریشم اور سونے کا ذکر جبکہ مفتی صاحب نے بددیانتی کرتے ہوئے' چاندی اور سونا بتا کر حدیث سے چاندی کی حرمت بھی ثابت کی یہاں تک تو مفتی صاحب کی تحقیق پر اجمالی گفتگو تھی۔''

{وقار الفتاویٰ! دوم: 504 تا 507 . بزم وقار الدین گلفشاں لائبریری بلاک 4 گلستان مصطفیٰ کراچی}

فائدہ

مفتی وقار الدین صاحب علیہ الرحمہ کی تنقیح سے مولوی ابراہیم صاحب کی فتویٰ نویسی کا پردہ چاک ہوجاتا ہے' اور عبارت مذکورہ سے ظاہر

ہوا کہ مولوی ابراہیم صاحب کے اوصاف میں خیانت' بد دیانتی' خود رائی' حدیث پاک میں خیانت' قرآن کریم کا بے محل استعمال' اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق پر جست لگانا اور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تعلّی' ان کے مسلک سے لاپرواہی وغیرہ ثابت ہیں' علاوہ ازیں کراچی سے کسی پرنسپل صاحبہ نے استفتاء کیا جواب میں تاخیر پر تنبیہ بذریعہ کارڈ کی تو معذرت کے ساتھ فتویٰ کفر وارتداد پر مشتمل ارسال کیا۔

جب کہ ایک عام مسلمان نے وہی استفتاء کیا تو وہی کفر پھر اسلام بن گیا' یہ دورنگی چال جیسا کہ علماء دیوبند کی مشہور ہے کہ جب کسی امر قبیح و شنیع پر زید وعمر کے نام پر استفتاء کیا جاتا ہے تو جواب کفر اور موہم کفر ملتا ہے' اور جب معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو اپنا مولوی ہے تو وہی کفر پھر اسلام بن جاتا ہے' یہی طریقہ اب چند علماء نے اپنایا ہے اور اپنے کو اہلسنت بھی کہتے ہیں' ابراہیم صاحب نے بھی یہی سیاسی چال اختیار کی ہم بطور نمونہ علماء دیوبند کی اس صورت کا نمونہ پیش کرتے ہیں وھوٰ ھٰذا

عکس کتاب مرثیہ گنگوھی علماء دیوبند کی نظر میں 📖

3,4

پیش لفظ

اسعد نظامی

عکس کتاب مرثیہ گنگوھی علماء دیوبند کی نظر میں

5,6

مولوی ابراھیم صاحب کی تلون مزاجی

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے
ہر ایک مغبچہ مغ کا ایاغ لے کے چلے
مگر رسول خدا کے لئے دشنام اور جائز
یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے کے چلے

ابراہیم صاحب کا پہلا فتویٰ ایک مومن کے نور ایمان کا اجالا تھا‘ مگر اس کے بعد دوسرا فتویٰ کسی گستاخ منکر کا منہ کالا تھا ۔

سورج کا رخ بدلتے ہی خود بھی بدل گیا
کتنا فریب سایہ دیوار دے گیا

ابراہیم صاحب کی اس دورنگی چال سے دیوبندیوں کا نقشہ سامنے آ گیا، جس کا عکس بطور نمونہ اس کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔

مومن جو بھی دین کی بات کرتا ہے، ایمان وایقان کی بات کرتا ہے، مگر منافق کے اقوال میں استقامت اور پائیداری نہیں ہوتی، وہ رنگ برنگی باتیں کرتا ہے، کما قال تعالیٰ

وَإِذَا لَقُواْ الَّذِينَ آمَنُواْ قَالُواْ آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْاْ إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُواْ إِنَّا مَعَكْمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ

''(منافق) جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں۔''

ابراہیم صاحب نے یہ بھی نہ دیکھا کہ کس کی نسبت کے متعلق سوال کیا جا رہا ہے، یہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو العیاذ باللہ تعالیٰ اپنے برابر بھی نہیں سمجھتے بلکہ ایک عام آدمی کی طرح تصور کرتے ہیں، اگر ان کو آداب واحترام علماء کے خلاف کوئی لفظ کہہ دیا جائے تو ان پر کیسا شاق گزرتا ہے، یہ اپنے تمہیدی کلمات میں سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت لکھتے ہیں :

''کہ سب سے پہلے چند کلمات بطور تمہید ملاحظہ ہوں تعظیم وتوہین کا دارومدار عرف پر ہے، بسا اوقات ایک لفظ معنی وضعی کے اعتبار سے توہین پر دال ہوتا ہے، مگر عرف عام میں توہین کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔......الخ''

ابراہیم صاحب! کیا آپ شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام انسانوں کی طرح سمجھتے ہیں، کہ تمہیدی کلمات اس پر دال ہیں کہ آپ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وشان اپنی برابر بھی نہیں جانتے، آپ کی نسبت آپکا اپنا تعارف شاہد ہے کہ اپنے نام کے ساتھ :

''مفتی محمد ابراہیم القادری مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ باغ حیات سکھر۔''

لکھتے ہیں، اگر کوئی اس کے خلاف لب کشائی کرے اور عام انسانوں کی طرح پکارے تو یقیناً اگر زبان بند ہوگی مگر دل جل کر کباب ہو جائیگا۔ رہا آیت کریمہ :

لا تقل لهما اف

اس کے متعلق بطور دلیل فرماتے ہیں کہ :

''اصول فقہ کی پہلی کتاب اصول شاشی میں ہے۔......الخ''

آپ نے ایسی عظیم الشان کتاب کا ذکر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ کے سوا کوئی اصول شاشی کا نام بھی نہیں جانتا آپ لکھتے ہیں :

''اگر کسی قوم کے ہاں اف کہنا عزت کے کلمات میں شمار ہوتا ہو تو والدین کو اف کہنا ان پر حرام نہیں ہوگا۔''

ابراہیم صاحب! تم کونسی قوم میں ہو امریکی قوم میں ہو یا روسی قوم وغیرہ میں تم بات کو پھیر کر بلا ثبوت بات کیوں کرتے ہو۔ ذرا اس قوم کا نام بھی بتلایا ہوتا کہ فلاں قوم میں اف کہنا عزت کے کلمات میں داخل ہے اور آپ اس قوم سے ہیں، شہنشاہ دو عالم مالک رقاب امم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی جب دشنام طرازی منظورِ خاطر ہوئی یہ حیلہ گھڑ لیا اور اصول شاشی کا نام لے دیا جیسے تمہارے سوا اصول شاشی کوئی جانتا ہی نہیں ہے اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہے کہ تم قرآن کریم کی اہانت کرتے ہو۔

فقهی مسائل

اصول فقہ کی کیا اصول شاشی ہی پر منتہا ہے جس نے اصول شاشی دیکھ لی اس کو کسی دوسری کتاب کی حاجت ہی نہ رہی، ابراہیم صاحب یہ فقہائے کرام کے معارج اور مدارج ہیں جن کی آپ کو ہوا بھی نہ لگی۔ فقہائے کرام نے صدہا مسائل گھڑ گھڑ کران پر احکام جاری فرمائے اور معارج فقہی پر تامل کیجئے تو :

''وجوہ احتجاج وطرق تعلیل ومعانی ادوات واقسام نظم وانواع معنی وصور تعارض واسباب ترجیح ومسالک تطبیق پھر ان میں ائمہ وعلماء کے اختلافات کثیرہ اور ہر جگہ قول راجح کی تنقیح وتنقید اب سب وادیوں کو نظر صائب فکر ثاقب سے قطع کرے لاکھوں مخصص ہوتے ہیں ہزاروں مطلق مقید ہوتے ہیں صدہا ظاہر ماؤل ہوتے ہیں بہت مورد پر مقصر رہتے ہیں کبھی بلحاظ سائل حکم صادر ہوتا ہے۔ بعض قیود محض بنظر واقع ہوتے ہیں کما فی قولہ اضعافا مضاعفۃ گا ہے بے قصد تشریح مجرد اخبار مراد ہوتا ہے اور ان کے سوا صدہا معارک مرد آزما ومسالک جانفرسا ہیں یا ہذا اہل نقد واجتہاد کے سوا کون ہے کہ ان حقائق دقیقہ ودقائق عمیقہ پر اطلاع پائے اور ان تنگ وتار دشوار گذار گھاٹیوں سے سلامت گذر جائے ناواقف کہ اس منصب رفیع تک نہ پہنچا اگرچہ اپنے آپ کو عالم متبحر جانے جب قدم دھرے گا منہ کے بل گریگا ایسے ہی لوگوں کو حدیث شریف میں فرمایا بے علم فتویٰ دیا سوخود بہکے اوروں کو بہکایا۔''

اخرجہ احمد و دالدارمی والبخاری ومسلم والترمذی و ابن ماجہ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

آپ نے تو صرف اصول شاشی پر ہی نازاں ہو کر خود کو فقہائے علم ودانائے فہم سمجھ رکھا ہے، اتنا بھی تو ہوش نہیں کہ ہم کہاں ہیں اور کون سی قوم کا سہارا جس کا نہ تو نام ہے نہ کنارا۔

ابراہیم صاحب! کیا تم حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ اپنے باپ کی طرح سمجھتے ہو جو مقابلہ میں لاتے ہو، بالفرض باطل اگر تم نے اپنے باپ کو گالی دی تو کیا تم کافر ہو جاؤ گے؟ مگر سرکار ابد قرار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور گالی تو کجا کوئی ادنیٰ سی گستاخی بھی کرو گے تو ضرور کافر ہو جاؤ گے، پھر ان کی مثل والدین کو ٹھہراتے ہو مثال وہ دو جو ان کی شان کے لائق ہو، اور وہ بے مثل ہیں ان کی کوئی مثال نہیں، سائل تو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت دریافت کرتا ہے تم اس کو باپ کی مثال دے کر بہلاتے ہو۔

ابراہیم صاحب رقمطراز ہیں :

''اور کبھی ایک لفظ معنی وضعی کے اعتبار سے توہین پر دال نہیں ہوتا مگر عرف عام میں اس کا استعمال توہین وتحقیر کیلئے ہوتا ہے، جیسے

لفظ ''ملا'' کہ ترکی زبان میں لکھے پڑھے اور عالم کے لئے موضوع ہے اسی لئے زمانہ قدیم میں یہ لفظ اہل علم کیلئے بولا جاتا تھا' جیسے ملا جامیؔ' ملا علی قاری وغیرہ آج بھی افغانستان میں یہ لفظ تعظیم کیلئے بولا جاتا ہے' مگر پاکستان خصوصاً سندھ و پنجاب میں صرف تحقیر کیلئے مستعمل ہوتا ہے' ہمارے ہاں کسی عالم کو ملا کہنا گالی ہے اور ملا جی کہنا اس سے بھی بڑی گالی ہے۔''

ابراہیم صاحب! یہ کذب صریح ہے تم اپنے گھر کی ریت یا اپنے خاندان کی رسم کو پاکستان پر کیوں چسپاں کرتے ہو پاکستان تو برصغیر کا ایک حصہ ہے سارے برصغیر میں کہیں نہ یہ ریت ہے نہ رسم۔

اگر ترکی اور افغانستان میں لفظ ملا تعظیم کیلئے بولا جاتا تھا تو برصغیر میں کیوں تعظیم و تکریم کیلئے استعمال نہیں ہوتا' ہند سے لیکر سندھ تک جس میں پنجاب بھی شامل ہے کوئی اس لفظ ملا کو تحقیر و توہین کیلئے استعمال نہیں کرتا اگر تمہارے گھر یا خاندان میں یہ ریت جاری ہے تو تمہارے خاندان تک محدود ہے' اگر تمہارے گھر یا خاندان میں بکری کو خنزیر کہنے لگیں تو کیا مسلمان بھی اس کو تسلیم کرلیں گے اور بکری کے استعمال کو حرام قرار دیں گے ہرگز نہیں' ہم نے بریلی' بدایوں' پیلی بھیت' شاہجہاں پور' لکھنؤ وغیرہم تمام برصغیر میں بذات خود ملاحظہ کیا لوگ احتراماً ان الفاظ کو استعمال کرتے ہیں اور یہاں تک کہ جو نیک مسلمان اگر چہ وہ پڑھے لکھے نہیں ہوتے تو عام لوگ ان کو احتراماً نام لے کر نہیں پکارتے ملا صاحب یا ملا جی ہی کہتے ہیں اس میں ان کی تعظیم ہے تحقیر ہرگز نہیں یہ تمہارے گھر کا معاملہ ہے دوسروں پر اس کو مسلط نہ کرو اگر دلیل درکار ہو تو حضرت علامہ صدرالشریعہ مولٰینا امجد علی صاحب سے پوچھو وہ اپنے فتاویٰ جلد چہارم میں فرماتے ہیں :

''حدیقہ ندیہ میں ہے :

من قال العالم عویلم فھو کافر

عالم کو ملا ٹا کہنا کفر ہے۔''

(فتاویٰ امجدیہ جلد چہارم : 402)

کیا صدرالشریعہ تمہارے جیسا بھی علم معاذ اللہ نہیں رکھتے تھے اور اردو زبان سے ناواقف تھے جو تم بتلا رہے ہو اگر ملا کہنا ہی موجب تحقیر ہوتا صدرالشریعہ ہرگز ملا ٹا نہ فرماتے۔ ابراہیم صاحب اپنے گھر کا دروازہ سیدھا کرو اگر ایسا ہی ہوتا تو علماء کرام کتب فقہ سے حضرات علماء کرام کے اسماء سے لفظ ملا کو نکال دیتے اور اس کے بجائے دوسرا لفظ استعمال کرتے۔ **کاش** صدرالشریعہ علیہ الرحمہ آپ سے پوچھ لیتے تو ملا ٹا نہ لکھتے بلکہ ملا ہی لکھتے مسلمانوں دونوں حضرات یعنی صدرالشریعہ علیہ الرحمہ اور ابراہیم صاحب میں فرق مناصب اور فضل علوم و تفقہ اور انکے حضور دعویٰ خود آرائی؟

عزیزان ملت! مولوی ابراہیم صاحب کی فتویٰ نویسی پر علامہ مفتی وقارالدین صاحب علیہ الرحمہ کا تبصرہ ملاحظہ فرمایا' جس سے معلوم ہوا کہ مولوی ابراہیم کے فتویٰ کی اساس نفسانیت اور افتراق پر مبنی ہے' ان کو شریعت مطہرہ کی پرواہ نہیں تو اعلیحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کب خاطر میں لائیں گے جیسا کہ مفتی وقارالدین علیہ الرحمہ کے تبصرہ سے ظاہر و باہر ہے' یہاں بھی یہی رنگ نظر آرہا ہے مولوی ابراہیم صا

حب نے ایک خودساختہ موہوم تمہید اٹھائی اور اس پر منطق کی میک اپ چڑھائی اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور بیدین بنانے کی بانسری بجائی لکھتے ہیں کہ :

''طرز گفتگو اور اسلوب کلام سے اہانت ظاہر ہوتی ہے جیسے لفظ حضرت کون نہیں جانتا کہ یہ کلمہ تعظیم ہے......مگر طرز کلام بدل جانے سے اس میں توہین کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں یہی لفظ عرف میں جعلساز چالباز آدمی کیلئے استعمال ہوتا ہے' کہا جاتا ہے تم بھی حضرت ہو کبھی کہا جاتا ہے تم بڑے حضرت ہو...... ملخصاً'' اللہ رے خودساختہ قانون کا نیرنگ

جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

لفظ حضرت کبھی بھی جعلسازی اور چالبازی کیلئے ہرگز استعمال نہیں ہوتا ہے' البتہ پہلے جعلسازی اور چالبازی کو ثابت کریں گے' پھر جعلساز اور چالباز کہیں گے' اس میں کلمہ ''حضرت'' کا کیا قصور قرآن کریم میں ایمان والوں کو راعنا کہنے سے منع فرمادیا گیا' حالانکہ کلمہ راعنا میں کوئی مفہوم اہانت کا نہ تھا اور نہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نیت میں کوئی فساد تھا یہود بے بہبود کی بدخواہی اور راعنا کو توڑ مروڑ کر راعینا کہتے تھے اللہ عزوجل نے صحابہ کرام کو راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی اگر یہاں بھی ایسا ہی ہوتا تو ائمہ دین وفقہائے معتمدین کہ ہمارے دین کے راہنما ہیں لفظ حضرت کی بھی ممانعت فرمادیتے' یہ ابراہیم صاحب کا دروغ بے فروغ ہے' اور لفظ حضرت ایسا ہی ہے جیسا کہ ابراہیم صاحب نے فرمایا اور ابراہیم صاحب کو اس کا علم بھی ہے تو ابراہیم صاحب کا اس لفظ کو استعمال کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ اس کو حضرت کہہ کر جعلساز اور چالباز بتارہے ہیں' آیئے اب ذرا ابراہیم صاحب کے فتویٰ 21 جون 2004ء 2 جمادی الاولیٰ 1425ھ کا مطالعہ فرمایئے اپنے اسی فتویٰ میں لکھتے ہیں :

''حضرت قاضی عیاض مالکی شفا شریف میں فرماتے ہیں......الخ۔''

تامل فرمایئے کہ ابراہیم نے حضرت امام اجل قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ جعلساز اور چالباز نہ کہا؟ اپنے بیان کردہ معنی سے ضرور کہا اور بڑے حضرت کہہ کر اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ان ہی خبیث لقب سے ملقب کیا' کیا یہ علماء تو علماء اجل ائمہ کرام کی شان اقدس میں توہین کی یا نہیں؟ توہین کی اور ضرور کی۔ یہ جعلساز کہنا اور چالباز بتانا توہین ہی نہیں بلکہ گالی دینا ہے' تو ابراہیم نے اجل ائمہ کرام کو گالی دی' اب چلئے یہ دوسرے کی کب مانیں گے' حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے سوال کریجئے وہ اس باب میں کیا فرماتے ہیں ائمہ دین اور اجل ائمہ دین تو بڑی شان کے مالک ہیں وہ علماء دین کے متعلق فرماتے ہیں :

''عالم دین کی توہین کفر ہے اور گالی دینا تو سخت درجہ کی توہین ہے' حدیقہ ندیہ میں ہے :

من قال العالم عویلم فھو کافر

عالم کو ملاٹا کہنا کفر ہے نہ کہ گالی۔''

اعلیٰحضرت قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ جلد اول صفحہ 570 پر فرمایا :

''عالم دین کی توہین کو ائمہ نے کفر لکھا ہے' مجمع الانہر میں ہے :

الاستخفاف بالاشراف و العلماء کفر

لہٰذا اگر صورت واقعہ یہی ہے کہ اس شخص نے فتویٰ کو اپنی خواہش کے خلاف پا کر مفتی کو گالی دی تو تجدید اسلام کرے اور بی بی رکھتا ہو تو اس کے ساتھ تجدید نکاح کرے ورنہ اہل محلّہ اور برادری کے لوگ اس سے مقاطعہ کریں' واللہ تعالیٰ اعلم۔''

(فتاویٰ امجدیہ چہارم :204؛ مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی)

الف.....❀

ابراہیم صاحب! صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے فتویٰ سے صاف ظاہر ہو گیا کہ عالم دین کی توہین کرنا کفر ہے اور گالی دینا تو سخت درجہ کی توہین ہے' تم نے باوجود یہ لکھنے کے کہ جعلساز اور چالباز حضرت اور بڑے حضرت کو کہتے ہیں' اور اپنے فتویٰ میں امام اجل قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور دوسری جگہ امام اجل مولینا امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اعلیٰحضرت یعنی بڑے حضرت لکھتے ہوئے ان حضرات ائمہ کرام کی شان میں توہین کرنا ہی نہیں بلکہ گالی دینا ہوا جس کا حکم فتاویٰ امجدیہ سے ظاہر ہے' اب تم اس کے باوجود اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کرو' حضرت صدر الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو عالم دین کی توہین کرنے والے کو کافر فرما رہے ہیں' اور تم ائمہ دین متین امام اجل قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت اور بڑے حضرت یعنی اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ جعلساز اور چالباز لکھ رہے ہو' تو تم اپنا حکم تو بتاؤ کہ صدر الشریعہ کے فتاویٰ سے تم کافر ہوئے یا نہیں' اور لاعلمی کو حیلہ نہیں بنا سکتے پہلے ہی تم نے لکھ دیا کہ حضرت جعلساز اور چالباز کو کہتے ہیں۔

ب.....❀

ابراہیم صاحب! اب فقیر غفرلہ آپ کی طبع ناز کی خاطر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا کامل فتویٰ بمع سوال کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے' شاید آپ کی فہم ناز اسکو سمجھ سکے وھوھٰذا :

مسئلہ مسؤلہ واحد اللہ صاحب ساکن محلہ صوفی ٹولہ شہر کہنہ بریلی 7 شوال 1341ھ

''جو فتویٰ کہ علماء دین نے بابت ناجائز ہونے نکاح نبی رضا کی لڑکی کے شائع فرمایا تھا وہ چسپاں کر دیا تھا اس کو مسمیٰ منظور حسین ولد نبی حسین ساکن محلّہ صوفی ٹولہ نے پڑھکر کہا کہ ''فتویٰ دینے والے سسرے بھی ایسے ہی ہیں' 'وغیرہ وغیرہ۔ علماء دین کی شان میں گستاخی کا لفظ سنکر تین شخص بنام کفایت اللہ، امیر اللہ و مولا بخش نے اس کو زیادہ کہنے سے روکا لہٰذا جو شخص علمائے دین کی شان میں دشنام کے لفظ استعمال کرے اسکی بابت شرع شریف کیا فتویٰ صادر فرماتی ہے۔ الجواب! عالم دین کی توہین کفر ہے اور گالی دینا تو سخت درجہ کی توہین ہے حدیقہ ندیہ میں ہے :

من قال العالم عویلم فھو کافر

''عالم کو ملاٹا کہنا کفر ہے نہ کہ گالی' 'اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ جلد اول: ۵۷۰ پر فرمایا عالم دین کی توہین کو ائمہ

نے کفر لکھا ہے مجمع الانہر میں ہے

الاستخفاف بالاشراف و العلماء کفر

لہٰذا اگر صورت واقعہ یہی ہے کہ اس شخص نے فتویٰ کو اپنی خواہش کے خلاف پا کر مفتی کو گالی دی تو تجدید اسلام کرے اور بی بی رکھتا ہو تو اسکے ساتھ تجدید نکاح کرے۔......الخ" (فتاویٰ امجدیہ چہارم: 402)

نمبر1......ابراہیم صاحب واحداللہ صاحب ایک عام مسلمان نہ کوئی مولوی نہ مفتی وہ لفظ سسرے کو علماء دین کی شان میں گستاخی کہہ رہے ہیں۔

نمبر2......یہی واحداللہ صاحب علماء دین کی شان میں لفظ سسرے کو دشنام کہتے ہیں' اس سے ثابت ہو گیا کہ آپ کو ایک عام مسلمان جیسا بھی فہم نہیں۔

نمبر3......صدرالشریعہ علیہ الرحمہ بھی لفظ سسرے کو گالی ہی فرماتے ہیں گالی دینا تو سخت درجہ کی توہین ہے۔

نمبر4......دوسری جگہ لفظ سسرے کو گالی بتاتے ہیں' مفتی کو گالی دی تو تجدید اسلام کرے اب تم بتاؤ کہ صدر الشریعہ کو تم عالم دین فقیہ اسلام مانتے ہو یا نہیں اگر تم ان کو فقیہ اسلام مانتے ہو تو لفظ سسرے کو گالی ماننا پڑے گا اور اگر تم ان سے زیادہ فقیہ ہو تو دلیل پیش کرو ورنہ تم پر توبہ اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم آتی ہے۔

نمبر5......لفظ سسرے پر اگر اعتراض ہے تو اس کا جواب گذرا کہ سوال میں تین جگہ 'علمائے دین' ہے مولوی نہ لکھا کہ لفظ واحد پر دلالت کرے۔

نمبر6......دشنام کا قائل بھی 'فتوے دینے والے' کہتا ہے' جو کہ جمع پر دال ہے' چنانچہ لفظ جمع کی نسبت سے سسرے کہا گیا' ہاں اگر مولوی ہوتا تو لفظ سسر ہی کہتا۔ یہ تمہارے سمجھنے کو کافی ہے۔

ابراہیم صاحب لکھتے ہیں :

اس تمہید کے بعد گذارش ہے کہ لفظ 'سسرا' ہمارے ہاں صرف گالی میں استعمال ہوتا ہے' مگر سسر' خسر کا استعمال اکثر احترام میں ہوتا ہے' اور جب ہمارے عرف میں لفظ سسر اور خسر بیان رشتہ میں مستعمل ہوں ہرگز ان سے توہین کا معنی نہیں لیا جاتا۔"

ابراہیم صاحب! تم ہو کون؟ کیا تم مسلمانوں کے دین اسلام کے بانی یا شریعت کے مالک ہو کہ جس کو چاہو اسلام بنا دو۔ تمہاری فتویٰ نویسی کی قلعی مفتی وقارالدین صاحب علیہ الرحمہ نے کھول دی' فتویٰ میں تمہاری بددیانتی ثابت کر کے تم کو بد دیانت قرار دیا اور اس فتویٰ میں تمہاری بیدینی آشکار ہے' جس سے تمہارا بددین ہونا ثابت اور مسلمانوں کو بیدین کرنا تمہارا طرۂ امتیاز ہے۔ تم کہتے ہو کہ سسر و خسر میں ہرگز توہین کا معنی نہیں اور تمہارا امام نافرجام ضیاء المصطفیٰ مبارکپوری المعروف محدث کبیر لکھتا ہے کہ :

"لفظ خسر و داماد لغت و عرف میں بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں' ہاں! اہانت و دشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے۔"

بتاؤ تم جھوٹے ہو یا تمہارا امام ضیاء المصطفیٰ مبارکپوری جھوٹا ہے' اور دونوں تو سچے ہو نہیں سکتے البتہ مبارکپوری صحیح کہہ رہا ہے' اور تم جھوٹ۔ بتاؤ کہ تم دونوں میں سے جھوٹا کون ہے؟ خسر کو تم احترام کا معنی دیتے ہو اور تمہارا محدث کبیر خسر و داماد دونوں کو اہانت اور دشنام کیلئے رائج

بتا رہا ہے اور لیجئے حضرت علامہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ کو بھی عالم دین سمجھتے ہو یا نہیں؟

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

''عالم دین کی توہین کفر ہے' اور گالی دینا (یعنی سسرے کہنا کہ فتویٰ دینے والے ایک نہیں بہت سے ہیں) تو سخت درجہ کی توہین ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے عالم کو ملاٹا کہنا کفر ہے نہ کہ گالی دینا اعلیٰحضرت قدس سرہ نے اپنے فتویٰ میں فرمایا کہ عالم دین کی توہین کو ائمہ نے کفر لکھا ہے۔''

جب عالم دین کی توہین عالم کو ملاٹا کہنا کفر ہے' اور مفتیوں کو سسرے کہنا گالی ہے تو حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے یہ کریہہ لفظ استعمال کرنیوالا کافر نہ ہوگا؟

دوم سید ضمیر الدین صاحب نے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ ایک مرتبہ زید کی زبان سے غصے میں جائے نماز کے بارے میں جو کھال کی تھی' سسری کا لفظ نکل گیا' لیکن زید کہتا ہے کہ میں نے کھال کو سمجھ کر کہا تھا جائے نماز کا خیال تک نہ تھا' صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اس کو جواب دیتے ہیں :

''اگر چمڑے کو برا لفظ کہا' جائے نماز کے قصد سے نہ کہا تو تجدید کی حاجت نہیں مگر اس قسم کے الفاظ سے احتیاط چاہئے۔''

(فتاویٰ امجدیہ چہارم : 400)

جائے نماز جو کہ اگر چمڑے کی ہی ہے مگر اس پر سسر اور سسری کا اطلاق صادق بھی نہیں آتا اگر جائے نماز کو بھی معاذ اللہ سسری کہہ دیا جاتا تو تجدید ایمان لازم آتا معلوم ہوا کہ جائے نماز کو سسری کہنا بھی کفر ہے' جبکہ یہ لفظ اس پر صادق ہی نہیں آتا۔

سوم یہ بھی معلوم ہوا کہ صدر الشریعہ نے غصہ کو جو کہ سبب گالی تھا اس پر حکم نہ لگایا بلکہ لفظ سسری کو برا لفظ بتایا' معلوم ہوا کہ سسر کہنا ضرور گالی ہے۔ ابراہیم صاحب! کچھ سمجھ میں آیا کیا صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو بھی صاحب علم نہیں سمجھتے؟ ان ہی کی مان لو راہ مل جائے گی' گمراہی سے بچ جاؤ گے' دین میں من مانی کر کے پچھتاؤ گے۔

ابراہیم صاحب! تم لکھتے ہو کہ :

''لفظ داماد میں تو دور دور تک شائبہ توہین نہیں نکلتا اگر کوئی شخص اپنے داماد کا تعارف اپنے احباب سے کرائے اور کہے کہ یہ میرے داماد ہیں تو اسے عزت افزائی سمجھا جائیگا۔''

ابراہیم صاحب! اس عزت افزائی کا طرہ آپ کے دامن سے وابستہ کر دیا جائے تو آپ کو خود بھی پتہ لگ جائیگا' مثلاً اگر محفوظ صاحب عوام کو یہ بتلائیں کہ ابراہیم صاحب کے تمام شاگرد ابراہیم صاحب کے داماد ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ تو یہ آپ کی نسبت دامادی سے آپ کی عزت افزائی میں چار چاند لگ جائیں گے' کیونکہ اگر شاگردوں کی بر بنائے داماد عزت افزائی ہوئی تو آپ کی وجہ سے' تو آپ کو کس قدر صاحب عزت و وقار سمجھا جائیگا' اس سے آپ کو بہت ہی خوشی ہوگی۔

ابراہیم صاحب! آپ کو برا تو ضرور لگا ہوگا اگر چہ ظاہر نہ فرمائیں یہ تو ضرور کہیں گے کہ جو ہمارے داماد نہیں ان کو ہمارا داماد کہہ کر ہم کو گالی دی معلوم ہوا کہ لفظ داماد میں ضرور گالی ہے' برخلاف اس کے اگر فقیر غفرلہ یوں کہے کہ ابراہیم صاحب کے تمام شاگرد ابراہیم صاحب کے بچے اور بیٹے ہیں اس میں کوئی برائی کی بات نہیں جس کو کہا جائیگا اس کو برا نہ لگے جس کے متعلق کہا جائیگا اس کو بھی ناگوار نہ ہوگا' یعنی بیٹا یا بچہ ہر کس و ناکس کو کہہ سکتے ہیں یہ محبت کی بات ہے' کسی کو ناگوار نہ ہوگا' برخلاف داماد کے اگر کسی غیر کو داماد کہہ دیا' اس کا معنی یہ ہوا کہ سرکار عالم مدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے کہنا یقیناً حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توہین اور ان کی شان اقدس میں گستاخی ہے۔

اگر چہ تم اس امر کو پسند کرو اور موجب عزت افزائی جانو تو یہ تمہارے اپنے گھر کی خاندانی ریت تو ہو سکتی ہے' مگر کوئی شریف اور مہذب انسان اس کو کبھی گوارا نہ کریگا' یہ اپنا اپنا ظرف ہے۔

شرفا اور مہذب اصحاب میں کوئی سسر داماد کو داماد کہہ کر خطاب نہیں کرتا بلکہ بیٹا کہہ کر یا م لے کر بلاتا ہے' اگر آپس میں باہم گفتگو بھی مابین سسر و داماد ہوگی تو بھی ایک دوسرے کو داماد و سسر کے کریہہ لفظ سے خطاب نہ کریں گے بلکہ شرفا عموماً بیٹا ہی کہتے ہیں اور داماد سسر کو ہرگز ہرگز سسر نہیں کہتا بلکہ انکل' ماموں' چچا بلکہ اباجی تک کہتے ہیں' مگر سسر یا خسر کے مکروہ الفاظ ہرگز استعمال نہیں کرتے اگر ان شرفا اور مہذب حضرات سے وجہ معلوم کیجئے کہ آپ اپنے داماد کو داماد کے لفظ سے کیوں نہیں پکارتے تو کہتے ہیں کہ یہ معیوب ہے شرم آتی ہے' خلاف تہذیب ہے' اسی طرح سسر کے بارے میں دریافت کیجئے تو کہتے ہیں کہ لفظ سسر نہایت سخت معیوب اور تہذیب کے خلاف ہے' اور اس لفظ میں سخت گستاخی ہے۔

ابراہیم صاحب! اپنے امام محدث کبیر کی عبارت جو گزری اس پر غور کیجئے کہ وہ کیا فرماتے ہیں وہی تو کہتے ہیں کہ یہ الفاظ سسر و داماد اہانت و دشنام کیلئے بھی رائج ہیں۔ ابراہیم صاحب جو الفاظ اہانت اور دشنام کیلئے رائج ہیں اگر آپ کے نزدیک احترام اور عزت افزائی کے موجب ہیں تو کیا آپ کا امام ضیاءالمصطفیٰ المعروف محدث کبیر جھوٹا اور پاگل ہے' جو اہانت اور دشنام کیلئے رائج بتاتا ہے' اور اگر تمہارا محدث کبیر صحیح کہتا ہے' اور یقیناً سچ ہی کہتا ہے' تو تم خود پاگل اور جاہل ہو۔ کہ گالی دینے کو عزت افزائی سمجھتے ہو اگر تم ان الفاظ کی حقیقت سے ناواقف ہو تو لازم ہے کہ کسی اہل علم کی جانب رجوع کرو اور زانوئے ادب طے کرو ظاہر ہو جائیگا۔

ابراہیم صاحب! علمائے دیوبند کو تو گستاخ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہا جاتا ہے' علمائے دیوبند کے مقتدا رشید احمد گنگوہی کا بھی بیان سن لیجئے' مولوی حسین احمد صاحب صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند رشید احمد گنگوہی کے متعلق لکھتے ہیں کہ :

''حضرت مولٰینا گنگوہی فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگر چہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔'' (الشہاب الثاقب: 57)

یہ رشید احمد گنگوہی کا کلام ہے کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگر چہ کہنے والے کی نیت حقارت نہ ہو مگر کہنے والا کافر ہو جائیگا۔ اور اپنے امام محدث کبیر کو دیکھئے وہ یہ جانتا ہے اور اقرار کر رہا ہے کہ لفظ داماد و سسر اہانت و دشنام کیلئے بھی رائج ہیں پھر حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے (العیاذ باللہ تعالیٰ) خاکش بدہن بے کراہت جائز لکھتا ہے' اسی کی پیروی میں تم بھی سرگرم عمل ہو' معلوم ہوا

کہ تم لوگ تو دیوبندیوں سے بھی زیادہ گستاخ ہو، دیوبندی تو لفظ موہم تحقیر کو کفر مانتے ہیں تم لوگ صراحتاً اہانت اور دشنام جان کر بھی العیاذ باللہ تعالیٰ خاکش بدہن بے کراہت جائز مانتے ہو کیا یہی تمہاری مسلمانی اور سنیت کا مشعر ہے۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم**
ابراہیم صاحب! تم لوگوں نے کس کے بارے میں یہ اہانت اور گالی کو بے کراہت جائز لکھا، وہ جن کی شان میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

وَ أَرۡسَلۡنَاکَ لِلنَّاسِ رَسُولاً وَ کَفَی بِاللّٰهِ شَهِیۡداً (النساء : 79)

''اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا اور اللہ گواہ کافی ہے۔''

اللہ مالک وقدوس فرماتا ہے پیارے محبوب ہم نے تم کو سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا، چنانچہ مومنین کہتے ہیں :

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور اللہ گواہ کافی ہے، یہ لوگ العیاذ باللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معاذ اللہ داماد و خسر کی نسبت ٹھہراتے ہیں، ان کے نزدیک خسر زیادہ عزیز اور عزت والا ہے، ہمارے لئے سب سے زیادہ محبوب ومطلوب اور عزت والے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں یہ اپنا اپنا دین ہے، ہمارے نزدیک لفظ سسرا ور داماد میں کوئی بھی تعظیم نہیں ہے نہ کوئی عزت بلکہ اہانت ہے، اور توہین۔
داماد و خسر تو کفار ومشرکین میں بلکہ دہریوں میں بھی ہیں، یہ لفظ عام ہے، ہم اس لفظ کو جو عام ہو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے استعمال کرنا معیوب جانتے اور اہانت سمجھتے ہیں اور قرآن کریم کا حکم بھی یہی ہے۔ جب وہ محبوب دونوں عالم کا راج دلارا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے نظیر وبے مثال، تو ان کے واسطے کلام میں عظمت وعزت وتعظیم وتوقیر کا بھی بے مثال ہونا لازم ہے، اللہ حی وقیوم ارشاد فرماتا ہے :

إِنَّا أَرۡسَلۡنَاکَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَ نَذِیۡراً ☆ لِتُؤۡمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكۡرَةً وَأَصِیۡلاً (الفتح : 8,9)

''(محبوب) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا، تا کہ اے لوگوں تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔''

اللہ مالک وقدوس نے ان آیات میں اول اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محاسن ومناقب بیان فرمائے کہ پیارے تمہارے بھیجنے والے ہم ہیں اور یہ امر پوشیدہ نہیں مرسَل کی قدر مرسِل سے پہچانی جاتی ہے، بھیجنے والا کون؟ اللہ حی وباقی خالق ومالک جل جلالہ اور کس شان سے بھیجا کہ حاضر وناظر بنایا بشیر ونظیر بنا کر بھیجا یہ کس لئے تا کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں، ایمان کیا؟

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہم کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارا ایمان ہے، یہ لوگ کہتے ہیں، معاذ اللہ وہ خسر وداماد ہیں۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے، ان کی تعظیم وتوقیر کرو معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر مدار ایمان ہے مدار نجات ہے، مدار قبولیت اعمال ہے۔ چنانچہ پھر فرمایا، اور صبح و

شام اللہ کی پاکی بولؤاوران لوگوں کے نزدیک تعظیم وتوقیر معاذ اللہ خسر وداماد کہنے میں ہے۔لا حَولَ وَلا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الۡعَلِیِ الۡعَظِیۡم

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

کئے جاؤ میخوارو کام اپنا اپنا

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں :

''لِتُؤۡمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَتُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ

یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے؟ خود ارشاد فرماتا ہے' اس لئے کہ تم اللہ ورسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو' معلوم ہوا کہ دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے' جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل وبیکار کیا چاہتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ'' (الکوکبۃ الشہابیہ:3؛ ہندوستانی پریس کندیگر ٹولہ بنارس)

ابراہیم صاحب! آپ کا یہ لکھنا کہ :

''احادیث صحیحہ میں حضرت علی اور حضرت ابوالعاص کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا داماد کہا گیا ہے۔''

ابراہیم صاحب! احادیث میں تو بہت کچھ کہا گیا ہے' تو تم کو کس نے حکم دیا کہ تم بھی ایسا ہی کہو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کو یہ بھی تمیز نہیں کہ کونسی احادیث وآیات صرف تلاوت کیلئے ہے' نہ کہ اعلان عام کیلئے' احادیث میں مسلمانوں کا شراب پینا' سود لینا' دو بہنوں کو اپنے نکاح میں جمع کر لینا' اپنے والد کی منکوحہ سے نکاح کر لینا' اپنی بیٹیوں کو بت پرستوں کے نکاح میں دینا وغیرہم بھی تو ہے' تم بھی ایسا ہی کر کے دکھاؤ؟ اپنی بیٹیوں کو مشرکین کے نکاح میں دے دؤ تب معلوم ہوگا' تم ضرور احادیث کے ماننے والے ہو۔ابراہیم صاحب! تم لکھتے ہو کہ :

''مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے اس کا ترجمہ یوں کیا' اس کے بنی شمس سے اپنے ایک داماد کو تذکرہ فرمایا اور رشتہ داری کے بارے میں ان کی تعریف فرمائی۔''

ابراہیم صاحب! سخت افسوس ہے کہ تم ابھی تک مفاہیم احادیث سے واقف نہیں مفتی شریف الحق امجدی صاحب نے حدیث شریف کو نہایت دیانت سے عربی سے اردو میں منتقل کر دیا تم کو کب یہ حکم دیا کہ تم بھی ایسا ہی کہو۔ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین

ابراہیم صاحب تم لکھتے ہو کہ :

''اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعتقاد والاحباب ص ۴۶ پر حضرت ابوبکر وفاروق کی نسبت فرماتے ہیں حضرات شیخین' صاحبین' صھرین۔''

ابراھیم صاحب کی خیانت

ابراہیم صاحب لکھتے ہیں :

''اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعتقاد و الاحباب ص ۴۶ پر......الخ۔''

حالانکہ اعتقاد الاحباب صرف اٹھائیس (28) صفحہ کا رسالہ ہے جس میں اول کے نو (9) صفحات تعارف پر مشتمل ہیں تو رسالہ کے صرف انیس (19) صفحات ہوئے یہ عبارت نقل کرتے ہیں، مفتی محمد خلیل خانصاحب علیہ الرحمہ کے رسالے ''دس عقیدے'' سے اور نام دیتے ہیں اعتقاد الاحباب کا۔

کیا یہ صریح دروغ بے فروغ نہیں، ضرور ہے، رسالہ مبارکہ اعتقاد و الاحباب میں تو یہ ہے :

''وہ علی الخصوص شمع شبستان ولایت، بہار چمنستان معرفت، امام الواصلین، سید العارفین، خاتم خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت، مولی المسلمین، امیر المومنین، ابو الائمہ طاہرین، طاہر و مطہر، قاسم کوثر، اسد اللہ الغالب، مظہر العجائب والغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا و مولٰنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم وحشرنا فی زمرتہ فی یوم عقیم کہ اس گردوں جناب کے مناقب جلیلہ ومحاسن جمیلہ جس کثرت وشہرت کے ساتھ ہیں دوسرے کے نہیں۔''

(اعتقاد الاحباب:19؛ادارۂ اشاعت تصنیفات رضا بریلی شریف)

ملاحظہ فرمایئے! مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مناقب بیان فرمائے اور کس شان سے فرمائے ہیں، مگر معاذ اللہ داماد و ختن، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے نہیں فرمائے، اس کے بعد فرماتے ہیں :

''حضرات شیخین صاحبین صہرین وزیرین امیرین مشیرین ضجیعین رفیقین سیدنا ومولٰنا عبداللہ العتیق ابوبکر صدیق وجناب حق مآب ابوحفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے بعد انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک وتعالیٰ سے جو قرب ونزدیکی اور بارگاہ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت وسربلندی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیبہ نہیں۔'' (اعتقاد الاحباب :19)

ابراہیم صاحب! یہ پوری عبارت ہضم کرلی اور صہرین بقصد معاذ اللہ خسر پیش کیا حالانکہ یہ سب مراتب عالیہ اعزازی ہیں کسی غیر کا اس میں حصہ ہی نہیں اگر مطلوب معاذ اللہ سسر ہی تھا تو اوروں کو کیوں چھوڑ دیا، سسر ہوتا ہے بیوی کا باپ۔ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی تعداد میں اختلاف ہے مگر گیارہ پر سب کو اتفاق ہے سب سے پہلے یہ عزت افزائی اور مرتبہ عالی سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ

تعالیٰ عنھا کو حاصل ہوا جو خویلد کی صاحبزادی تھیں تمام ازواج مطہرات کے والد کو ترک کرنا اور صرف دو ہی کو ذکر کرنا کون سا انصاف ہے، معلوم ہوا کہ یہ کلمات معظمات اعزازی ہیں ان کے سوا کسی غیر پر صادق آتے ہی نہیں اس سے سسر مراد لینا حماقت ہے۔

ابراہیم صاحب! اگر اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ لکھا تو تم کیا سمجھے؟ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو اردو عبارت سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں، شیخین صاحبین، صھرین اعزازی کلمات ہیں اگر تم ان کلمات کو وہی نسبت دیتے ہو جیسا کہ سسر اور خسر کو تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے اگر شیخین اور صاحبین اور صھرین کا معنی وہی مان لئے جائیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ شیخ تو بزرگ کو کہتے ہیں اگر اسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب معاذ اللہ نسبت دی جائے تو تم نے حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور سے العیاذ باللہ تعالیٰ افضل واعلیٰ برتر و بالا مان لیا اور یہ کفر صریح ہے، اسی طرح صاحبین و صھرین۔ اگر تم اسی رشتہ پر ایمان رکھتے ہو تو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات کے جو بھی والد ہیں ان سب کو بھی اس رشتہ میں منسلک کیجئے اور اسی طرح ان کو بھی کہئے ابوطالب وابولہب عمین سے ہیں اب ان کو عمین کا رشتہ دیکر ان کی تعظیم وتوقیر کیجئے کہ اغلب تمہیں نہیں معلوم کہ سیدنا امیر حمزہ وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی عمین کریمین ہیں کیا وہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برادرزادہ یا نام لیکر پکارتے تھے ہرگز نہیں بلکہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے خصوصاً جب آیت کریمہ :

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضاً

نازل ہوئی تو اس کے بعد تو کسی نے نام لیکر بھی نہ پکارا حالانکہ اس سے پہلے نام لینا اور ابوالقاسم کہنا ثابت وہ اجلہ صحابہ کرام تو آیت کریمہ کی تعمیل میں پابندی فرمائیں مگر تم اپنی شخصیت پر نازاں ہو کر اپنے نفس کی پابندی کرو داماد وسسر کہو۔

نیز حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ابوتراب کا خطاب عطا فرمایا اب تم بھی اردو میں ترجمہ کر کے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو معاذ اللہ مٹی کا باپ کہا کرو۔ اللہ عزوجل نے سیدنا نوح علیہ السلام سے فرمایا :

إِنِّیٓ أَعِظُکَ أَن تَکُونَ مِنَ الۡجَاهِلِیۡنَ

تم بھی ایسا ہی کہا کرو اگر کوئی اعتراض لائے تو کہہ دینا کہ یہ تو قرآن میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔ دیکھو اللہ عزوجل نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا :

إِنِّیۡ خَالِقٌ بَشَراً مِّن صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَإٍ مَّسۡنُونٍ

جب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور ابلیس نے نہ کیا تو اس نافرمانی پر اللہ عزوجل نے ابلیس پر نہ تو کوئی حکم لگایا نہ کوئی سزا دی، مگر جب اس سے سجدہ نہ کرنے کا سبب دریافت کیا تو اس نے وہی کلمات اللہ عزوجل کے نقل کر دیئے کہ مجھے کب لائق تھا کہ میں ایسے کو سجدہ کروں جس کو مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَإٍ مَّسۡنُونٍ سے بنایا تو قہر نازل ہوا فرمایا :

فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَإِنَّکَ رَجِیۡمٌ

اب آپ بھی اپنے ایمان کی خیر منائیں اور اہانت اور گستاخی سے باز آجائیں۔

اعتقاد الاحباب

جس اعتقاد الاحباب سے وہ کلمات اپنی خواہش باطلہ کیلئے نقل اور عبارت کاملہ کو صرف نظر کیا اسی اعتقاد الاحباب میں یہ نہ دیکھا :

''یہ وہ صدر نشینان بزم جاہ وجلال ہیں کہ رب العٰلمین تبارک وتعالیٰ خود ان کے مولیٰ وسرور کو حکم فرماتا ہے :

اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ

یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے راہ دکھائی تو تو ان کی پیروی کر اور فرماتا ہے :

فاتبع ملۃ ابراھیم حنیفا

تو پیروی کر شریعت ابراہیم کی جو سب ادیان باطلہ سے کنارہ کش ہو کر دین حق کی طرف جھک آیا ان کی ادنیٰ توہین مثل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر قطعی اور کسی کی نسبت صدیق ہوں خواہ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی خادمی و غاشیہ برداری سے بڑھا کر دعویٰ ہمسری محض بیدینی' جس نگاہ اجلال وتوقیر سے انہیں دیکھنا فرض حاشا کہ اس کے سو حصہ سے ایک حصہ دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کہ صدیق ومرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام ہیں اسی کو حکم ہوتا ہے ان کی راہ پہ چل اور ان کی اقتداء سے نہ نکل۔'' (اعتقاد الاحباب: 14 عقیدہ ثالثہ)

عزیز من دیکھ! اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق ومرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام فرما رہے ہیں اور وہ کون لوگ ہیں جو ان کو خاکش بدہن سسر و داماد کہتے ہیں اور اسی پر مصر ہیں۔ جن کی شان اقدس میں اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اور قدرت کا تو کیا پوچھنا کہ قدرت قدیر علی الاطلاق جل جلالہ کی نمونہ آئینہ ہے' عالم علوی وسفلی میں ان کا حکم جاری' فرمانروائی کن کو اس کے زبان کی پاسداری' مردہ کو قم کہیں زندہ اور جاندار کو اشارہ کریں فوراً دو پارہ ہو' جو چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے' کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے' منشور خلافت مطلقہ وتفویض تام اس کے نام نامی پڑھا گیا اور سکہ و خطبہ ان کا ملاء ادنیٰ سے عالم بالا تک جاری ہوا' دنیا ودین میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ عرش اشتباہ سے ملتا ہے' وہ بالا دست حاکم کہ تمام ماسویٰ اللہ ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں' سب ان کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج' قرآن عظیم ان کی مدح وستائش کا دفتر' نام ان کا ہر جگہ نام الٰہی کے برابر :

اعنی سید المرسلین' خاتم النبیین' رحمۃ للعٰلمین' شفیع المذنبین' اکرم الاولین و الاخرین' قائد الغر المحجلین' سر اللہ المکنون' در اللہ المخزون' سرور القلوب المحزون' عالم ما کان وما یکون' تاج الاتقیاء' نبی الانبیاء' محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم الیٰ یوم الدین (اعتقاد الاحباب: 12,13 عقیدہ ثانیہ)

یہ زیب کلمات وہ ہیں جن کے بارے میں فرمایا کہ ان کا ذکر کلمات معظمات سے کرنا واجب ہے تو مومنین کاملین اس طرح ذکر کرتے ہیں اور جو گستاخ ہیں وہ داماد وخسر پر اصرار کرتے ہیں اس کو دلیل ایمان سمجھتے ہیں، اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

''دیگر الی مالا نہایۃ لہ نعم وافضال خداوندی غیر متناہی ہیں قال اللہ تعالیٰ وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ مرتبہ قاب قوسین او ادنیٰ کا پایہ قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا، دیدار الٰہی بچشم سر دیکھا کلام الٰہی بے واسطہ سنا، امکان و جوب وقدم وحدوث کی کمانیں مل گئیں۔

محمل لیلیٰ کروڑوں منزل خرد خردہ میں دنگ ہے، نیا سماں ہے نیا رنگ ہے قرب میں بعد، بعد میں قرب، وصل میں ہجر، ہجر میں وصل، گوہر شناور دریا مگر صدف نے وہ پردہ ڈال رکھا ہے کہ نم سے آشنا نہیں، اے جاہل نادان علم کو علم والے پر چھوڑ اور اس میدان دشوار جولان سے سمندر بیان کی عنان موڑ زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خلق کے آقا ہیں خالق کے بندے ہیں عبادت ان کی کفر اور بے ان کی تعظیم کے حبط، ایمان ان کی محبت وعظمت کا نام اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نام خدا کے ساتھ ان کا نام پر تمام، والسلام علیٰ خیر الانام والال والاصحاب علی الدوام۔'' (اعتقاد الاحباب :13)

ابراہیم صاحب! یہ سب چھوڑا اور تعظیم وتوقیر سے منہ موڑا صرف تین کلمہ کا انتخاب کیا جس سے اپنا مطلوب چاہا مگر وہ بھی حاصل نہ ہوا حاصل بھی کیوں کر ہوتا کہ دین وایمان کہ ان کی تعظیم کا نام، جو ان کی تعظیم نہ کرے وہ مسلمان نہیں تو جو گستاخی کرے اور اسی پر مصر رہے وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے۔

ابراہیم صاحب! این وآں وچنیں وچناں سے قطع نظر ذرا یہ تو بتادو کہ جو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے وہ کون ہے، تم اس پر کیا حکم لگاتے ہو؟ کیا تمہارے امام نافرجام ضیاء المصطفیٰ مبارکپوری نے یہ نہ لکھا کہ :

''داماد وخسر کا اطلاق بے کراہت جائز ہے، ہاں! (داماد وخسر) اہانت ودشنام کیلئے بھی رائج ہیں۔''

اب سر پکڑ کر بتاؤ کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینا جائز ہے؟ کیا تمہارے دین میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاذ اللہ یہی مقام ہے؟ ابراہیم صاحب! اگر چہ تم کو اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی تعلق نہیں مگر وہ تو ہمارے امام ہمام ہیں، وہ فرما رہے ہیں :

''آخر نہ دیکھا کہ صدیق ومرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس سرکار ابد قرار کے غلام ہیں۔''

ہاں! صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اسی غلامی پر ناز ہے، جب بارگاہ بیکس پناہ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکر حاضر ہوئے تو یہ عرض کرتے ہیں، وہ عارف باللہ جلال الدین رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفت سنئے، وہ لکھتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ۔

گفت ما دو بندگان کوئے تو

کردمش آزاد ہم بر روئے تو

اور سن لو کہ ان کا مالک ومولیٰ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے :

قُلۡ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّىۡ رَسُولُ اللّهِ إِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعاً (الاعراف : 158)

''(اے محبوب) تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔''

اور تم شیخین وختنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خسر و داماد کے دائرہ میں محصور کر کے اس نعمت سے جدا کرنا چاہتے ہو؟

جبکہ تمہارا امام از خود اعلان کر رہا ہے کہ ''لفظ خسر و داماد اہانت و دشنام کیلئے رائج ہیں'' تم طرز گفتگو اور اسلوب کلام وغیرہ الفاظ کو ڈھال بنا کر خلیفۃ اللہ الاعظم محبوب اللہ الاکرم سیدنا ومولیٰنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحقیر اور توہین کی راہیں استوار کر کے مسلمانوں کو جری اور بیباک کر کے گمراہ بنانے کی سعی ناتمام میں مصروف ہو' کیا نہ دیکھا مولیٰ جل مجدہ نے صحابہ کرام کو راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی کلمہ راعنا میں کونسی قباحت تھی؟ یا صحابہ کرام کے اسلوب یا طرز گفتگو میں تم نے اہانت پائی' ثابت کرو۔ یا معاذ اللہ ان کے سینوں میں کینہ تھا یا اہانت سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد تھا۔

''ہرگز ہرگز نہیں وہ نہایت ادب واحترام سے عرض کرتے راعنا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے حال کی رعایت فرمایئے یہود بے بہبود کلمہ راعنا کو زبان دبا کر راعینا کہتے (یعنی ہمارا چرواہا)۔''

(تمہید ایمان : 26)

تو اللہ جل مجدہ نے صحابہ کرام کو راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی اور ارشاد فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِيۡنَ آمَنُواۡ لاَ تَقُولُواۡ رَاعِنَا وَقُولُواۡ انظُرۡنَا وَاسۡمَعُوا وَلِلكَافِرِيۡنَ عَذَابٌ أَلِيۡمٌ

''اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں' اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔''

دیکھو! یہود بے بہبود کے لفظ کو بگاڑ کر کہنے کی وجہ سے اللہ عزوجل نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی اور فرمایا کہ کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ پھر کسی نے بھی راعنا کو استعمال نہ کیا اور تم طرز گفتگو اور اسلوب کلام کے پردے میں اہانت و دشنام کو معاذ اللہ جائز قرار دیتے ہو' کیا تم بھی کوئی مالک شریعت ہو؟ تم قصد توہین کو آڑے لاتے ہو تو قصد ارادۂ قلب کا نام ہے' کیا تم پر معاذ اللہ وحی اترے گی کہ فلاں نے یہ بقصد اہانت بالا رادہ کہا یا بقصد تعظیم' اگر یہی مان لیا جائے تو ہر گمراہ بیدین سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معاذ اللہ اہانت کرتا اور گالیاں دیتا رہے' تم یہی کہو گے کہ قصد و اہانت گالی کا نہ تھا اس کا معنی یہ ہوا کہ تم نظام شریعت کو پس پشت ڈال کر اپنی شریعت جدید کو رائج کرنا چاہتے ہو' رہا ائمہ وفقہاء کے ابحاث وہ ان کی شان ہے وہ مسائل کو گھڑ گھڑ کر لائے اور ان کے جوابات عطا فرمائے یہ ان کا ہی حصہ ہے تمہارا اس سے کیا علاقہ تم قرآن کریم کو پشت دیتے ہو اور طرز کلام اور قصد اہانت کو آڑ بنا کر اپنی شریعت قائم کرتے ہو۔ لاَ حَوۡلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الۡعَلِىِّ الۡعَظِيۡمِ

علاوہ ازیں آپ کا یہ کہنا کہ :

''جو بلا وجہ مسلمان کو کافر کہے کفر کہنے والے کی طرف لوٹے گا۔''

جناب یہ بالکل صحیح ہے ہم بھی جانتے ہیں مگر آپ سے سائل ہیں کہ آپ اپنے فتویٰ مورخہ 27 شعبان 1425ھ میں جس میں سوال یہ ہے :

''اہانت و دشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ان الفاظ کا استعمال کرنا بلا کراہت جائز ہے۔''

گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ گالی دینا جائز ہے۔ اس کو آپ مسلمان کہہ رہے ہیں اور اس سے قبل فتویٰ مورخہ 2 جمادی الاولیٰ 1425ھ میں فرماتے ہیں :

''پھر جس طرح دشنام طراز کافر ہے ایسے الفاظ دشنام و اہانت کے استعمال کو جائز کہنے والا بھی کافر و مرتد ہے۔''

پس جس کو آپ اب مسلمان ثابت کر رہے ہیں اس کو کل کافر و مرتد فرما چکے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو آپ نے ایک مسلمان کو کافر و مرتد کہا تو کفر آپ کی طرف لوٹے گا یا نہیں؟ اور اگر پہلا فتویٰ حق و درست ہے تو کافر و مرتد کو مسلمان ثابت کر کے آپ کفر کو اسلام قرار دیکر معاذ اللہ خود کافر ہو گئے یا نہیں؟

ابراہیم صاحب! لفظ کوئی بھی ہو اگر چہ وہ اہانت اور دشنام کیلئے رائج ہے تو حکم وہی رہے گا جو پہلے فتویٰ پر جاری فرمایا اب آپ بتائیں کہ آپ مسلمان ہیں یا کافر بمعہ دلائل قرآن کریم ثابت کریں؟

نیز یہ بھی خیال رہے کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر شریف کلمات معظمات سے کرنا واجب اس پر تمام اہل علم کا اجماع ہے' آپ نے اس فتویٰ میں اولاً واجب کو ترک کیا۔

ثانیاً...... وہ الفاظ جس کو ان کا حامی جائز قرار دیتا ہے خود اعلان کر رہا ہے کہ یہ الفاظ اہانت و دشنام کیلئے بھی رائج ہیں۔ کیا اس نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین نہیں کی؟ توہین کی اور ضرور کی چنانچہ ایسا گستاخ اور اس کو مسلمان ثابت کرنے والا کون؟

ابراہیم صاحب! سوال میں تو یتیم کا ذکر ہی نہ تھا آپ کا یہ لکھنا کہ:

''سائل نے بھی اپنے مرسلہ مواد میں اس واقعہ (یتیم وختن حیدر) کا حوالہ دیا۔''

ابراہیم یہ آپ کا کذب صریح ہے سوال میں تو سائل عرض کرتا ہے:

''کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایسے شخص کے بارے میں کہ جو یہ کہتا ہے کہ داماد و سسر عرف ولغت میں یہ بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں' ہاں! اہانت و دشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے' اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ان الفاظ کا استعمال کرنا بلا کراہیت جائز ہے' شریعت مطہرہ کا ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے حضور والا جواب ارشاد فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں شکریہ۔''

سوال میں اس واقعہ کا وہم بھی نہیں' اور آپ سائل پر بہتان لگاتے اور کذب صریح کو کام میں لاتے ہیں' خدا سے ڈرو......!

آپ کے اس فتویٰ سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ کو امام اجل قاضی عیاض و امام اہلسنت اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلی عداوت ہے'

ہر جگہ ان کی عبارت کے خلاف خامہ فرسائی کرنا اور فقہائے کرام کے مباحث جلیلہ کو مورد الزام بنانا ہے' ان کا مقصود تو صرف اس قدر ہے کہ کلام میں جتنی بھی راہیں نکل سکتی ہیں ان کے احکام کا بیان' نہ کہ وہ صورت جو آپ نے بیان کی اس کی حقیقت بھی وہی ہو آپ نے دین اسلام میں اہانت کی کئی صورتیں پیدا کر دیں مثلاً :

نمبر 1...... ماں باپ کو اف کہنا قرآن کریم میں منع' آپ نے اس کے جواز کی صورت پیدا کی یا نہیں؟ اب اگر دشمنان اسلام آپ کی تحریر دیکھیں گے تو کیا کہیں گے؟

نمبر 2......کلمہ صاحبکم کو وجہ ٹھہرا کر قرآن کریم سے ما ضل صاحبکم وما غویٰ کو ثبوت جواز میں پیش فرمایا' اس قسم کی تمثیلات مسلمانوں کی بھی گمراہی کا باعث ہیں اور غیر تو اس پر جو بھی اعتراض لائیں ان کو کون روکے گا؟

نمبر 3......شفا شریف میں یتیم کہنے پر تکفیر اور قتل کا بیان اور آپ اس کے جواز کی صورتیں بیان کر رہے ہیں اور قرآن کریم سے اس کا جواز پیش کر رہے ہیں' کیا یہ بیان مسلمانوں کی گمراہی کا باعث نہ ہو گا؟

لفظ یتیم پر علمی شہ پارے

آپ نے امام شرف الدین بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر بصورت جواز پیش کیا' آپ کو اس میں یہ نظر نہ آیا کہ امام موصوف :

کفاک بالعلم فی الامی معجزۃ فی الجاھلیۃ

فرما رہے ہیں یہ زمانہ جاہلیت میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا ذکر فرما رہے ہیں اور آپ اس کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے استعمال کرنے کے جواز کی راہ نکال رہے ہیں اور قرآن کریم کی آیت :

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى

سنا رہے ہیں۔ کیا یہ گمراہی کا باب وا کرنا ہوا کہ نہیں؟ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ :

''یتیم اس کو کہتے ہیں جس کا والد بلوغ سے پہلے انتقال کر جائے جب وہ بالغ ہو گیا تو یتیم کہاں رہا اب اس کو یتیم کہنا کذب صریح ہے یا نہیں؟''

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چالیس سال کے بعد اعلان رسالت فرمایا اور اللہ عزوجل نے :

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ......الخ

فرمایا اور تم ان کو معاذ اللہ یتیم کہنا جائز ثابت کرتے ہو' کیا یہ ظلم صریح نہیں؟ شفا شریف میں اسی پر تکفیر اور حکم قتل جاری فرمایا گیا' اور تمہارا یہ کہنا کہ :

''ابن حاتم نے سرکار کو بقصد توہین ختن حیدر کہا......الخ۔''

قصد! قلب کے ارادہ کا نام ہے' کیا تم کو وحی آتی ہے جس پر گھمنڈ ہے' پھر تو ہر کس وناکس جو چاہے شان اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہہ جائے اور کہہ دے کہ میرا قصد توہین تو نہ تھا تو باب اہانت سب کیلئے عام ہو جائے گا۔ کیا نہ دیکھا جو ان الفاظ کو سرکار کی نسبت سے بلا کراہت جائز کہتا ہے اس کو خود اقرار ہے کہ :

''یہ الفاظ اہانت ودشنام کیلئے بھی رائج ہیں۔''

جس کیلئے آیت کریمہ لا تقولوا راعنا ہی کافی بس اللہ ہی باقی۔

رہا تمہارا آیت کریمہ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيماً فَآوَى پیش کرنا تو اس سے تم معاذ اللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یتیم کہنا جائز قرار دیتے ہو کیا تم کو یہ فرمادیا گیا کہ تم بھی ایسا ہی کہو۔ علاوہ ازیں کیا تم نے نہ دیکھا اللہ ملک القدوس کا وہی ارشاد کہ :

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيماً فَآوَى

''کیا اس نے یتیم نہ پایا۔ پھر جگہ دی۔''

کیا فاویٰ محل نعمت میں نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے' جس طرح دوسری آیت میں :

وَوَجَدَكَ عَائِلاً فَأَغْنَى

''اور تمہیں حاجت مند نہ پایا۔ پھر غنی کردیا۔''

معلوم ہوا کہ یہ آیات کریمہ محل انعام واکرام ونعمت وافضال میں فرمائی گئیں۔

ابراہیم صاحب! کلمہ معظّمہ فاوی سے تم نے کیا مراد لیا جو تم نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے اس کو محل جواز میں پیش کیا' قرآن کریم کا سمجھنا سب کے بس کی بات نہیں' علامہ ابراہیم بیجوری علیہ الرحمہ کے شرح بردہ کے ابتداء میں الفاظ یہ ہیں :

''ہر آیت کے ساٹھ ہزار مفہوم ہیں اور جو مفاہیم باقی رہے وہ بہت زائد ہیں اور ان کے الفاظ اثر امیر المومنین میں یہ ہیں اگر میں چاہوں تو تفسیر فاتحہ سے ستر اونٹ بھردوں۔''

اور الیواقیت والجواہر مولفہ سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں امام اجل ابوتراب بخشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

''کہاں ہیں منکرین قول مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر میں تم سے تفسیر فاتحہ بیان کروں تو تمہارے لئے ستر اونٹ بارآور کردوں۔''

اور علامہ عثماوی کی شرح صلاۃ سیدی احمد کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے :

''ہمارے سردار عمر محضار سے مروی اگر میں چاہوں کہ تمہیں زبانی بتا کر لکھادوں کچھ تفسیر ما ننسخ من آية کی تولد جائیں ایک لاکھ اونٹ اور اس کی تفسیر ختم نہ ہو تو یقیناً میں ایسا کردوں اور اسی میں خلیفہ ابوالفضل کے گھرانے کے بعض

اولیاء سے ہے کہ ہم نے قرآن کریم کے ہر حروف کے تحت چالیس کروڑ معانی پائے اور اس کے ہر حرف کے ایک مقام میں جو معانی ہیں وہ ان معانی کے سوا ہیں اور جو دوسرے مقام میں ہیں۔......ملخصاً'' (الدولۃ المکیہ شریف: 281)

ابراہیم صاحب! تو تم نے فاوی کو کیا سمجھا اس میں تو چار حرف ہیں اور ہر حرف کے تحت چالیس کروڑ معانی' اس کا مطلقاً خیال نہ فرمایا اس پر توجہ فرمایئے اور نفس مضمون کی تشریح فرمایئے؟ کہ اس میں کتنے اعزاز و اکرام اور عزت و عظمت اللہ مالک وقدوس نے عطا فرمائے ہیں' جنکی کوئی غائت نہیں اللہ عزوجل کا اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْماً فَآوٰی فرمانا گویا یتیماً کے ساتھ فاوی کا فرمانا کیا محل کمال نہیں یہ وہ کمال ہے جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔

تم یتیم اس کو کہتے ہو جو محتاج بالغیر ہو اور ہمارا ایمان یہ کہتا ہے کہ سارا جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محتاج ہے' کوئی نفس ان کی رحمت سے مستغنی نہیں ہے' وہ رحمۃ للعٰلمین یعنی راحم للعٰلمین ہیں معلوم ہوا کہ وہ تمام مخلوق کیلئے راحم یعنی رحم فرمانے والے اور تمام عالم ماسوا اللہ ان کا مرحوم ہے' معلوم ہوا کہ سب ان کے محتاج ہیں وہ اپنے رب کریم کے سوا کسی کے حاجتمند نہیں۔ **سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم**

تم کہو گے کہ ولادت کے بعد زمان بلوغ تک معاذ اللہ یتیم یعنی حاجتمند تھے یہ تمہارا اپنا دین ہے ہم نے تو ان کی ولادت شریفہ میں ان کی عظمت کے نشان دیکھے' اور دوسروں کو ان کا محتاج پایا۔ ان کی شان یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ :

''اول جو کلمہ زبان فیض ترجمان سے نکلا وہ یہ تھا :

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا۔''

قسطلانی اور ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ :

''بعد ولادت شریفہ کے آپ نے اللہ عزوجل کو سجدہ کیا اور انگشت مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا :

لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بیشک میں اللہ کا رسول ہوں۔''

بعض روایات میں ہے کہ ''جناب الٰہی میں عرض کیا یا رب ھب لی امتی ''یا اللہ میری امت مجھے بخش دے۔'' خطاب ہوا **وھبتک امتک باعلیٰ ھمتک** ''میں نے تیری امت بسبب تیری بلند ہمت کے تجھے بخشی۔'' پھر فرشتوں سے ارشاد ہوا **اشھدوا یا ملٰئکتی ان حبیبی لا ینسیٰ امتہ عند الولادۃ فیکف ینساھا یوم القیامۃ** ''اے میرے فرشتو گواہ رہو کہ میرا حبیب اپنی امت کو وقت ولادت کے نہیں بھولا تو قیامت کے دن کب بھولے گا۔''

وقت پیدائش نہ بھولے
کیف ینسیٰ کیوں قضا ہو

علیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابراہیم صاحب! تم تو اب یتیم نہیں ہو صاحب ہمت وقوت ہو بھلا ایسی جوانمردی تو دکھلاؤ سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو بوقت ولادت ہی تمام امت کا بار اپنے ذمہ لے لیا اور تم کہتے ہو معاذ اللہ یتیم' یعنی محتاج بالغیر' دوسروں کا حاجتمند' فقیر غفرلہ کہتا ہے کہ ولادت شریفہ ہی سے تمام عالم حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محتاج ہے کیا نہ دیکھا کہ قبیلہ بنی سعد ان دنوں قحط عظیم میں مبتلا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے نہایت خوشحال ہو گیا اور بے نہایت فراغت حاصل ہوئی۔ ابراہیم صاحب کیا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہ دیکھا کہ وہ فرماتی ہیں :

''کہ جب میں دوسری عورتوں کے ساتھ مکہ شریف آ رہی تھی میری سواری نہایت لاغر دوسری سواریوں کے ساتھ چل نہ سکتی تھی' اور میری اونٹنی کے تھنوں میں مدت سے دودھ نہ تھا خشک تھے' جب حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے تو خشک تھنوں میں دودھ اتر آیا' میری سواری کا جانور نہایت سست تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوار ہوتے ہی نہایت چست ہو گیا اور سب قافلہ کے آگے چلنے لگا' جس جنگل سے گزرتے سرسبز وشاداب ہو جاتا جب میں گھر پہنچی آپ کا ہاتھ بکریوں کو لگایا تو اس قدر دودھ دینے لگیں کہ ایک دن کا دودھ چالیس دن کو کافی ہوتا' جب زنان بنی سعد نے دیکھا کہ حلیمہ کی سات بکریوں سے سات سو بکریاں ہو گئیں اور سینکڑوں محتاج ان کے دروازے پر پڑے رہتے ہیں مجھ سے کہا ہمیں بھی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے بہرہ مند کرو! میں نے پائے مبارک دھو کر ان کی بکریوں کو پلایا تو سب حاملہ ہو گئیں اور قوم ان کے دودھ سے آسودہ ومتمول ہو گئی۔''

ابراہیم صاحب! تم سرکار ذی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یتیم بمعنی محتاج بالغیر کہتے ہو' یہ تم کو ہی زیبا ہے' فقیر غفرلہ سرکار احمد مختار رسول تاجدار دونوں عالم کے سرور وسردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام عالم کا حاجت روا کہتا ہے' فقیر غفرلہ نے یہ نہایت مختصر حال ولادت شریفہ کے نقل کئے یہ ایک جھلک ہے فاوی کی مسلمانوں کیلئے یہی کافی ہیں۔

ہر مسلمان کہتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابراہیم کہتے ہیں محمد (معاذ اللہ) یتیم عبداللہ وراسی پر اپنا اپنا ایمان۔ اور اللہ واحد حقیقی بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محمد رسول اللہ ہی فرماتا ہے' بلکہ سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام اس درجہ بلند ہے کہ اللہ ملک القدوس نے تمام انبیاء ومرسلین کے نام سے خطاب فرمایا' مگر حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قرآن کریم میں کہیں نام لے کر خطاب نہ فرمایا بلکہ کلمات معظمات سے مثلاً!

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ ﷺ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﷺ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﷺ

وغیرہ سے خطاب فرمایا اور یہ لوگ ایسے بیباک کہ معاذ اللہ ایک طرف اقرار ہے کہ لفظ سسر وداماد اہانت اور دشنام کیلئے بھی رائج ہیں پھر اس کا سرکار کی نسبت سے اطلاق بھی بے کراہت جائز ہے' العیاذ باللہ تعالیٰ گویا ان لوگوں کے نزدیک شہنشاہ عالم تاجدار عرب وعجم مالک رقاب الامم شفیع المذنبین رحمۃ للعٰلمین مالک حوض کوثر محبوب رب العالمین بلکہ سید المحبوبین صاحب عرش نشین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ہزار بار

العیاذ باللہ خاکش بدہن گالی دینا جائز ہی نہیں بے کراہت جائز لکھتے ہیں' فقیر اسی پر اپنے مضمون کا اختتام اور سپرد مولائی ذوالجلال والاکرام کرتا ہے' اب اس کے بعد آپ یہ دیکھیں کہ ان کا مالک ومعبود ان کو کس عظمت وشان سے خطاب فرماتا ہے :

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ

وہ کیا ارشاد فرماتا ہے' اور اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کو کس شان سے بیان فرما رہا ہے یہ پڑھیے اور اپنے ایمان کی نہایت اہتمام سے حفاظت کیجئے' گمراہ گروں سے دور اور مہجور ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں تحفہ درود وسلام پیش کیا کیجئے اور اللہ قادر وقیوم سے ان فتنہ گروں کے کید سے پناہ مانگئے۔ مسلمانو! ان کے ایمان کی پہچان معاذ اللہ سسر و داماد تک ہے یہ دیکھو کہ ان کا مالک ومولیٰ ان کی شان اقدس میں کیا فرماتا ہے' اللہ مالک وقدوس ارشاد فرماتا ہے :

وَمَا أَرْسَلْنَاکَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ

''اے محبوب ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کیلئے۔''

اور عالم ماسوا اللہ کو کہتے ہیں' جس میں انبیاء و ملٰئِکة سب داخل تو لاجرم حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب پر رحمت و نعمت' رب الارباب ہوئے' وہ سب حضور کی سرکار عالم مدار سے بہرہ مند وفیضیاب' اس لئے اولیائے کاملین وعلمائے عالمین تحریر فرماتے ہیں کہ :

ازل سے ابد تک ارض وسما میں اولیٰ وآخرت میں دنیا ودین میں روح وجسم میں چھوٹی یا بڑی بہت یا تھوڑی جو نعمت ودولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے' یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔'' (تجلی الیقین :9)

جن کی شان اقدس کا یہ عالم ان کی نسبت معاذ اللہ وہ کریہہ الفاظ' العیاذ باللہ تعالیٰ۔ بعض روایات میں ہے' حق عزوجل اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے ارشاد فرماتا ہے :

یا محمد ﷺ انت نور نوری و سر سری و کنوز ھدایتی و خزائن معرفتی جعلت فداءک ملکی من العرش انی ما تحت الارضین کلھم لطلبون رضای و انا اطلب رضاک یا محمد ﷺ

''اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو میرے نور کا نور ہے' اور میرے راز کا راز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے' میں نے اپنا ملک عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قربان کر دیا عالم میں جو کوئی ہے' سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)'' (تجلی الیقین: 37,38 مطبع اہلسنت وجماعت بریلی)

ایسے والا شان واعلیٰ مقام سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں بے ادب وگستاخ تعارف کو حیلہ بناتے ہیں' وہ بتائیں کون ہے جو ان کو ان نسبتوں سے نہیں جانتا مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے' مسلمان تو مسلمان ہیں غیر مسلم تک ان نسبتوں سے واقف ہیں' کوئی براہ تعظیم جانتا ہے کوئی براہ توہین' سب ہی جانتے ہیں کیا یہ لوگ عوام کو اپنی طرح نادان اور ناسمجھ سمجھتے ہیں' یہ اپنی مدت العمر میں دکھلائیں کہ اس قبیل سے کتنے سوال ان کے پاس آئے؟ اس کے سوا اس کا حاصل اور کیا ہے کہ جب یہ اہانت کرنا اور گالی دینا چاہتے ہیں سسر و داماد کا حیلہ گھڑ لیتے ہیں۔

تعریف اور تعارف کرانے والے

اس طرح تعریف وتعارف کراتے ہیں' حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا :

''اے ابوبکر قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بشیر بنا کر بھیجا' نہیں جانی میری حقیقت کسی نے میرے رب کے سوا اور اسی لئے کہا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام سے کہ تم لوگوں نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صرف ظل وسایہ دیکھا' صحابہ کرام نے فرمایا کیا ابن ابی قحافہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی' تو اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں ابوبکر نے بھی نہیں' کہا ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ سچ فرمایا اویس قرنی نے کہ بیشک علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام تھا کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس مطہر کو پایا اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مقام تھا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب منور کو پایا اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام تھا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل کو پایا' ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام تھا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مقدس کو پایا' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری حقیقت ایک پوشیدہ راز ہے اور ایک پوشیدہ خزانہ ہے جس کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' بیشک کہا امام خروبی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت اللہ کے سربستہ امور میں سے ایک نہایت ہی لطیف اور پوشیدہ راز ہے جس پر اس عالم میں اللہ کے سوا کوئی آگاہ نہیں' اور نہ اسے اللہ کے سوا کوئی جانتا ہے' نبی ومرسل نہ کوئی مقرب فرشتہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت ایک راز پنہاں اور محفوظ و پوشیدہ راز ہے جس کا علم اللہ یگانہ ہی رکھتا ہے مومنین نے صرف ظاہری صورت کا نظارہ کیا اسی امر کو اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظل وسایہ کے لفظ سے ادا کیا۔'' (المختصر الدولۃ المکیہ شریف)

پس فقیر غفرلہ کہ اسی پر اپنے بیان کو ختم کرتا ہے اللہ عزوجل شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو گمراہی اور بیدینی سے بچائے سیدھی راہ اور سچی محبت سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا فرمائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا و سندنا و نبیینا و مولٰینا محمد واٰله واصحابه وبارک وسلم

نحمده ونصلي و نسلم علیٰ رسوله الكريم

نومولود فرقه

اشتہار امام احمد رضا کانفرنس مورخہ 28/اپریل 2003ء بمطابق 25/صفر المظفر 1424ھ لانڈھی نمبر 5۔ڈبل روڈ 36/B' میں نام کے ساتھ تشہیر کیا گیا :

"پیر طریقت حضرت علامہ مولانا حافظ قاری ڈاکٹر پروفیسر ریاض احمد بدایونی قادری رضوی ترابی۔"

جب پیر طریقت ترابی ہیں تو ان کے مرید سارے ترابی ٹھہرے' یہ ایک نیا فرقہ وجود میں آیا کہ اس سے قبل ترابی نام کا کوئی نشان بھی نہ تھا تو نومولود فرقہ ہوا۔ (ملاحظہ ہو عکس اشتہار)

عکس اشتہار

فرقه کا طرۂ امتیاز

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت (معاذ اللہ) داماد وسر کہنا ہے۔

فرقہ کا اسلام

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں اہانت اور دشنام ہے، یہی ریاض احمد صاحب ٹیلیفون پر جناب عرفان اللہ انصاری سے فرماتے ہیں کہ :

''آج میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں میرے گواہ ہوں گے کہ میں نے آپ اور ضیاء بھائی کے سامنے داماد کے عنوان پر توبہ کی تھی، اور میں آج بھی اسی توبہ پر قائم ہوں، اور اب میں نے سوچ لیا، کہ یہ لفظ اور ایسا کوئی لفظ ہرگز ہرگز استعمال نہیں کروں گا...... ہاں رہا بیعت کا مسئلہ، شانی میرے پاس آئے تھے کہ حضرت بیعت کیلئے تیار ہیں، لیکن میں نے نہ کی، کیونکہ ایک فتویٰ آیا اور اس میں ایسا کہنے پر کفر کے اطلاق کا رد کیا کہ یہ کہنا کفر نہیں، دیکھئے انصاری صاحب اگر کفر نہیں تو اسلام ہوا اور اسلام کو کفر کہنا ؟؟؟ یاد رکھئے میں مفتی صاحب کو کافر نہیں کہہ رہا ہوں، خدشہ ہے کہ کفر کہاں پلٹا...... الخ۔'' (بقلم جناب عرفان اللہ انصاری 2002-9-14)

نوٹ: معلوم ہوا کہ مفتی صاحب نے کافر نہ کہا اگر مفتی صاحب معاذ اللہ کافر کہتے تو مفتی صاحب کے سامنے توبہ کرتے، توبہ کی ضیاء بھائی اور جناب عرفان اللہ صاحب کے حضور۔

استدلال محکم

ریاض احمد صاحب کے معتمد اعلیٰ محدث کبیر ضیاء المصطفیٰ مبارکپوری اپنے فتویٰ 25/ جمادی الاولیٰ 1424ھ میں رقمطراز ہیں :

''لغت وعرف میں یہ الفاظ (داماد وخسر) بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں۔ ہاں ! اہانت و دشنام (گالی) کے لئے بھی ان کا استعمال رائج ہے، مگر اس استعمال کیلئے قرینہ ضروری ہے۔'' (فتویٰ: 3)

نوٹ: جس کا حاصل یہ ہے کہ قرینہ سے جتنی چاہو گالیاں دیتے رہو اور اہانت کرتے رہو، یہی ان کے اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔

دارالافتاء بریلی سے مفتی مظفر حسین صاحب لکھتے ہیں :

''لفظ داماد وخسر اس وقت گالی ہے جبکہ حقیقت میں سسر اور داماد کا رشتہ نہ ہو اور اگر ان میں داماد وسسر کا رشتہ ہے تو یہ گالی نہیں۔'' (فتویٰ بریلی :1)

معلوم ہوا کہ لفظ داماد وسسر میں ایک مفہوم گالی کا موجود ہے پھر یہ مفتیان، سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ان الفاظ کا استعمال جائز کہتے ہیں۔

نیز یاد رہے یہ لوگ اکابر علمائے دیوبند کو گستاخ رسول کہتے ہیں اور اپنے مجموعہ فتاویٰ میں بھی لکھتے ہیں، اب ملاحظہ کیجئے کہ مولوی حسین احمد صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ :

''حضرت مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ'جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں' اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے' اور اس بحث کو بوضاحت تامہ حضرت مولانا نے مع دلائل کے ذکر فرمایا۔'' (الشہاب الثاقب & 57 کتبخانہ رحیمیہ دیوبند)

دونوں میں گستاخ ترین کون؟

ﷺ مسلمانوں کا عقیدہ ﷺ

اعلیٰحضرت مجدد دین وملت امام اہلسنت مولٰینا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے :

إِنَّـا أَرْسَـلْـنَـاكَ شَـاهِـداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراً ☆ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاً (الفتح 8,9)

''(اے محبوب) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا' کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔''

مسلمانو! دیکھو دین اسلام بھیجنے قرآن مجید اتارنے کا مقصود ہی تمہارا مولیٰ تبارک وتعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے۔

اول ...... ❁ یہ کہ لوگ اللہ و رسول پر ایمان لائیں۔

دوم ...... ❁ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کریں۔

سوم ...... ❁ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو' سب میں پہلے ایمان کو فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو' اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم بکار آمد نہیں...... پھر جب تک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت الٰہی میں گزارے سب بیکار و مردود ہیں......

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ☆ تَصْلَى نَاراً حَامِيَةً

''عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہو گا یہ کہ بھڑکتی آگ میں بیٹھیں گے''۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مدار ایمان و مدار نجات و مدار قبولیت اعمال ہوئی یا نہیں' کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔ ملخصاً'' (تمہید ایمان :1-2)

یہی اعلیٰحضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَتُعَزِّرُوہُ وَتُوَقِّرُوہُ

یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے، خود ارشاد فرماتا ہے اس لئے کہ تم اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو، معلوم ہوا کہ دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے، جو ان کی تعظیم میں کلام کرے، اصل رسالت کو باطل وبیکار کیا چاہتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ'' (الکوکبۃ الشھابیہ:3)

اے عزیز! معلوم ہوا کہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہ کرے، وہ مسلمان نہیں کہ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدار ایمان ہے، اور جب تعظیم نہیں تو ایمان ہی نہیں تو ان لوگوں کا کیا انجام ہوگا، جو تعظیم سے اعراض کرکے ان کی شان میں گستاخی کریں، جن الفاظ کو اہانت اور دشنام کے لئے رائج مانیں العیاذ باللہ ان ہی الفاظ کو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خاکش بدہن معاذ اللہ جائز قرار دیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمان وہی ہے جو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو اپنا دین وایمان سمجھتا ہے اور ان کی شان میں اہانت ودشنام کو کفر جانتا ہے۔

لاڈلا کون ھے؟

جو کام آئے، اصل مقصود میں کام آئے، مدد ومعاون ہوجائے، وہی لاڈلا ہے۔

مسلمانو! دیکھو یہ محلِ عبرت ہے، قرآن کریم کی سورہ حجر میں ہے...... :

وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلاَئِکَۃِ إِنِّیْ خَالِقٌ بَشَراً مِّن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ☆فَإِذَا سَوَّیْتُہُ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِن رُّوحِیْ فَقَعُواْ لَہُ سَاجِدِیْنَ☆فَسَجَدَ الْمَلآئِکَۃُ کُلُّہُمْ أَجْمَعُونَ☆إِلاَّ إِبْلِیْسَ أَبَی أَن یَکُونَ مَعَ السَّاجِدِیْنَ (الحجر 28 تا 31)

''اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی (بشر) کو بنانے والا ہوں، بجتی مٹی سے جو بدبودار اور سیاہ گارے سے ہے تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کیلئے سجدے میں گر پڑنا تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے سوا ابلیس کے اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا''

نوٹ: اس سے ظاہر ہوگیا کہ ابلیس نے نافرمانی کی اور حکم نہ مانا مگر اللہ عزوجل نے باوجود نافرمانی کے نہ تو کوئی حکم لگایا اور نہ سزا دی بلکہ اس سے سجدہ نہ کرنیکی وجہ دریافت فرمائی جیسا کہ آتا ہے :

قَالَ یَا إِبْلِیْسُ مَا لَکَ أَلاَّ تَکُونَ مَعَ السَّاجِدِیْنَ☆قَالَ لَمْ أَکُن لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَہُ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ (الحجر 32 تا 33)

''فرمایا، اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنیوالوں سے الگ رہا، (ابلیس) بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے

بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بدبو دار گارے سے تھی۔“

نوٹ معلوم ہوا کہ ابلیس نے تعظیم کرنے سے انکار کیا اور آدم علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی تو حکم ہوا :

قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَإِنَّکَ رَجِيۡمٌ ☆ وَإِنَّ عَلَيۡکَ اللَّعۡنَةَ إِلَى يَوۡمِ الدِّيۡنِ (الحجر 34 تا 35)

”فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔“

نوٹ معلوم ہوا کہ ایک نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی یہ سزا دی گئی کہ جنت سے مردود کر کے نکالا گیا اور قیامت تک لعنت کا طوق گلے میں ڈال دیا گیا' یہ لوگ تو ابھی زمین پر ہی رینگ رہے ہیں اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس و اعلیٰ میں گستاخی کرتے نہیں شرماتے اور گالی دیتے ہوئے اللہ واحد قہار کا خوف نہیں رکھتے' ان کا انجام کیا ہوگا' و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اور سورہ ص پارہ 23 میں یوں ارشاد فرمایا گیا کہ شیطان بولا :

قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَأُغۡوِيَنَّهُمۡ أَجۡمَعِيۡنَ ☆ (ص : 82)

”بولا تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔“

ابلیس کا مقصود اصلی

معلوم ہوا کہ ابلیس کا مقصود اصلی انسانوں کو گمراہ کرنا ہے' چنانچہ وہ اللہ عزوجل کی جناب میں اس کی عزت کی قسم کے ساتھ موکد کر کے کہتا ہے کہ میں ضرور ان سب انسانوں کو گمراہ کر دوں گا۔ پس جو اس ابلیس کے کام آئے اور اس کا مددومعاون ہو جائے اور کیسا انیس و مددگار بن جائے کہ سینکڑوں مسلمانوں کے ایمان کو تباہ و برباد کر دیا اور کتنے مولویوں اور مفتیوں کو گمراہ اور بیدین کیا' ایسے عظیم شاہکار پر بھی وہ لاڈلا نہ ہوگا تو کون لاڈلا ہوگا' ایسے ہی لوگ تو لاڈلے ہوتے ہیں اس کے جس کے کام آئیں۔ مولوی اور مفتی جو قوم کے رہبر اور رہنما' ان کو گمراہ کر دینا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ حقیقۃً عظیم شاہکار ہے' ایسوں کو تو شیطان کہنا جائز ہے' ہم نے تو صرف ابلیس کا لاڈلا کہا ہے' شیطان نہ کہا' اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

”گمراہ بددین کو شیطان کہا جا سکتا ہے اور اسے بھی جو لوگوں میں فتنہ پردازی کرے۔ ادھر کی ادھر لگا کر فساد ڈلوائے' جو کسی کو گناہ کی ترغیب دے کر لے جائے وہ اس کا شیطان ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ شریف جلد پنجم 79)

مسلمانو! جو کسی مسلمان کو گناہ کی ترغیب دے کر لے جائے وہ اس کا شیطان کہلائے' پھر اس آدمی کا انجام کیا ہوگا اور نام کیا ہوگا' جو کسی مسلمان کو ورغلا کر گمراہ اور بے دین بنائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

نوٹ: اس سے قبل کی عبارت جو اسی کتاب کے صفحہ ۵۵، ۵۶ پر مذکور ہے اس کا دیانت سے مطالعہ فرمائیں وہ یہ ہے :

”چنانچہ تلاش بسیار کے بعد پروفیسر ریاض نامی پر چھاپہ مارا' اور اس غریب کے دین وایمان پر دن دھاڑے ڈاکہ ڈالا۔

اور اسکی متاع ایمان کو برباد کر دیا۔ مزید براں! متعدد مفتیوں اور مولویوں کو اس کا ممد و معاون بنا کر حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ایک کوہ پیکر بنا کر مسلمانوں پر مسلط کر دیا۔

عزیزو! ایک رفیق کے بچھڑنے کا کیا قلق ہوگا' وہ ریاض احمد بدایونی ایک نیک صالح مسلمان ہونے کے ساتھ مسلمانوں کا خیر خواہ اور گمراہی اور بیدینی سے بچانے والا' اپنی تقاریر میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والا تھا' اور فقیر محمد عبدالوہاب خاں القادری الرضوی غفرلہ کی ایک قوت کا مظاہر اور ساتھی' اس کی جدائی فقیر پر کیسی شاق ہوگی؟

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نہایت ادب و احترام کرنے والا جس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب انہوں نے اپنی ایک تقریر کی روانی میں غیر ارادی طور پر معاذ اللہ ''داماد رسول'' کہہ دیا پھر کچھ دن کے بعد حافظ ضیاء المصطفیٰ نے ان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تو کہا میں نے ایسا نہیں کہا' آپ کے سننے میں فرق آیا ہوگا' حافظ ضیاء المصطفیٰ نے ان کی تقریر کی کیسٹ ان کو سنا دی تو فوراً بلا تامل سب کے سامنے توبہ کر لی' جس کے جذبہ ایمان کی یہ کیفیت ہو اس کی جدائی کا مسلمانوں کو کیسا اور کتنا غم ہوگا' آج بھی ہماری اور دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل رجوع الی اللہ اور توبہ کی توفیق عطا فرمائے' بنا بریں! عالم علالت میں میری یہ تحریر ان لوگوں کی خیر خواہی پر مبنی ہے' اللہ عزوجل ہدایت دے۔''

(الحجۃ القاھرہ المعروف تجلیات امام احمد رضا رضی اللہ عنہ)

دین و دیانت

جعل	مزہ	جھوٹ	غذا	ہوگیا
ہائے	دیانت	تجھے	کیا	ہوگیا

فسبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون ۝ وسلٰم علی المرسلین ۝ والحمد للہ رب العٰلمین ۝

امابعد! یہی محمد میاں صاحب مجموعہ فتاویٰ پاک و بھارت لیکر میرے پاس شب میں آئے' ان ایام میں فقیر کی طبیعت سخت علیل تھی' فقیر نے ان سے عرض کیا کہ:

''ابھی میری طبیعت سخت خراب ہے' طبیعت ٹھیک ہونے پر دیکھوں گا اگر حق ہے تو سر جھکا دوں گا' اگر ناحق ہوا تو قلم اٹھا لوں گا۔''

اس کے بعد پھر ایک مرتبہ ان کا ٹیلیفون آیا اور مجھ سے جواب کا مطالبہ فرمایا' فقیر نے وہی عرض کیا:

''ابھی میں نے اس فائل کو دیکھا بھی نہیں' جب طبیعت کچھ ٹھیک ہوگی تو دیکھوں گا' اگر حق ہے تو سر جھکا دوں گا ورنہ قلم اٹھا لوں گا۔''

کچھ دن کے بعد بذات خود صبح کے وقت آئے اور مجھ سے جواب کے بارے میں استفسار کیا' فقیر نے وہی جواب دیا کہ :

''اگر حق پاؤں گا سر جھکاؤں گا اور ناحق ہوا تو قلم اٹھاؤں گا۔''

اس پر مجھ سے کہا کہ یہی جا کر کہہ دوں' میں نے عرض کیا کہ اور میں کس لئے کہہ رہا ہوں' یہی جا کر کہہ دو۔ پھر ایک مدت کے بعد جناب محمد یوسف صاحب آئے اور ناگپور اور ملتان کے فتوے بھی لائے اور مجھ سے طالب جواب ہوئے پس میں نے عرض کیا کہ :

''آپ میری حالت خود دیکھ رہے ہیں' میں کیسا سخت بیمار ہوں' جب طبیعت کچھ ٹھیک ہوگی تو دیکھوں گا' اگر حق پاؤں گا سر جھکاؤنگا ورنہ قلم اٹھاؤنگا۔''

حاصل کلام

نمبر......۱﴾ یہ کہ بارہا ہر دو' یعنی محمد میاں اور سید یوسف صاحب کی جانب سے مجموعہ فتاویٰ یعنی فتاویٰ پاک و ہند کی فائل فقیر کو دینے کے بعد جواب فتاویٰ کا مطالبہ تو ہوتا رہا' مگر یہ کبھی کسی طرف سے کوئی آواز نہ آئی کہ :

''آپ نے تو ہند خصوصاً بریلی کے فتویٰ کو حرف آخر مان لیا تھا' اب اس کو دیکھنے اور ناحق ہونے پر قلم اٹھانے کی بات کیوں کر رہے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ یہ ایک فریب دروغ بے فروغ تھا۔ جواب بعد از پشیمانی کوشش بسیار کے بعد عالم وجود میں لایا گیا۔

نمبر......۲﴾ سوال میں تو یہی گھڑا گیا کہ بریلی' مبارکپور اور مارہرہ شریف کا فیصلہ مطلوب ہے مگر اب مجموعہ فتاویٰ میں ناگپور' ملتان' لاہور' گجرانوالہ' میلسی وغیرہم کے فتاویٰ کس بنیاد پر منگائے گئے' اور ان کو اپنے مجموعہ فتاویٰ میں شامل کر کے فقیر کے پاس بھیجے گئے۔

نمبر......۳﴾ اگر پاکستانی فتاویٰ ہی پر مدار حق و باطل تھا تو اتنی طویل مدت کا انتظار کیوں کیا گیا' یہ فتاویٰ تو بعجلت تام 2002ء میں بھی آ سکتے تھے' پھر یہ 15 اگست 2003ء میں کیوں منگائے گئے' یا لجبر لائے گئے' کچھ تو ہے جس کی پاسداری ہے

اے اشک ڈوب مر تیری تاثیر دیکھ لی
الٹی ہنسی اڑی میری چشم پر آب کی

الغرض! پھر جب مجھ کو قدرے افاقہ ہوا تو میں نے فائل فتاویٰ کھول کر دیکھی تو اس میں نہ سائل کا نام' نہ استفتاء کا نشان' سخت حیرت ہوئی تو میں نے جواباً محدث کبیر کو لکھا :

ضیاء المصطفیٰ صاحب کی جناب میں چند معروضات

۱......﴾ مفتی صاحب! اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَـنُـوا إِن جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (الحجرات6)

''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بیجا نے ایذا نہ دے بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔'' (کنزالایمان)

کیا آپ نے اس ارشاد رب العٰلمین کے مطابق کوئی تحقیق فرمائی......!!!

۲......﴾ اگر آپ کہیں کہ سائل کے فاسق ہونے کی کیا دلیل ہے تو ہم عرض کریں گے کہ اس کے ثقہ ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

۳......﴾ اگر سائل نیک صالح تھا تو اس کا نام اور سوال کو کیوں پوشیدہ رکھا گیا؟

۴......﴾ فتویٰ حسب الارشاد تحریر فرمایا مگر نہ سوال کا نشان، نہ سائل کا نام، کچھ تو ہے جس کی راز داری ہے......!

(اتمام حجت المعروف جواب الفتاویٰ: 46-45)

جب یہ اعتراضات بصورت جبل شاہقہ بفضل رب العٰلمین نازل ہوا تو سوال نامہ گھڑ لیا مگر بمصداق، ع

یہ عطر خاک عطر ہے مٹی کا تیل ہے

سائل خفیہ کا نام دیکھیں اور نسبت اور کام دیکھیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

اللہ قادر و مختار ہے اسے کسی کی پرواہ نہیں، اس کے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعمل ما شئت کما تدین و تدان

سوال نامہ کا تقدس اور دیانت ملاحظہ ہو............

قول قائل

سوال نامہ میں لکھتے ہیں:

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا ہیں، صحابی رسول ہیں اور داماد رسول ہیں۔''

اس پر باران تقدس ملاحظہ ہو:

۱......﴾ لفظ داماد رسول پر مفتی عبدالوہاب خاں صاحب نے گرفت کی اور بصورت کتاب یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ:

''داماد و سسر لازم و ملزوم ہیں، لفظ داماد اور سسر یہ گالی کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور اس سے اہانت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور گستاخی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتی ہے، لہٰذا بطور تذکرہ بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا داماد کہنا کفر ہے، ایسا کہنے والا کافر، دائرہ اسلام سے خارج، واجب القتل ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔''

۲......﴾ دارالعلوم امجدیہ کے مفتی صاحبان بمعہ ناظم تعلیم تراب الحق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''ان کا مؤقف یہ ہے کہ بطور تذکرہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو داماد رسول کہنے میں

حرج نہیں اور جائز ہے' البتہ بے ادبی سے تخفیفاً کہنا کفر ہے"۔

۳......❁ پھر لکھتے ہیں :

" کچھ روز قبل راقم محمد میاں اور سید یوسف علی قادری برکاتی مارہروی صاحب مفتی عبدالوہاب صاحب کی خدمت میں گئے اور کہا' اگر آپ اجازت دیں تو یہ مسئلہ بریلی شریف یا مبارکپور یا مارہرہ شریف بھیج دیں۔ وہاں سے جو فیصلہ اس ضمن میں آئے گا' کیا آپ اسے قبول فرمائیں گے۔ مفتی عبدالوہاب صاحب نے نہایت خوش دلی سے اس بات کا اقرار فرمایا کہ وہ ہمارے اکابر ہیں' وہاں سے جو فیصلہ ہوگا میں اسے تسلیم کروں گا' خصوصی طور پر بریلی شریف سے جو فیصلہ حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ فرمائیں گے وہ میرے لئے حرف آخر ہوگا اور اپنی کتاب کے تین عدد نسخے عنایت فرمائے کہ ان تینوں مقامات پر بھجوا دیں اور فرمایا کہ میری کتاب کی جہاں سے بھی غلطی کی نشاندہی کی جائے گی' میں اس عبارت کو اپنی کتاب سے نکال دوں گا اور فوراً حق بات کی طرف رجوع کروں گا۔"

الجواب بعونه الملك الوهاب

منقولہ عبارت نمبر "1" کے جواہر پارے ملاحظہ فرمایئے :

پہلا......❁ لفظ داماد رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر مفتی عبدالوہاب خاں صاحب نے گرفت کی؟

دریافت طلب یہ امر ہے کہ جس مجلس میں یہ لفظ داماد رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہا گیا' وہاں عبدالوہاب تھا؟

دوسرا......❁ جب وہ اس مجلس میں موجود ہی نہ تھا تو گرفت کا الزام' دیانت ہے یا خیانت؟

تیسرا ......❁ کتاب مؤلفہ حقیر سے اس امر کا کوئی ثبوت ہے کہ کتاب بر بنائے قول جو مجلس میں کہا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا ہیں' صحابی رسول ہیں......الخ' کتاب میں اس کی نشاندہی فرمائیں؟ اگر نہ پائیں' اپنی خیانت پر شرمائیں۔

چوتھا......❁ فتویٰ حکم شرع جاری فرمانے کا نام ہے' کیا اس میں بذات خود کوئی حکم شرع لگانا ثابت ہے؟

دارالافتاء امجدیہ کا کردار ملاحظہ ہو

پانچواں ......❁ یہ بتلایئے کہ کیا دارالافتاء اور مفتیان دارالافتاء اور مولوی صاحبان گھر گھر جا کر حملہ کرتے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنیکی سعی پیہم کرتے ہیں۔ اگر کوئی مثال ہو تو پیش فرمایئے؟ پھر خواہی نخواہی فقیر کے غریب خانہ پر بمعہ کتب کثیرہ آنا اور گمراہ کرنیکی سعی ناحق کرنا یہ کونسی شریعت ہے؟ بساط مناظرہ (بحث) پر جب کسی کتاب سے کوئی ثبوت بہم نہ پہنچا سکے تو مجبور ہو کر صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب ایک جعلی عبارت کو منسوب کر کے پیش کیا' فقیر نے اس پر سکوت اختیار کیا اور گردن جھکا دی مگر جبکہ بعد میں اس عبارت صدر الشریعہ کو دیکھا تو تلاش بسیار کے باوجود کسی مکتبہ کے مطبوعہ نسخہ میں نہ پایا تو مجبور ہو کر قلم اٹھایا' یہ ایک علمی بحث تھی نہ کہ معاذ اللہ فتویٰ۔ جو کہ

بصورت خیر خواہی وجود میں آئی جو اسی کتاب کے صــ56 پر موجود ہے' وہ یہ ہے :

''مخفی نہ رہے کہ فقیر نے جو بھی عرض کیا بر بنائے عناد نہ کیا' بلکہ بر بنائے خیر خواہی اور ہمدردی تحریر کیا کہ ایک مدت مدید کی نیاز مندی اور مودت قلبی نے جوش مارا............الخ'' (نبی الانبیاء ﷺ:56)

آپ نے اس پہ الزام دیا' یہ خیانت ہے یا دیانت؟

چھٹا......یہ کہ :

''داما دوسر لازم وملزوم ہیں' لفظ داماد وسریہ گالی کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور اس سے اہانت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور گستاخی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتی ہے لہٰذا بطور تذکرہ بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا داماد کہنا کفر ہے' ایسا کہنے والا کافر' دائرہ اسلام سے خارج' واجب القتل ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔''

یہ عبارت اگر فقیر نے لکھی ہے تو میری کتاب میں دکھلا دیں' فقیر کوئی دولتمند وامیر نہیں' جو انعام کا اعلان کرے' ہاں اگر یہ لوگ یہ عبارت میری کتاب میں ثابت کریں تو بندہ حقیر بھری محفل میں توبہ کر لے گا اور معافی مانگ لے گا اور اگر نہ دکھا سکے تو فقیر نادار و کمزور کچھ کرنا تو کجا کہہ بھی نہیں سکتا' مگر اللہ واحد قہار ضرور پوچھ لے گا اور آپ کو بھرپور اس کا اجر دے گا اور یہ بتادے گا کہ یہ دیانت ہے یا خیانت......!

انوکھا قانون

کافر کہنے کا بہتان کس پر لگائیں' توبہ کس کے حضور کریں' فقیر کو نادار اور کمزور دیکھ کر کافر کہنے کا الزام لگایا اور توبہ اس نے جناب عرفان اللہ انصاری اور ضیاء المصطفیٰ کے حضور کی۔ یہ خیانت ہے یا دیانت!!! ؎

سامنے غیر کے تم فتنہ مجھے کہتے ہو
چھائی جاتی ہے کس پر یہ سراپا دیکھو

ســاتــواں......آپ اپنے دینی سربراہوں اور رہنماؤں کی خیر منائیں' دیکھو وہ کیا فرما رہے ہیں' یہ ہیں تمہارے مقتدائے مسلم المعروف محدث کبیر اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں :

''لغت وعرف میں یہ الفاظ (داماد وسسر) بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں۔ ہاں! اہانت ودشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے مگر اس میں استعمال کے لئے قرینہ ضروری ہے''۔

جس کا جائز ہونا پہلے ہی تحریر کر چکے۔ اس کا حاصل یہی ہے کہ قرینہ سے جتنی چاہو معاذ اللہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہانت کرتے رہو اور گالیاں دیتے رہو' یہی تمہارا دین و ایمان ہے۔

آٹھواں......**او چھاڑ پچھاڑ** دار العلوم امجدیہ کے مفتی صاحبان اور دار العلوم انوار قادریہ کے مولوی صاحبان بالاتفاق لکھتے ہیں :

''مذکورہ الفاظ (داماد وسسر) کا استعمال بلاشبہ جائز ہے' کفر نہیں البتہ استخفاف کی نیت یا مواقع پر استعمال کرنا کفر ہے''۔

(تحریر 13 رجب المرجب 1423ھ)

انجام دھینگا مشتی

یہ دارالعلوم امجدیہ کے مفتی کہتے ہیں کہ استخفاف کی نیت یعنی ہلکا جان کر کہنا کفر ہے' یعنی جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں یہ الفاظ ہلکا جان کر کہے گا وہ کافر ہے' اور محدث صاحب اس کو قرینہ سے صراحۃً اہانت کرنے اور گالیاں دینے کو بھی جائز لکھتے ہیں' یعنی جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں صراحۃً یہ الفاظ برا سمجھتے ہوئے کہے اور گالیاں دے وہ بھی مسلمان ہے ۔ اگر محدث صاحب کو حق پر مانئے تو دارالعلوم امجدیہ والے اور ان کے ساتھی کافر' کہ بربناء استخفاف (ہلکا جان کر) کہنا کفر ماننا گویا مسلمانوں کو کافر کہا تو یہ خود کافر ہو گئے کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

اور اگر امجدیہ والوں کو حق پر مانئے تو محدث صاحب پکے کافر' کٹر مرتد کہ جان بوجھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ان الفاظ کو جائز کہتے ہیں جو صراحۃً اہانت اور گالی پر محمول ہیں ۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ دونوں میں کون مسلمان اور کون کافر؟

نواں ...... حامی دین متین رہنمائے شریعت مبین صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

اولاً ......

''عقیدہ: مسلمان کو مسلمان' کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے''۔ (بہار شریعت حصہ اول: 46)

یعنی جو مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر نہ مانے' وہ مومن نہیں بلکہ کافر ہے۔

ثانیاً ...... پھر فرماتے ہیں :

''قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے' خاتمہ روز قیامت اور ظاہر پر مدار حکم شریعت ہے''۔

(بہار شریعت اول : 46 ؛ مکتبہ اسلامیہ 140 اردو بازار لاہور)

نوٹ : معلوم ہوا کہ حکم شریعت ظاہری کلمات پر ہے' نیت پر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا' جو الفاظ قائل کی زبان سے ظاہر ہوں گے اسی پر حکم شریعت جاری ہوگا۔

دسواں ...... **مرتد یعنی مسلمان کا کافر ہو جانا**

صدر شریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

''مرتد اگر ارتداد سے توبہ کرے اس کی توبہ مقبول ہے' مگر بعض مرتدین مثلاً کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا' اس کی توبہ مقبول نہیں''۔ (بہار شریعت نہم : 102؛ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور)

معلوم ہوا کہ جو کسی نبی (علیہ السلام) کی شان میں گستاخی کرے' اس کی توبہ مقبول نہیں تو جو نبی الانبیاء حبیب کبریا سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعٰلمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرے اس کی توبہ کیونکر مقبول ہوگی گویا اسکی توبہ ہرگز مقبول نہیں۔ یہ حکم شریعت جاری فرماتے ہیں صدر شریعہ علیہ الرحمۃ' کوئی کسی غیر کی جانب منسوب نہ کرے اور نہ کسی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اس کا اہل نہ ہو وہ اپنی زبان کھولے۔

گیارھواں ......﴾ گستاخی کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی نبی علیہ السلام کی شان میں کوئی ہلکا لفظ استعمال کرے وہ ان کی شان میں گستاخی ہے' جو آدمی انبیاء و مرسلین میں سے کسی کی شان اقدس میں کوئی لفظ ہلکا یا ادنیٰ استعمال کرے گا وہ بھی کافر و مرتد ہو جائیگا اور اسکی توبہ مقبول نہ ہوگی۔

بارھواں ......﴾ لفظ داماد وسسر کی توضیح کرتے ہوئے تمہارے محدث کبیر فرماتے ہیں :

''لغت و عرف میں یہ الفاظ بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں' ہاں! اہانت و دشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے۔''

اور ان الفاظ کو خاکش بدہن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے معاذ اللہ ان کا استعمال جائز لکھتے ہیں' چنانچہ صدر شریعہ علیہ الرحمہ کے حکم شریعت کے مطابق جو بھی اس لفظ کے استعمال کو جائز بتائیں وہ کافر و مرتد قرار پاتے ہیں اور ایسے مرتد کہ ان کی توبہ بھی مقبول نہیں' اگرچہ کوئی ان الفاظ کو استعمال کرنے میں ''بہ نیت استخفاف'' کا حیلہ تراشے' مگر الفاظ کی تشریح تو ان الفاظ میں سخت گستاخی اور شدید اہانت ثابت کرتی ہے' اور جو نیت کو بھی درمیان میں حارج نہیں کرتے اور اعلانیہ ان الفاظ کے استعمال کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے معاذ اللہ جائز قرار دیتے ہیں وہ بھی کافر و مرتد ہیں۔ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر اور ان کی توبہ بھی مقبول نہیں۔

تیرھواں ......﴾ اگر یہ لوگ بزعم خویش اس حکم شرع کو جو حضرت صدر شریعہ نے جاری فرمایا' نہیں مانتے اور بزور لسان یا قوت مال و متاع ان مرتدین کو مسلمان ہی مانتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ حضرت صدر شریعہ کو معاذ اللہ مسلمان نہیں سمجھتے' کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک اہانت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دشنام گوئی (گالی دینا) حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا شبہ اور بے کراہت جائز ہے' چنانچہ وہ لوگ کافر نہ تھے' صدر شریعہ نے ان کی تکفیر فرمائی اور مسلمان کو کافر کہہ کر یا تکفیر کر کے وہ خود معاذ اللہ کافر ہو گئے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ۔

خدا کی شان قہاری تو دیکھو
جیالوں کی وفاداری تو دیکھو

عبارت دوم :

''دار العلوم امجدیہ کے مفتی صاحبان کا مؤقف یہ ہے کہ بطور تذکرہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو داماد رسول کہنے میں حرج نہیں اور جائز ہے' البتہ بے ادبی سے تخفیفاً کہنا کفر ہے۔''

عبارت میں خیانت

اصل عبارت یہ ہے :

''لفظ ختن و داماد مصطفیٰ اور خسر کے استعمال پر یعنی یہ الفاظ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے استعمال کرنا'......مذکورہ الفاظ کا استعمال بلاشبہ جائز ہے کفر نہیں' البتہ استخفاف کی نیت یا مواقع پر استعمال کرنا کفر ہے۔ملخصاً''

(تحریر 13 رجب المرجب 1423ھ)

نہ تو اس میں بطور تذکرہ ہے نہ حرج نہیں بلکہ بلاشبہ جائز لکھا ہے' یہ دیانت ہے یا خیانت؟

سورج کا رخ بدلتے ہی خود بھی بدل گیا
کیسا فریب سایۂ دیوار دے گیا

مخفی نہ رہے کہ جھوٹ بولنا حرام ہے پھر دین مبین میں جھوٹ' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لعنة اللہ علی الکذبین

حضرت حجۃ الخلف بقیہ السلف افضل الافاضل مولٰنا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گناہ کے متعلق مسلمانوں کو ہدایت فرماتے ہیں :

''بعض علماء کے نزدیک فاسق کو بھی درست ہے کہ شراب گرادے اور چنگ و رباب توڑ دے اور ظالم کو ظلم سے روکے اس لئے ہر شخص پر دو بات واجب ہیں' ایک یہ کہ خود نہ کرے' دوسرے اوروں کو نہ کرنے دے۔'' (الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح: 30)

اور یہاں معاملہ ہی عجیب ہے' گناہ تو گناہ' حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں خود گستاخی کریں اور دوسروں کو گستاخی پر ابھاریں' بلکہ جائز کہہ کر جری و بیباک بنائیں' اب تو تمہارے محدث کبیر نے بھی لفظ سسرا ور داماد کو اہانت اور دشنام کیلئے رائج لکھ دیا اور مرکزی دارالافتاء بریلی کے فتویٰ میں بھی اقرار کیا کہ سسر و داماد میں ایک مفہوم گالی کا موجود ہے پھر داماد و سسر کہنا جائز کہتے اور اللہ قہار و جبار سے نہیں ڈرتے' اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

سوم......

''راقم محمد میاں قادری اور سید یوسف علی قادری مفتی عبدالوہاب صاحب کی خدمت میں گئے اور کہا کہ آپ اجازت دیں یہ مسئلہ بریلی شریف یا مبارکپور یا مارہرہ شریف بھیج دیں' وہاں سے جو فیصلہ اس ضمن میں آئیگا کیا آپ اسے قبول فرمائینگے' مفتی عبدالوہاب صاحب نے نہایت خوش دلی سے اس بات کا اقرار فرمایا......الخ۔''

اس عبارت پر سب سے پہلے یہ بات لازم آتی ہے کہ جب سید محمد میاں صاحب فتاویٰ کی فائل لیکر تشریف لائے' فقیر سخت علیل تھا' فقیر

نے فتاویٰ کی فائل لے کر عرض کیا کہ :

''میری طبیعت درست ہوجائے تو پڑھوں گا' اگر حق ہے تو سر جھکا دونگا اور اگر ناحق ہے تو قلم اٹھا لوں گا۔''

پھر کچھ مدت بعد محمد میاں صاحب کا فون آیا' اس پر بھی یہی عرض کیا کہ

''اگر حق ہے تو سر جھکا دونگا ورنہ قلم اٹھا لونگا۔''

پھر تیسری بار محمد میاں صاحب بذات خود غریب خانہ پر تشریف لائے اور فتاویٰ کے بارے میں ارشاد فرمایا فقیر نے عرض کیا کہ :

''آپ میری حالت اور علالت دیکھ رہے ہیں' جب میری طبیعت درست ہوگی تو دیکھوں گا اگر حق ہے تو سر جھکا دونگا اور ناحق ہوا تو قلم اٹھا لوں گا۔''

اس پر محمد میاں صاحب نے فرمایا یہی جا کر کہہ دوں میں نے عرض کیا ہاں! جا کر کہہ دو۔ معلوم ہوا کہ یہ بھیجے ہوئے تھے۔ پھر اس کے بعد ایک مرتبہ سید یوسف علی صاحب اور ان کے ہمراہ عامر علی نعت خواں بھی تھے' ناگپور اور ملتان کے فتاوے لیکر آئے اور مجھ سے جواب کے بارے میں ارشاد فرمایا' فقیر نے وہی جواب دیا کہ :

''اگر حق ہوگا سر جھکا دیں گے اور ناحق ہوا تو قلم اٹھا لیں گے۔''

ان حضرات میں سے کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ وہاں سے جو فیصلہ ہوگا میں اسے قبول کروں گا۔ معلوم ہوا کہ یہ ہے کذب صریح اور افترائے قبیح۔

ثانیاً﴾ مسئلہ کوئی جائز و ناجائز یا حرام و حلال کا نہ تھا بلکہ کفر و اسلام کا مسئلہ تھا' حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور دین و ایمان کا مسئلہ ہے اگر وہ تمہارے لئے تاج الشریعہ یعنی شریعت کے تاجدار اور ان کا تمہاری شریعت پر راج' تو ہم کو اس سے تو علاقہ نہیں۔ ہمارے لئے شریعت کے تاجدار تو نبی الانبیاء حبیب کبریا سید المرسلین خاتم النبین رحمۃ للعلمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں کہ اللہ مالک و معبود نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور ان ہی کو یہ زیبا ہے۔ اللہ ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے :

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (الحشر : 7)

''اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔''

معلوم ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تاجدارِ شریعت ہیں اور ان ہی کا راج ہے' ہم ان ہی کے بندے اور غلام ہیں۔

ثالثاً﴾ ہم حنفی ہیں' امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد' ہم ان کی تقلید صرف اعمال میں کرتے ہیں' عقائد میں ہرگز نہیں کرتے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر پر مدار ایمان ہے اس میں ہم کیونکر کسی غیر کی اقتدا کریں گے یا اس کا فیصلہ قابل قبول جانیں

گے جس کا فیصلہ اللہ حی وقیوم خود فرماتا ہے :

لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے' خود فرماتا ہے......اس لئے کہ تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ معلوم ہوا کہ دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا چاہتا ہے۔ والعیاذ باللہ (اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ' الکوکبۃ الشھابیہ: 3)

دین میں کیادی

لکھتے ہیں: ''یہ مسئلہ بریلی شریف یا مبارکپور مارہرہ شریف بھیج دیں وہاں سے جو فیصلہ اس ضمن میں آئے گا کیا آپ اسے قبول فرمائیں گے' مفتی عبدالوہاب صاحب نے نہایت خوش دلی سے اس بات کا اقرار فرمایا کہ وہ ہمارے اکابر ہیں' وہاں سے جو فیصلہ ہوگا میں اسے تسلیم کروں گا' خصوصی طور پر بریلی شریف سے جو فیصلہ حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ فرمائیں گے وہ میرے لئے حرف آخر ہوگا...... ملخصاً۔'' (من گھڑت سوال نامہ)

جواب

جب ہم عقائد کے مسائل میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی نہیں کرتے' حکم نہیں مانتے' صرف فروعی مسائل شرعیہ میں ان کی پیروی کرتے ہیں تو یہ مبارکپوری اور بریلی والے اختر میاں وغیرہ کس گنتی میں ہیں؟ تم ان کو نبی ورسول مانا کرو العیاذ باللہ تعالیٰ ہمارے نزدیک اب تو یہ مسلمان بھی نہ رہے چہ جائیکہ معاذاللہ..........!

ہم ان کی بات وہ بھی ضروریات دین مسائل عقائد میں حاشا کلا۔ ہرگز قابل قبول نہیں ہے' تمہارے لئے یہ نبی ورسول ہیں ہمارے لئے ہرگز نہیں۔

اب فیصلہ اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ ہمارا دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے اور ان لوگوں کا دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معاذ اللہ اہانت اور دشنام کا نام ہے' از خود گستاخی کریں اور اسی پر مصر رہیں اور دوسروں کو گستاخی کرنے پر

ابھاریں' بلکہ بلاشبہ اور بے کراہت جائز بتا کر مسلمانوں کو معاذ اللہ گستاخی سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جری وبیباک بنائیں ؎

اہل نظر سمجھتے ہیں جیسا یہ باغ ہے
ہر پھول پر اداسی ہے ہر پھل میں داغ ہے

رابعاً ﴾ آپ نے فقیر کی کتاب کے تین عدد نسخے ارسال فرمائے' اس پر کونسی اصلاح عمل میں آئی۔ اب تک اس کا راز نہ کھلا نیز یہ بتلایئے کہ کتاب میں کتنی عبارات ایسی ہیں جن پر کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے یا اشکال لازم آتا ہے' اگر ہے تو پیش فرمائیں کیونکہ آپ کا سوال نامہ 8 ربیع الاول 1424ھ کو معرض وجود میں آیا جس کو اب دس ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے' آپ نے ابھی تک نہ تو کسی اعتراض کی نشاندہی فرمائی اور نہ کوئی اشکال پیش فرمایا اور نہ کسی عبارت کے نکال دینے کا مطالبہ کیا۔ **ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین**

خامساً ﴾ فقیر کی کتاب پر لب کشائی یا خامہ فرسائی کا ابھی تک کوئی نشان نہیں ملتا' البتہ فقیر نے دو عدد خطوط آپ کے تاج الشریعہ کی خدمت میں ارسال کئے' پہلا خط جو چند سطروں پر مشتمل تھا وہ 12 نومبر 2003ء کو تحریر کیا گیا اور دوسرا خط 19 جنوری 2004ء کو آپ کے تاج الشریعہ کی خدمت میں باریابی سے مشرف ہو چکا ہے' جنوری 2004 تا اواخر فروری 2005 ہو رہا ہے' ابھی تک کسی کا کوئی جواب بروئے صواب عالم وجود میں نہ آیا اور آپ کے تاج الشریعہ کراچی تشریف لائے اور خاموشی سے واپس تشریف لے گئے' اس مسئلہ پر کوئی کلام تو کجا سخن بھی نہ فرمایا' اور ابھی حال ہی میں دوبارہ پھر کراچی تشریف لائے اور ساتھ میں محدث کبیر صاحب بھی تشریف لائے اور خاموشی سے گزر گئے' تو جواب کی کیا امید کی جاسکتی ہے ؎

آنکھیں اگر ہیں بند تو دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا آفتاب کا

"چیلنج"

اے سلطانی وفادارو!

بحمدہٖ فقیر نے تمہارے سارے فتووں کا جواب لکھ دیا' اب تم اپنے تمام حمایتیوں کو بلالو' اگر چہ وہ ہند میں ہوں یا پاکستان میں' اگر وہ نہ آسکیں تو ہمارا ''جواب الفتاوی'' ہی لے کر سب کے پاس ایک ایک نسخہ بھیج دو اور ان سے کہو کہ :

''سب مل کر اس کا جواب لکھ دیں اور یہ ثابت کریں کہ جو الفاظ اہانت اور دشنام کے لئے رائج ہیں ان کا حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے استعمال کرنا معاذ اللہ بے کراہت جائز ہے۔''

هَاتُوا بُرۡهَانَكُمۡ إِن كُنتُمۡ صَادِقِينَ

باب الثانی ' تذکرۃ الاحادیث

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

طلب فتویٰ میں استفتاء کی نیرنگی اور تقریر لانڈھی کی گوناگونی

1...... ۲۸ دسمبر ۲۰۰۲ء بروز ہفتہ جلسہ ولادت اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ بمقام لانڈھی میں ایک مولوی صاحب اثنائے تقریر فرماتے ہیں :

''ایک مقرر نے اپنے جلسہ میں یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت بتاتے ہوئے یا حضرت علی کی سیرت بیان کرتے ہوئے' شیر خدا ہیں' صحابی رسول ہیں' اور داماد رسول ہیں جب یہ لفظ کہا گیا کہ کسی نے فتویٰ داغ دیا کہ حضرت علی یا حضرت عثمان کو داماد رسول کہنا کفر ہے' یعنی ایسا کہنے والا آدمی مرتد اور کافر بے ایمان ہوجائیگا کہ واجب القتل ہے اور اسکی توبہ بھی مقبول نہیں ہوگی۔'' (تقریری کیسٹ)

تبصرہ

الف...... بیان فرماتے ہیں کہ :

''نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت بتاتے ہوئے یا حضرت علی کی سیرت بتاتے ہوئے......الخ۔''

ب...... ان دونوں متضاد بیان میں کونسی بات سچی ہے اور کونسی جھوٹی کہ دونوں متضاد قول حق وصحیح نہیں ہوسکتے اس سے کذب ظاہر۔

ج...... ''جب یہ لفظ کہا گیا کہ کسی نے فتویٰ داغ دیا۔'' اس امر کی صداقت کیلئے اول فتویٰ داغنے والے کی جلسہ میں حاضری' دوم اس کا نام جس نے فتویٰ داغا۔

د...... فتویٰ داغ دینے والے کی جلسہ میں حاضری کا ثبوت؟ اور اس پر شہادت صالح۔

ھ...... فتویٰ داغ دینے والے کا یہ فتویٰ یا قول کہ :

''حضرت علی اور حضرت عثمان کو داماد رسول کہنا کفر ہے' ایسا کہنے والا مرتد کافر واجب القتل ہے۔''

اس کا ثبوت درکار۔

2...... سوال نامہ دوم میں فرماتے ہیں :

''عبدالوہاب صاحب کا کہنا یہ ہے کہ کسی کو ختن رسول کہنا ہی کفر سے خالی نہیں۔''

اس قول کی دلیل وثبوت درکار ہے۔ اگر اس بہتان لئیم اقوال قبیح کا ثبوت فراہم نہ کرسکیں تو یقیناً یہ کذب صریح اور افترائے قبیح ہے۔

اقول...... انشاءاللہ العزیز قیامت تک ثبوت پیش نہ کرسکیں گے۔

3...... **سوال نامہ سوم**: محمد میاں صاحب اور سید یوسف علی صاحب فرماتے ہیں کہ

''ہمارے شہر کراچی پاکستان میں گذشتہ کئی مہینوں سے یہ مسئلہ متنازع بنا ہوا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی شخص ان کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہوئے یہ کہے کہ :

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا ہیں صحابی رسول ہیں اور داماد رسول ہیں۔''

مفتی عبدالوہاب خاں صاحب نے اس پر گرفت کی اور بصورت کتاب یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ داماد وسسر لازم وملزوم ہیں لفظ داماد اور سسر یہ گالی کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے' اور اس سے اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے' لہٰذا بطور تذکرہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد کہنا کفر ہے' ایسا کہنے والا کافر دائرہ اسلام سے خارج واجب القتل ہے اسکی توبہ بھی مقبول نہیں۔''

ⓘ نوٹ ......یہ فتویٰ اگر فقیر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے تو ثبوت اور کتاب کی عبارت پیش کیجئے؟ ورنہ بہتان قبیح سے توبہ کیجئے۔

ⓘ دوم ......اگر یہ عبارت منقولہ پیش نہ کرسکے تو اس دروغ بے فروغ کا ذمہ دار کون ہے؟

ⓘ سوم ......کیا عقائد اسلام میں آپ کیلئے کذب بیانی اور افترا پردازی شرط ایمان ہے؟

ⓘ چہارم...... دریافت طلب یہ امر ہے کہ جلسہ میں مولوی صاحب کا تقریری بیان' دوم تحریری سوال' سوم ان حضرات محمد میاں اور یوسف صاحب کے بیانات جو مختلف اور ایک دوسرے سے مخالف ہیں تو سوال لازم آتا ہے کہ آپ لوگوں کا یہ کردار سیاسی ہے؟ اگر سیاسی ہے تو فقیر کو اس سے کیا غرض' اور اگر ایمانی اور ایقانی ہے تو کیا آپ لوگوں کے ایمان میں کذب وافتراء فرض ہے یا شرط؟ جواب باصواب عطا فرمایئے اور اپنے دین وایمان کی تعریف بیان کیجئے۔

دیانت یا خیانت

لکھتے ہیں کہ :

''عبدالوہاب کا کہنا یہ ہے کہ کسی کو ختن رسول کہنا ہی کفر سے خالی نہیں۔''

ملاحظہ فرمایئے بخاری شریف کتاب الوصایا کی ایک حدیث

حدثنا ابراھیم بن الحارث حدثنا یحییٰ بن ابی بکر حدثنا زبیر بن معاویہ الجعفی حدثنا ابو اسحاق عن عمہ وبن الحارث ختن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخی جویرہ بن الحارث قال ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ درھما......الخ

تبصرہ

حدیث پاک اور عبارت خاص میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں۔

❶......مسئلہ داماد و سسر پر یہ شوروغوغا کیا' اور صاف لکھ دیا کہ یہ الفاظ داماد و سسر بلا شبہ جائز ہیں' اور یہاں یہ لکھنا کہ ختن رسول ہی کہنا کفر سے خالی نہیں ہے' کوئی ثبوت عبارت کا ہرگز نہ لا سکیں گے۔

❷......کلمات حدیث پاک میں یحییٰ بن بکیر ہے اور یہاں یہ یحییٰ بن ابو بکر لکھتے ہیں' ان کے نزدیک بکیر اور ابوبکر میں کوئی بھی فرق نہیں۔ یہ حدیث شریف میں خیانت و تحریف ہے یا نہیں؟ آگے ملاحظہ ہو۔

❸......حدیث میں ہے جویریة بنت الحارث اس کے بجائے یہ لکھتے ہیں اخی جویرہ بن الحارث ان کے نزدیک ابن و بنت سب برابر ہیں۔

❹......ختن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی مراد داماد ہے کہ اس مسئلہ کی بنیاد ہی داماد رسول (معاذ اللہ) پر ہے۔

❺......حدیث پاک میں حضرت جویریة بنت الحارث جو ازواج مطہرات سے ہیں عمرو بن الحارث ان کے بھائی ہیں کہ کلمہ صاف اخی جویریة بنت الحارث۔

❻......عمرو بن الحارث کو عمہ و بن الحارث لکھا' یہ ہے صداقت اور دیانت کی ایک ادنیٰ سی مثال۔

یہ ختن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو داماد سمجھ کر پیش کر رہے ہیں حالانکہ اس کا معنی یہ ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برادر نسبتی یعنی حضرت جویریہ کے بھائی ہیں۔ یہ ہے افترائے دین متین کو لازم؟

حدیث نمبر 2...... مجوزین کا دعویٰ ہے کہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول میں ایک مسئلہ پر گفتگو فرماتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا داماد لکھا (جس کی عبارت یہ ہے) کہ :

”فاطمہ زہرا باشد رضی اللہ تعالیٰ عنہا واین از کمال حیا و ادب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ست و تنبہ برانکہ داماد را ذکر حکایت شہوت وانچہ متعلق ست بمباشرت زنان نزد اصہار (مناسب) نباشد۔“

نوٹ مسلمانو! تامل کیجئے کہ اسلام کا ابتدائی دور ہے احکام شریعت معلوم کرنے کی سخت حاجت' اس پر بھی مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو شرم آئے! مگر آج کا آدمی اسے سرعام بیان کرتے نہ شرمائے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

پھر معاملہ بھی کس کا سیدہ خاتون جنت کا۔ نعوذ باللہ من ذالک اور یہ ظالم کس دیدہ دلیری سے اسے عوام میں پیش کر رہا ہے' غیرت ایمانی تقاضا نہیں کرتی کہ اس پر مزید کلام کیا جائے۔

حدیث نمبر 3...... ﴾ یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ محقق' حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی داماد کہتے ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ' پھر کلمہ ختنین ہی مخصوص کیوں؟

دوم: اہلسنت کی علامت تفصیل شیخین وحب الختنین پر کیوں موقوف ہے؟

سوم: اس امر میں سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی کیوں شیخین میں شمار کیا جاتا ہے' دیگر ازواج مطہرات کے والدوں کا نام کیوں نہیں آتا؟ جبکہ تمہارے نزدیک بی بی کا باپ شوہر کا سسر ہوتا ہے تو اس سے قطع نظر کر کے دیگر ازواج مطہرات کے والدوں کو اس نسبت سے شیخین میں شمار کیوں نہیں کیا گیا؟ کیا دیگر ازواج مطہرات کے والدوں کو یہ نسبت حاصل نہ تھی؟ کہ سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی شیخین کا لقب عطا فرمایا گیا۔

چہارم: اور ختنین میں صرف سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہی کو کیوں مخصوص کیا جاتا ہے؟ جبکہ تمہارے نزدیک معاذ اللہ داماد کی نسبت سے ابو العاص بھی شامل اور اس کے علاوہ عتبہ اور عتیبہ بھی داخل جو ابولہب کے بیٹے تھے ان کا شمار کیوں نہیں کیا جاتا۔

پنجم: اگر تم کہتے ہو کہ عتبہ اور عتیبہ مشرک تھے تو ہم عرض کریں گے کہ حضرت ابو العاص بھی تو اس علت میں گرفتار تھے ۷ھ میں ایمان لائے ان کو بھی تو داماد ہی کہا ہے۔

نوٹ: یہ واقعات قرون اولیٰ کے ہیں' کہ ابتدائی دور کے ہیں' جبکہ احکام الٰہیہ جاری ہو رہے تھے' قرآن کریم مکمل نہ ہوا تھا' پس جو احکام جاری ہوئے' ان پر قدغن ہوتی رہی اور جن کے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا' اس پر عمل ہوتا رہا۔ مومن کیلئے حکم سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تابعداری منظور ہے۔

ششم: معلوم ہوا کہ شیخین اور ختنین یہ اعزازی کلمات اور موجب رفع درجات ہیں اس میں غیر کا حصہ ہی نہیں کہ شیخین وختنین دونوں تثنیہ کے صیغے ہیں جو کہ دو حضرات پر صادق آتے ہیں۔ تیسرا کوئی بھی اس میں داخل نہیں پھر اگر اس سے مراد معاذ اللہ داماد ہی ہوتا تو ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرھما کو شامل کیجئے تو تثنیہ کا کلیہ ٹوٹ جائیگا اور کلام عبث وغلط ٹھہرے گا۔

حدیث نمبر۴...... ﴾ کہتے ہیں کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے عنوان سے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''حضرت رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنھا) اس مرض میں وفات پا گئیں عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بہت روئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! کیوں روتے ہو عرض کیا میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی دامادی سے محروم ہو گیا۔''

تبصرہ

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ۲ھ میں غزوہ بدر کے موقع پر ہوا۔ اسلام کا ابتدائی دور تھا' احکام شریعت جاری شدہ پر عمل تھا جو احکام نازل نہ ہوئے' وہ مسلمانوں یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان میں رواج نہ پائے چنانچہ بتدریج احکام آتے رہے اور اس پر عمل ہوتا رہا' وہ وقت بھی تھا کہ مسلمان شراب پیا کرتے تھے جب ان کو ہدایت فرمائی گئی۔

لاَ تَقْرَبُوا الصَّلاَةَ وَأَنتُمْ سُكَارَى حَتَّىَ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ (سورة النساء : 43)

''اے ایمان والو نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔''

معلوم ہوا کہ پہلے شراب کے نشہ میں نماز ادا کرنے کی ممانعت فرمائی گئی' چنانچہ اس پر عمل ہوتا رہا پھر جب شراب کی حرمت کا حکم دیا گیا تو اس کا استعمال کرنا ترک کردیا گیا' تو کیا ہے کوئی مسلمان جو قرآن حدیث سے اسکا ثبوت لاکر شراب کو حلال قرار دیگا؟

حدیث نمبر ۵......﴾ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول نقل کرنا کہ :

''مجھ کو علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نہ کسی قسم کی کدورت پہلے تھی' اور نہ اب ہے' ہاں ساس وداماد دیور بھاوج میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے' اس سے مجھے انکار نہیں......حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد فرمایا لوگوں حضرت عائشہ سچ کہہ رہی ہیں خدا کی قسم مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے بہرحال کچھ ہو یہ دنیا وآخرت میں ہمارے نبی کی زوجہ ہیں اور ام المومنین ہیں۔''

تبصرہ

مسئلہ تو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے اس پر اس حکایت کو دلیل لانا کونسی دانشمندی ہے' وہ تو خاتم النبیین ورحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں ان سے کسی کو مطابقت دینا اور ہمسری چاہنا کونسی شریعت میں ہے؟

علاوہ ازیں سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بطور تواضع تمثیلاً بیان فرمایا نہ کہ حقیقۃً داماد وساس فرمایا اگر یہی تھا تو دیور بھاوج کس کو بتایا اس سے کس پر تطبیق دیں گے۔ هَاتُواْ بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِيْنَ

نیز' سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول پڑھیں یہ امر پوشیدہ نہ رہے گا کہ ساس وداماد تمثیلاً فرمایا' اگر کسی کی فہم ناقص میں سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول نہ آئے تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا قول ہی سمجھ لینا چاہئے کہ آپ فرماتے ہیں :

''یہ دنیا وآخرت میں ہمارے نبی کی زوجہ ہیں اور ام المومنین ہیں۔''

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین ہیں۔

نوٹ اس سے یہ کب لازم آیا کہ جو وہ فرمائیں وہ ہم بھی کہیں' یا جو حدیث شریف میں آیا وہ ہم بھی کریں' احادیث کریمہ میں بہت سے

امور ایسے ہیں جن کو قرآن وحدیث کے سوا کہیں بیان نہیں کیا جاسکتا' مثلاً حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ابتلاء اور آزمائش کے واقعات اور سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے افک کا واقعہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مشاجرات کے واقعات وغیرہم حدیث کے سوا بیان کرنا ممنوع ہیں' یہ محاکات اسی قبیل سے ہیں۔

اس سے یہ کب لازم آیا کہ جو حدیث پاک میں آیا تھا ہم بھی کریں گے' جیسا کہ مسلمان اپنی لڑکیوں کو مشرکین کے عقد میں دیدیتے تھے' کیا یہ لوگ بھی اپنی بیٹی کو کسی مشرک کے حوالہ کریں گے' علاوہ ازیں مسلمان اپنے نکاح میں دو بہنوں کو جمع کر لیتے تھے' کیا یہ لوگ بھی ایسا کریں گے ان احادیث شریفہ ہی پر کیا موقوف اس قبیل سے بکثرت احادیث' منکرین حدیث نے جمع کیں اور ان پر معاذ اللہ طعن کیا اور منکرین حدیث بن گئے' اگر تحقیق مطلوب ہو تو غلام جیلانی برق کی کتابیں ہی دیکھ لیجئے' فقیر نے اس کی تین کتب ا' دو قرآن' ۲' دو اسلام' ۳' جہان نو' کا مطالعہ کیا' آپ بھی ملاحظہ فرمائیں' اور غور کریں کہ احادیث پاک پر کتنا طعن کیا ہے؟ اگر حدیث کا سن لینا یا کسی کتاب میں پڑھ لینا کفایت کرتا تو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کیوں ارشاد فرماتے :

نضر اللہ عبدا سمع مقالتی محفظھا ورعاھا واداھا

''اللہ اس بندے کو سرسبز رکھے جس نے میری حدیث سن کر یاد کی اور دل میں رکھی اور ٹھیک ٹھیک اوروں کو پہنچادی۔''

''قرب حاصل فقہ غیر فقیہ کہ بہتیروں کو حدیث یاد ہوتی ہے' مگر فہم وفقہ کی لیاقت نہیں رکھتے ورب حامل فقه الی من هو الفقه منه اور بہتیرے اگرچہ لیاقت رکھتے ہیں پر دوسرے ان سے زیادہ فہیم وفقیہ ہوتے ہیں۔''

اخرجه الشافعی واحمد والدارمی وابو دائود والترمزی وصححه ابن ماجة والضیاو البیهقی فی المدخل عن زید بن ثابت والدارمی عن جبیر بن مطعم و نحوه احمد والترمزی وابن جبان باسناد صحیح عن ابن مسعود والدارمی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنهم

اگر مجرد حدیث پر اطلاع کافی ہوتی تو ہزاروں لاکھوں محدثین گزرے سب مجتہد ہوتے' حالانکہ ان میں اکثر مقلدین تھے' حتیٰ کہ امام تاج الدین سبکی نے رئیس المحدثین امام بخاری کو بھی شافعیہ میں گنا امام سلیمٰن اعمش کہ تمام اصحاب صحاح ستہ وغیرھم محدثین کے اساتذہ میں ہیں' حدیث میں ان کا پایہ جتنا بلند تھا' محتاج بیان نہیں باوصف اس کے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کرتے تھے :

''ہم عطار ہیں اور تم طبیب یعنی ہمیں حدیثیں حفظ ہیں مگر ان کے استدلال کا طریقہ تم جانتے ہو جیسے عطار کے پاس دوائیں ہوتی ہیں اور ان کے استعمال کا طریقہ طبیب جانتا ہے۔''

پس جس نے مجرد حدیث پڑھ کر اس کے ظاہری معنی پر اکتفا کیا اور اسی پر عمل کیا وہ خود گمراہ ہوا' اور دوسروں کو گمراہ کیا چنانچہ امام اجل سفیٰن بن عینیہ کہ امام شافعی وامام احمد کے استاذ اور امام بخاری وامام مسلم کے استاذ الاستاذ اور اجلہ علمائے محدثین وفقہائے مجتہدین وتبع تابعین سے ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ارشاد فرماتے ہیں :

الحدیث مضلة الا الفقهاء

''حدیث سخت گمراہ کرنیوالی ہے مگر مجتہدوں کو۔''

حاصل اس کا یہ ہے کہ حدیث کو مجتہد ہی سمجھتا ہے محدث حدیث کو نہیں سمجھتا علامہ ابن الحاج مکی مدخل میں فرماتے ہیں:

یرید ان غیرھم قد یحمل الشی علی ظاهر و له تاویل من حدیث غیره او دلیل یخفی علیه او متروک اوجب ترکه غیر شئی ممالا لقومیه الامن استحیر و تفقه

''امام سفیٰن کی مراد یہ ہے کہ غیر مجتہد کبھی ظاہر حدیث سے جو معنی سمجھتے ہیں ان پر جم جاتے ہیں حالانکہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں مراد کچھ اور ہے یا وہاں کوئی اور دلیل ہے جس پر اس شخص کو اطلاع نہیں یا چند اسباب ایسے ہیں جن کی وجہ سے اس پر عمل نہ کیا جائیگا ان باتوں پر قدرت نہیں پا۔ مگر وہ جو دریائے علم ہوا اور منصب اجتہاد تک پہنچا، امام اجل خاتم الحفاظ ابوالفضل جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ العزیز کا قصہ کسے معلوم نہیں کہ اس منصب کا دعویٰ فرما کر علمائے مصر کے دس سوالوں جو متعلق منصب ترجیح کا بھی جواب نہ دے سکے۔'' (ملخصاً صمصام الحدید)

اس سے ظاہر ہے کہ امام اجل ابوالفضل جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوصف دعویٰ منصب ترجیح کا ثبوت بھی نہ دے سکے تو وہ منصب اصحاب تمیز پر ضرور فائز تھے، پھر اس کے اوپر منصب اصحاب ترجیح ہے۔ اور اس کے اوپر منصب اصحاب تخریج، پھر اس کے اوپر منصب مجتہد فی المسائل اور اس کے اوپر منصب مجتہد فی المذہب ہے پھر اس کے اوپر منصب مجتہد فی الشرع جیسے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ایسے جلیل الشان ائمہ دین متین کے متعلق امام المحدثین امام عامر شعبی جنھوں نے پانچ سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو پایا، بکثرت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاگرد اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:

''ہم لوگ فقیہ مجتہد نہیں ہم نے تو حدیثیں سن کر فقیہوں کے آگے روایت کردیں جو ان پر مطلع ہوکر کارروائی کریں گے۔''

(ملخصاً تذکرۃ الحفاظ)

معلوم ہوا کہ حدیث شریف کو مجتہد ہی سمجھتے ہیں اور ان سے احکام اخذ کرتے اور ان کو ان کے محل پر استعمال کرتے ہیں اقوال ائمہ مجتہدین کی تشریح و توضیح ماہرین علماء اور مشائخ فتویٰ کرتے ہیں، اور ان کی توضیح و تشریح علماء دین کرتے ہیں اور انکی توضیح کلام پر عامۃ المسلمین عمل کرتے ہیں، جس نے اس سلسلہ کو کہیں سے توڑا وہ اندھا ہوا چاہ عمیق میں گرا، امام سفیٰن کا ارشاد کہ ''حدیث غیر مجتہد کو گمراہ کرتی ہے''، جیسے قرآن کریم کہ عین ہدایت ہے اور بہتیروں کو گمراہ کرنیوالا، کما قال تعالیٰ

يُضِلُّ بِهِ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهِ كَثِيْرًا (البقرہ : 26)

''اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے۔''

چنانچہ امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان شریعت الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

''اگر بالفرض اہل زمانہ تجاوز کر جائیں اپنے اوپر والوں سے طرف زمانے کے کہ وہ ان سے پہلے ہو تو ان کا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنا منقطع ہو جائیگا اور وہ مشکل کو واضح کرنے اور مجمل کی تفصیل کی راہ نہ پائیں، غور کر اے بھائی اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن کے اجمال کی اپنی شریعت سے تفصیل نہ فرماتے تو قرآن اپنے اجمال پر باقی رہتا جیسا کہ تحقیق اگر ائمہ مجتہدین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے اجمال کی تفصیل نہ کرتے تو سنت اپنے اجمال پر باقی رہتی اور ایسے ہی ہمارے اس زمانے تک۔''

نیز میزان شریعت الکبریٰ میں یہ بھی فرماتے ہیں:

''جیسا کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی سنت کے ساتھ قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل کی ہے اور ایسے ہی ائمہ مجتہدین نے ہمارے لئے احادیث شریعت کے اجمال کا بیان فرمایا ہے، اور بالفرض انکا بیان نہ ہوتا تو شریعت اپنے اجمال پر باقی رہتی اور یہی بات ہر اہل دور کی بہ نسبت اپنے پہلے دور والوں کی قیامت تک ہے اس لئے کہ اجمال علماء امت کے کلام میں قیامت تک جاری رہتا، اگر ایسا نہ ہو تو کتابوں کی شرحیں اور شرحوں پر حواشی نہ لکھے جاتے جیسا کہ گزر چکا۔'' (افادات رضویہ)

جس مسلمان نے اس سلسلہ کو مضبوطی سے پکڑا اسکا ایمان سلامت رہا، اسی نے قعر ہلاکت سے نجات پائی اور محفوظ رہا۔ **فالحمد للہ رب العلمین**

ہمارے واسطے سلامتی کی راہ یہی ہے کہ ہم اپنے اکابر علمائے اسلام و فضلائے اعلام کے دامن سے وابستہ رہیں، اور اپنے مسائل دینیہ اور احکام شرعیہ کے واسطے فقہائے کاملین و علمائے راسخین و ماہرین فتاویٰ اور معروف عارفین صاحب تقویٰ کی جانب رجوع لائیں اور اپنی مشکل کشائی چاہیں، بحمدہ تعالیٰ مامون و محفوظ رہیں گے، اگر ان میں سے کسی کے دامن کرم کو چھوڑا اور ان میں کسی سے بھی منہ موڑا اور ان سے اوپر کی جانب جست لگائی وہ قعر ہلاکت میں گرا اور ہلاک ہوا۔

سلامتی کی راہ

مسلمانو! دین و ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو اپنے اکابر کا دامن مضبوطی سے پکڑ لو تمرد اور خود رائی اور خود نمائی اور خود سرائی سے بچو کہ یہ ہلاکت کے اسباب میں ہیں اپنے بزرگوں، معظمان دین متین سے نیازمندی اور عقیدت رکھو اور ان ہی کو اپنی مشکل کشائی کا ذریعہ سمجھو۔

احادیث مبارکہ قرآن مجید کی روشنی میں

واقعات کی رنگینی اور حادثات کی گونا گوئی کا اجمال قرآن میں ملاحظہ ہو۔

1...... ابتداء اسلام میں مسلمانوں کا مشرکین سے رشتہ تزویج یعنی عقد و نکاح کی رسم جاری تھی مسلمان اپنی بیٹیاں مشرکین کے عقد میں دیتے اور ان کی لڑکیاں اپنے عقد میں لیتے جب تک اس امر کی ممانعت نہ فرمائی گئی یہ رسم جاری اور ساری رہی مگر اللہ عزوجل نے اس عقد

مشرکین کی ممانعت میں حکم نازل فرمایا' کما قال تعالیٰ :

وَلاَ تَنكِحُواْ الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ وَلأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلاَ تُنكِحُواْ الْمُشِرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُواْ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُوْلَـئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللّهُ يَدْعُوَ إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (البقرہ: 221)

''شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے اگر چہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگر چہ وہ تمہیں بھاتا ہو' وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے' اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کیلئے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔'' (ترجمہ کنزالایمان شریف)

حدیث شریف میں ان امور کی تفصیل مذکور تو کیا کوئی مسلمان حدیث شریف کو دلیل بنا کر مشرکین سے رشتہ از دواج کا تقاضا کریگا یا اس امر کو جائز اور حلال بتائے گا؟

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ابتدائی دور اسلام میں اپنے باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح کر لیتے اور اپنے نکاح میں دو بہنوں کو جمع کر لیتے حدیث شریف میں ان امور کا مذکور موجود' اللہ عزوجل نے اس امر کی ممانعت فرمادی' پھر یہ امور حرام ہوگئے کما قال تعالیٰ :

وَلاَ تَنكِحُواْ مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاء إِلاَّ مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ......الخ (النساء : 22)

''اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو' مگر جو ہو گزرا' وہ بے شک بے حیائی اور غضب کا کام ہے' اور بہت بری راہ۔''

اس کے بعد دو بہنوں کے متعلق فرمایا جاتا ہے :

وَأَن تَجْمَعُواْ بَيْنَ الأُخْتَيْنِ إَلاَّ مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّهَ كَانَ غَفُوراً رَّحِيماً (النساء : 23)

''اور دو بہنیں اکٹھی کرنا' مگر جو ہو گزرا' بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

کیا حدیث شریف کا ڈھال بنا کر کوئی مسلمان ایسی جرأت و بے حیائی کا کام کرے گا؟ ہرگز نہیں' ان امور سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنا چاہئے اللہ ہی ان کو ہدایت فرمائے' وہی اللہ ہے جو اپنے بندوں پر بے نہایت مہربان ہے۔

یہ سورۃ النساء کی دو آیتیں آیت 22۔23 ہیں' جن میں ان عورتوں سے نکاح کرنیکی ممانعت فرمائی گئی' ان ہی میں یہ بھی فرمایا کہ اپنے نکاح میں دو بہنوں کو اکٹھا نہ کرو' حالانکہ اس سے قبل اس کی ممانعت نہ تھی اور ایک مسلمان دو بہنوں کو اپنے نکاح میں جمع کر لیتا تھا حدیث شریف میں یہ تذکرے مذکور ہیں تو حدیث پڑھ کر کوئی ایسی جرأت اور دلیری کریگا۔ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللہِ الْعَلِیِ الْعَظِیْم

3......﴾ افک سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ احادیث شریفہ میں مذکور جس سے گستاخان' حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرتے بے محابہ کہتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ علم غیب ہوتا تو اتنی مدت پریشان کیوں

رہتے حالانکہ قرآن حکیم میں اللہ ملک القدس کا ارشاد مذکور' کما قال تعالیٰ

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى ☆ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى ☆ (النجم : 3,4)

''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے' وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے۔''

حالانکہ قرآن عظیم پڑھتے ہیں مگر اس کے احکام پس پشت ڈالتے ہیں' چنانچہ واقعہ افک کے متعلق اللہ حی وقیوم ارشاد فرماتا ہے' کما قال تعالیٰ :

وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ☆ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَداً إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ☆ (النور : 16,17)

''اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا' کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں۔ الٰہی پاکی ہے تجھے' یہ بڑا بہتان ہے۔ اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو۔''

غور فرمایئے کہ اس زمان برکت نشان ہی میں یہ فرما دیا گیا کہ جس وقت منافقین نے یہ شور کیا اسی موقع پر ہی یہ فرمایا کہ ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے سنا تھا اسی وقت کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ہم یعنی مسلمان ایسی بات کہیں اے اللہ تجھے پاکی ہے یہ بڑا بہتان ہے۔ اور اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسی بات نہ کہنا اگر ایمان والے ہو۔

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اب بھی جو لوگ ہر محل علم غیب پر یہ افتراء اٹھاتے اور بہتان لگاتے وہ اب بھی واقعہ افک کو اپنے دین کا نشان بناتے اور اپنے ایمان والے نہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ کیا مسلمان اب بھی یہی کہے گا کہ یہ واقعہ حدیث میں موجود اور مذکور ہے ہم بھی معاذ اللہ کہیں گے۔

4......﴾ جب تک شراب کی حرمت کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ مسلمان بھی شراب پیتے تھے اور بحالت نشہ قرأت قرآن میں لغزش ہو جاتی تھی چنانچہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَقْرَبُواْ الصَّلاَةَ وَأَنتُمْ سُكَارَى حَتَّىَ تَعْلَمُواْ مَا تَقُولُونَ (النساء : 43)

''اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔''

نوٹ کیا اب بھی کوئی مسلمان اس آیت کریمہ کو ڈھال بنا کر شراب نوشی کو معاذ اللہ جائز کہے گا ہرگز نہیں وہ تو حدیث شریف میں بطور محاکات تذکرے بیان فرمائے گئے۔ یہ تو قرآن حکیم ہے اور حکم دیا جا رہا ہے' کیسا عظیم فرق نمایاں ہے۔

5......﴾ پھر جبکہ شراب کی حرمت کا حکم نازل فرمایا گیا کما قال تعالیٰ :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدہ : 90)

''اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں' شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔''

نوٹ: اب کوئی مسلمان پچھلی آیات کریمہ کو دلیل بنا کر معاذ اللہ شراب کی حرمت کا انکار کرے گا ہرگز نہیں جو بھی انکار کرے گا یا انکار نہ سہی اسکی حرمت میں شک بھی کرے تو عندالفقہاء کرام وہ کافر ہو جائیگا العیاذ باللہ تعالیٰ۔

6......﴾ ابتدائی دور اسلام میں مسلمانوں میں سود کا رواج تھا تو جب تک سود کی حرمت کا حکم نازل نہ ہوا تھا' مسلمان کھاتے جب اللہ عزوجل نے سود کی حرمت کا حکم فرمایا اور پانچ آیات 275 تا 279 نازل فرما دیں اور آیت نمبر ۲۷۸ سورہ البقرہ میں ارشاد فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (البقرہ: 278)

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود' اگر مسلمان ہو۔''

یہ سورۂ بقرہ کی پانچ آیت' کیا اس کے بعد بھی کوئی مسلمان سود کی حرمت کا انکار کرے گا پہلے سود لینے کا رواج جاری تھا' اب سود کی حرمت کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔

اس قبیل سے بکثرت امور جو رائج تھے پھر ترک کر دیئے انھیں میں یہ امور بھی داخل ہیں۔

نوٹ

اس قبیل سے جتنی بھی احادیث شریفہ ہیں وہ اسلام کے ابتدائی دور کی ہیں جب تک ان کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا یہ کلمات صحابہ کرام میں جاری اور ساری رہے' محدثین کرام علیہم الرحمۃ الرضوان نے نہایت امانت سے حدیث پاک کے کلمات ان کے محل پر باقی رکھے البتہ عربی عبارات کو فارسی یا اردو میں منتقل کر دیا۔ ان میں کسی بھی محدث نے اپنی طرف سے کوئی لفظ نہ لکھا اور نہ کہا نہ اس کے استعمال کو جائز بتایا جیسے ہی ان کے متعلق احکام نازل ہوتے ان کلمات کو منسوخ اور متروک ٹھہرایا اور وہ الفاظ ترک کر دیے گئے اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ حدیث پاک میں جو کلمات آئے وہی الفاظ ہم بھی کہیں یا ان کو جائز بتائیں اگر اس پر عمل ہوتا تو شراب سود اور نکاح مشرکین وغیرھم تمام امور بھی جاری رہتے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

حضور اکرم سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا اجمالی بیان

7......﴾ قرون اولیٰ میں تقدیم وتحریم کا کوئی تصور نہ تھا اور نہ اسکی بابت احکام نازل فرمائے گئے تھے اس بنا پر کچھ مسلمانوں نے عید الضحیٰ کے دن حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی اللہ عزوجل نے ان کی قربانیوں کو مقبول نہ فرمایا بلکہ دوبارہ قربانی کرنیکا حکم فرمایا اور یہ آیت کریمہ نازل فرمائی گئی :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (الحجرات : 1)

''اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔''

صدرالافاضل مولٰینا نعیم الدین صاحب اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

''(اے مسلمانو) تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہو نہ قول میں نہ فعل میں کہ تقدیم کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب واحترام کے خلاف ہے بارگاہ رسالت میں نیازمندی وآداب لازم ہیں۔''

ایک اشکال اور اس کا جواب

8......﴾ دریافت طلب یہ امر ہے کہ جب مسلمانوں نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کرلی، تو ان کو آئندہ کیلئے ہدایت فرمادی جاتی، قربانیوں کو مردود کیوں فرمادیا گیا اور دوبارہ قربانی کرنیکا حکم دیا۔ اس امر کا جواب اسی آیت کریمہ میں مذکور ہے، کما قال تعالیٰ

لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

''اللہ اوراس کےرسول سے آگے نہ بڑھو۔''

اللہ ملک القدس سے آگے بڑھنا تو تصور ہی نہیں ہوسکتا یہاں یہ فرمایا جارہا ہے کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے آگے بڑھنا اللہ حی وقیوم سے آگے بڑھنا ہے تو اللہ سے ڈرو دوبارہ قربانیاں کرو۔

حاصل کلام

9......﴾ اس کا صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل اللہ عزوجل کا ہی فعل ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا جاتا ہے:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال: 17)

''اوراے محبوب وہ خاک جوتم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔''

معلوم ہوا کہ محبوب کا فعل محبّ کا فعل ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل اللہ عزوجل کا فعل ہے۔

مسلمانو! اس آیت کریمہ کا انداز بیان تو دیکھو پہلے فرمایا وَمَا رَمَيْتَ یعنی اے محبوب تم نے نہ پھینکی اس میں احتمال تھا کہ کوئی گستاخ انکار کردے پھر فرمایا إِذْ رَمَيْتَ پیارے جو تم نے پھینکی یہاں بالکل واضح فرمادیا کہ پیارے تم ہی نے پھینکی وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی جو تم نے پھینکی وہ اللہ نے پھینکی، کس پیارے اور دلنواز انداز میں فرمایا جارہا ہے وَمَا رَمَيْتَ اور تم نے نہ پھینکی إِذْ رَمَيْتَ جو تم نے پھینکی وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی وہ جو تم نے پھینکی حقیقتاً اللہ نے پھینکی۔

حضور اکرم سید عالم ﷺ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ

10......﴾ بیعت الرضوان کی بابت اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے......:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (الفتح: 10)

''وہ جوتمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔''

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے جو بیعت لی اس کے متعلق اللہ حی وقیوم فرماتا ہے' اے محبوب! وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ہاتھوں پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے' سبحٰن اللہ وبحمدہ والحمد للہ رب العٰلمین جس نے اپنے محبوب کو ایسی عظمت وکرامت عطا فرمائی ۔اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ۔

دست احمد عین دست ذوالجلال

آمد اندر بیعت و اندر قتال

سنگریزہ میزند دست جناب

مارمیت اذرمیت آید خطاب

عزیزانِ ملت! اس کا حاصل مقصود یہی تو ہے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں اہانت محبّ کی شان بے مثال میں اہانت ہے جو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گستاخ ہے وہ اللہ مالک معبود کی شانِ ارفع میں گستاخی کررہا ہے' چنانچہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تقدیم کی پاداش میں ان لوگوں کی قربانیوں کو مردود فرمادیا اور دوبارہ قربانی کرنیکا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے اور مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں سوءِ ادبی اور گستاخی سے بچائے۔ آمین یا رب العٰلمین بجاہ نبیک سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور پاک صاحب لولاک ﷺ کے حضور بے نہایت ادب و احترام سے عرض کریں

11......اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان حضور اکرم سید عالم ﷺ کے حضور بے تکلف بلا جھجک بیباک بلند آواز سے عرض ومعروض کرتے تھے' اللہ ملک القدوس نے مسلمانوں کو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ادب واحترام کی ہدایت فرمائی' کما قال تعالیٰ :

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (الحجرات : 2)

''اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔'' (کنزالایمان شریف)

12......صدرالافاضل مولٰنا نعیم الدین صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''اس آیت میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا اجلال و اکرام وادب و احترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ جس طرح ندا کرتے ہو اس طرح نہ پکارو بلکہ کلمات ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القاب عظمت کے ساتھ عرض کرو جو بھی عرض کرنا ہو۔ اور ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔'' (خزائن العرفان)

13......﴾ مسلمانو! تامل کیجئے اور رائے صائب سے کام لیجئے کہ اس مذکورہ آیت کے ضمن میں صدر الافاضل فرما رہے ہیں' اس آیت میں حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اجلال و اکرام وادب و احترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں (پکارنے اور عرض کرنے میں) ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لیکر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلمات ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القاب عظمت کے ساتھ عرض کرو جو بھی عرض کرنا ہو۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو یہ حکم دیا گیا کہ جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو یا بلا تکلف بیباکانہ انداز میں گفتگو کرتے ہو' حضور پرنور شافع یوم النشور نبی الانبیاء سید الاصفیا محبوب کبریا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس طرح سے عرض و معروض نہ کرو بلکہ نہایت ادب و احترام و اجلال و اکرام سے کلمات ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القاب عظمت کے ساتھ عرض کرو گویا ایسی گفتگو کرنا منع ہے' جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہو ان سے عرض معروض کے وقت نہایت ادب و احترام کے ساتھ کلمات معظمات و تعظیم و توقیر و توصیف تکریم سے عرض کرو۔

اللہ قادر و قیوم ارشاد فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ (البقرہ : 104)

''اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' (کنزالایمان)

مسلمانوں غور کیجیے کہ کلمہ راعنا میں کیا کوئی استخفاف کا پہلو نکلتا تھا' ہرگز نہیں۔

صحابہ کرام کی نیت بھی خلوص اور تعظیم سے مملو تھی عرض کرتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے حال کی رعایت فرمایئے۔ کیسا ادب و تعظیم کا مرقع تھا مگر تشبیہہ یہود کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اسکے استعمال کو منع فرما دیا۔

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب علیہ الرحمہ اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں :

''جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کرتے' راعنا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' اسکے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے حال کی رعایت فرمایئے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے۔ یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوء ادب کے معنی رکھتا تھا' انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے' آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا' اے دشمنان خدا تم

پر اللہ کی لعنت' اگر اب میں نے کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اس کی گردن ماردوں گا' یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں' اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنیٰ کا دوسرا لفظ انظرنا کہنے کا حکم ہوا۔

مسئلہ !اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم وتوقیر اوران کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے۔

مسئلہ ! دربار انبیاء میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم ہے۔

مسئلہ ! للکفرین میں اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی کفر ہے۔(خزائن العرفان شریف)

......﴾ دریافت طلب یہ امر ہے کہ کوئی آدمی اپنے داماد کو داماد اور سسر کو سسر کہہ کر پکارنا بلانا تو درکنار باہم گفتگو میں بھی داماد سسر ایک دوسرے کو داماد وسسر کے القاب سے یاد کرکے بات نہیں کرتے' اگر ان سے پوچھا جائے تو یہی کہتے ہیں کہ یہ تو ادب وتعظیم کے خلاف گستاخی ہے ان الفاظ کو اپنے لیے ننگ وعار سمجھتے ہیں۔حاصل کلام یہ کہ بذات خود اپنے آپ کو داماد وسسر کہلانا گوارہ نہیں' اور معاذ اللہ تعالیٰ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بلا شبہ بے کراہت جائز کہتے اور سمجھتے ہیں تو یہ ایمان اور ایقان کی کونسی دلیل ہے۔

اے عزیز! تامل کر اور فکر صائب سے کام لے' کیا نہ دیکھا کہ منکرین حدیث نے اپنی عقل فاتر اور فہم قاصر سے حدیث شریف کو سمجھا اور حدیث شریف کے منکر ہوگئے۔لہٰذا جو لوگ حدیث کو اپنی ناقص عقل اور فکر فاتر کے میزان میں رکھ کر دیکھتے ہیں اور قرآن کریم کے احکامات بینات کو پس پشت ڈال کر وہ الفاظ جو اہانت ودشنام کے لیے رائج ہوں' حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے ان کا استعمال کریں اور اسکو بلا شبہ اور بے کراہت جائز بتائیں اور مسلمانوں کو گمراہ بیدین بنائیں' یہ قرآن کریم سے کھلی عداوت اور حکم رب العٰلمین سے صریح بغاوت ہے یا نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔

حکم ممانعت

گزشتہ آیات کریمہ میں عرض ومعروض کے آداب اور تعظیم سرکار ابد قرار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بطریق احسن تعلیم فرمائی گئی اس کے باجود اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے :

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَاءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَاءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضاً (سورہ النور : 63)

''رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔'' (کنزالایمان)

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کریمہ کی مختصر توضیح فرماتے ہیں کہ :

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَاءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَاءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضاً ' من اب او مولیٰ او سلطانکم کہ رسول کا پکارنا

آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو‘اب ایک دوسرے میں باپ مولیٰ اور بادشاہ سب آ گئے‘اس لئے علماء فرماتے ہیں نام پاک لیکرندا کرنا حرام ہے‘اگر روایت میں مثلاً یا محمد (ﷺ) آیا ہوتو اسکی جگہ یارسول اللہ کہے(ﷺ)۔“
(الکوکبۃ الشہابیہ 1 مطبوعہ بنارس)

اے عزیز! تامل کر اور دیکھ کہ سیدنا امیرحمزہ اورسیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما باوجودیکہ عمین کریمین سے ہیں‘ مگر نام لیکر یا برادرزادہ کہہ کر نہیں عرض کرتے‘اگرعرض کرتے ہیں تو یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے ہیں اور تعجب تو اس امر پر ہے کہ یہ لوگ باہم خسرو داماد نہ ایک دوسرے کوخسر و داماد کہہ کر بلائیں اور نہ باہم گفتگو میں ایک دوسرے کوخسر وداماد کہہ کر بات چیت کریں اگر وجہ دریافت کیجئے تو ہر مہذب انسان یہی کہتا ہے کہ یہ گستاخی اور سوءادبی ہے‘ ایسا کہنے میں شرم آتی ہے‘اورخسر و داماد کہنے کو باعث ننگ و عار بتا تا ہے مگر تاسف اور ہزار بار افسوس کہ نبی الانبیاء حبیب کبریا ختم الرسل سیدنا ومولٰینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب ارفع واعلیٰ میں ایسے مذموم اور مکروہ الفاظ بلاشبہ اور بے کراہت جائز بتائیں اور کہتے ہوئے نہ شرمائیں حالانکہ خود ہی اعتراف کرتے بھی ہیں کہ یہ الفاظ سسر وداماد اہانت اور دشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے‘اس پر یہ جرأت و بیباکی‘ العیاذ باللہ تعالیٰ‘ان لوگوں نے علماء دیوبند کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔مولوی حسین احمد صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ :

”حضرت مولانا گنگوہی فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورکائنات علیہ السلام ہوں اگر چہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہومگران سے بھی کہنے والا کافر ہو جا تا ہے“۔ (الشہاب الثاقب: 57 ؛ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند)

معلوم ہوا کہ یہ جو واقعات حدیث میں منقول ہیں وہ منسوخ ومتروک اور یہ حکم قرآن نافذ وجاری‘ ہمارا ایمان اور ایقان اور اعمال کا دارو مدار قرآن کریم پر ہے اور اگر وہ لوگ اپنی عقل وفہم کے مطابق احادیث پرعمل کرتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں‘ وہ اہانت ودشنام پرراضی‘ مگر وہ ہم کو قرآن پرعمل کرنے سے کیوں روکتے ہیں‘اورمتروکہ احادیث دکھا کرمسلمانوں کو اہانت ودشنام پرجری اور بیباک کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن کریم کے احکامات روز روشن کی مانند ظاہر وباہر‘جسکا انکار نہ کریگا مگر ہٹ دھرم ضدی۔

حضور نبی کریم ﷺ اور آج کے مفتی اور مولوی

تعریف اور تعارف کے پردے میں حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی کرنیوالوں کا انہی الفاظ سے تعارف کیوں نہیں کروایا جاتا؟ کہ پاک وہند سے آئے ہوئے تمام فتاویٰ میں مفتیوں کو بڑے بڑے القابات سے موسوم کیا گیا‘ ضیاء المصطفیٰ مبارکپوری کو”محدث کبیر‘ممتاز الفقہاء“ کا لقب عطا کیا گیا‘ حیرت اس امر پر کہ اپنے مولویوں اور مفتیوں کیلئے ایسا ایسے عظیم المراتب القابات استعمال کریں اور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے سسر اور داماد کا بے محابہ استعمال کریں‘ کیا ان کے مولوی معاذ اللہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ شان والے ہیں یا یہ الفاظ (داماد وسسر) ان الفاظ (محدث کبیر‘ممتاز الفقہاء) سے زیادہ عظمت والے ہیں اگر یہ الفاظ

ان کے نزدیک زیادہ عظمت والے ہیں تو اپنے مولویوں کیلئے استعمال کیوں نہیں کرتے' اور ملاحظہ ہو لانڈھی کے جلسہ 28/اپریل 2003ء کا اشتہار' لکھتے ہیں :

''پیر طریقت حضرت علامہ مولٰینا حافظ قاری ڈاکٹر پروفیسر ریاض احمد بدایونی قادری رضوی ترابی''

اگر تعریف وتعارف ہی مطلوب تھا تو یہ لکھتے کہ ''فصیح کے داماد وذاکر کے سسر ریاض احمد بدایونی'' اتنا تعارف اور تعریف کافی اور شافی تھا۔ پھر ایک طویل عبارت لکھ کر کاغذ کا منہ سیاہ کیا ؟ جب بات چار لفظوں میں اور ان کے نزدیک افضل و اعلیٰ الفاظ میں ہو سکتی تھی تو اتنی طویل عبارت اور کم فضیلت والے الفاظ سے موسوم کرنا کونسی عقلمندی تھی......!!!

یہ تعریف اور تعارف کہ ''فصیح کا داماد اور ذاکر کا سسر'' میں جو کیف و سرور ہے' وہ اس کے سوا اسکے غیر میں نہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعارف اور تعریف کیلئے جو الفاظ منتخب فرمائے گئے' پھر وہی عظیم المرتبت الفاظ ان کی ذات پر منطبق کئے جاتے' تو ان کے لئے باعث صد فخر اور مسرت بے نہایت کا سبب بن جاتے مگر افسوس کہ ان لوگوں کے ذہن میں یہ عظیم المرتبت الفاظ نہ آئے اور نہ اس نسبت عظیمہ کی جانب کسی نے توجہ فرمائی' پس ان کو اس فضل عظیم سے محروم کردیا' اور وہی الفاظ جو سب مولویوں کیلئے لکھے جاتے ہیں' ان کے لئے لکھ دیئے۔

ان کو یہ یاد نہ آیا کہ بدایونی صاحب کا یہ مخصوص تعارف اور تعریف ہے' کہ یہ وہ متبرک الفاظ ہیں کہ ان کو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتعارف کے لئے منتخب کیا' اور ان کی ذات اقدس پر ان الفاظ کا اطلاق کیا' اگر ذہن میں ان الفاظ کی نسبت عظیمہ ہوتی تو اتنی طویل عبارت سے صفحہ قرطاس کو سیاہ نہ کیا جاتا اور موصوف کیلئے بھی باعث فخر و مباہات ہو جاتا' کہ ایسے الفاظ ہر ایک مولوی کو نصیب نہیں ہوتے جو ان کیلئے استعمال کئے جا رہے ہیں' مگر قرآن کریم کی مذکورہ آیات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں سوئے ادبی اور گستاخی کرنا تو بڑی بات ہے' حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر میں کوتاہی کرنا بھی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔

کما قال تعالیٰ لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ الخ' ان کی جناب میں تقدیم کرنا بھی اعمال صالح کی بربادی کا موجب ہے جیسا کہ اللہ قادر و جبار نے ان مسلمانوں کی قربانیوں کو مردود فرما دیا جنھوں نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قربانی کرنے سے پہلے قربانیاں کر لیں تھیں اور یہ بھی ظاہر فرما دیا گیا کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تقدم کرنا' اللہ قادر و قیوم سے تقدیم کرنا ہے جیسا کہ بین یدی اللہ سے واضح ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا' اللہ ملک القدوس ہی کو ایذا دینا ہے' کما قال تعالیٰ

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيناً(الاحزاب : 57)

''بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (کنز الایمان شریف)

اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ قہار و جبار کو کون ایذا دے سکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ ہی کو ایذا دینا ہے۔

تعریف و تعارف

کہتے ہیں کہ تعریف و تعارف کے قصد سے داماد و سسر کہنا جائز ہے۔ یہ تعریف و تعارف تو نہ ہوا' بقلم خود گالی دینا ہوا اور لکھتے ہیں کہ ہاں اہانت و دشنام کیلئے ان کا استعمال رائج ہے' مگر اس استعمال کے لئے قرینہ ضروری ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ قرینہ سے جس قدر چاہو گالیاں دیتے رہو سب جائز ہے۔ تم لوگ دولتمند قوت والے ہو جو چاہو کہو' ہم فقیروں کی یہ مجال نہیں کہ ان کی جناب میں لب کشائی کریں۔

اگر تعریف و تعارف ہی کرانا مقصود ہوتا تو ان کے کمالات و فضائل میں سے ان کے درجات رفیعہ و کمالات عالیہ بیان کئے جاتے' اور اگر کچھ نہ سہی تو قرآن کریم میں جو آیات کریمہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شان میں نازل ہوئیں' ان ہی میں سے بیان کرتے اور یکسر ان کو نظر انداز نہ کرتے۔ دیکھو اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا ذکر کس شان سے فرماتے ہیں کہ خطبہ میں ان کا مختصر تعارف کرتے ہوئے ان کو کن معظم القابات اور رفیع الشان کلمات سے یاد فرماتے ہیں :

اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب حلال المشکلات والنوائب دفع المعضلات والمصائب اخ الرسول وزوج البتول سیدنا ومولٰنا الامام امیر المومنین امام الواصلین الیٰ رب العٰلمین ابی الحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجهه الکریم

نیز امام اہل سنت اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں

فرماتے ہیں میرے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو سر اقدس سے لیکر پائے اطہر تک اللہ جلیل و جبار کی شان کا مظہر ہیں' اور ایسا مظہر کامل شانِ رب العٰلمین ہیں کہ ان جیسا کوئی اور ہے ہی نہیں' قرآن مقدس سے پوچھو تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان بتائے گا (خسر و داماد نہیں کہے گا) اور ایمان سے پوچھو تو وہ کہتا ہے میری جان ہیں' معلوم یہ ہوا کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایمان کی بھی جان ہیں۔

اور دیکھو حضرت علامہ مولٰنا عالی مقام مولوی عبدالحامد صاحب بدایونی' مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف اس طرح فرماتے ہیں :

''حضرت مولا علی' مشکل کشا حیدر کرار۔ آپ حضور پاک کے چچازاد بھائی ہیں اور ابوطالب کے بیٹے' عبدالمطلب کے پوتے۔ سنہ ۴۰ھ میں شہید ہوئے' نجف اشرف میں مزار اقدس ہے۔

بچوں میں سب سے پہلے آپ نے دولت اسلام پائی' وقت اسلام بالغ ہی نہ تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں' آپ کے فضائل و کمالات کا اوقیانوس کتب میں موجزن ہے۔

آپ پر جو مخصوص کرم سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا وہ فرمان و بیان سے ظاہر نہیں ہوسکتا' آپ کی ظاہری و باطنی تربیت بچپن میں سرکار نے خود کی' اور اپنا محرم راز اور بڑی برکات عرفاں کا حامل و منبع بنایا اور فرمایا' جس کا میں آقا اس کا علی آقا' مسجد میں سب کے حجروں کے دروازے بند کر دیئے گئے لیکن حضرت علی کو اجازت رہی۔

آپ نے جاں نثاری کے میدان میں جمال محمدی کا پروانہ بن کر خدمت و غلامی سرکار کو خوب خوب ادا کیا' ہجرت کے وقت حضور پاک نے اپنے بستر پر چادر اوڑھا کر آپ کو لٹایا اور فرمایا' کافر قتل کو آ رہے ہیں' بحکم خدا ابوبکر کو لے کر طیبہ جا تا ہوں اس لئے تم میری جگہ لیٹو' آپ نے فدایانہ انداز سے گردن جھکا دی۔ بتول زہرہ سیدہ طاہرہ فاطمہ زاہرہ رضی اللہ عنھا جن کی عظمت و جلالت مرتبت اپنی ذات سے حضرت ام المومنین صدیقہ الکبریٰ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بڑھی ہوئی ہے' ان کے شوہر ہونے کا شرف حضرت علی کو بخشا گیا۔

غزوہ خیبر میں حضور پاک نے یہ فرمایا کہ ''فتح خیبر اس شخص کے ہاتھ پر ہوگی' جو خدا کا مخصوص محبوب ہے۔'' حضرت علی کو اپنا علم' اپنی ذوالفقار بخشی' فاتح خیبر کا لقب دیا' کمال بندہ نوازی سے اپنا بھائی اور مثال موسیٰ و ہارون سے یاد فرمایا۔

زمانہ اسکا خادم ہے وہ مولا ہے جہاں بھر کا
علی شیر خدا ہے قوت بازو پیمبر کا
مصیبت ٹل گئی' غم مٹ گئے' رنج و الم بھاگے
زباں پر میری جس دم نام آیا شاہ حیدر کا
بڑھایا ہاتھ جب مشکل کشا نے یا نبی کہہ کر
گرا قدموں پر آ کر آ ہنی دروازہ خیبر کا
علی کا منہ ہے یا قرآن علی ہے یا خدا کی شان
عبادت ہے لقا اسکی یہ ہے ارشاد سرور کا
خزانے دولت عرفاں کے ہیں قبضے میں مولا کے
وہ ہی حاجت روا مشکل کشا ہے بحر کا بر کا
علی کا اسم اعظم ہی کلید باب جنت ہے
علی ہی قاسم و مالک بنا ہے حوض کوثر کا

تیرے دامن سے اپنا سلسلہ وابستہ رہنا ہے
قیامت کا نہ کچھ کھٹکا نہ ڈرِ خورشید محشر کا
خدائی بھر کے پیران طریقت تیرے بندے ہیں
تجھے من کنت مولیٰ نے کیا مولیٰ جہاں بھر کا
مئے حب علی سے مست ہیں ہم ان دنوں حامد
پلایا ہے پیالہ مقتدر نے عشق حیدر کا

(جذبات حامد موسوم باتاریخی گلدستہ تحیت : ۲۵سے ۲۷)

اورفرماتے ہیں :

مظلوم مسلماں ہیں شمشیر بکف آجا
اسلام پہ حملہ ہے اے شاہ نجف آجا
فریاد مری سن لے روداد مری سن لے
ہیں چاروں طرف دشمن تو میری طرف آجا
دے داروے درد دل، دے مرہم زخم جاں
اب کعبے کے شیروں کا سینہ ہے صدف آجا

(جذبات حامد موسوم باتاریخی گلدستہ تحیت صـــ۲۸)

مسلمانو! دیکھواہلسنت اس طرح اپنے مشکل کشا حیدر کرار کا تعارف کراتے ہیں،ان کی تعریف کہ جیسے وہ ہیں کوئی نہیں جانتا، وہ جانیں یا اللہ اوراس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا جن کو اللہ عزوجل نے ان کی تعریف عطا فرمائی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے

پروفیسر ریاض احمد بدایونی 6 ستمبر 1997ء کو میرے پاس اسوقت آئے جبکہ علامہ اختر رضا خاں صاحب بریلی سے تشریف لائے ہوئے تھے' پروفیسر ریاض احمد بدایونی نے مجھ سے بیعت کی خواہش ظاہر کی' میں نے عذر کیا' اور کہا' کہ میں اس قابل کہاں ہوں' علامہ اختر رضا خاں صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں' آپ ان سے جا کر بیعت کر لیں' مگر انہوں نے علامہ اختر رضا خاں صاحب کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور فقیر سے بیعت کیلئے مصر ہوئے' اور کہا کہ' آپ اپنی غلامی میں قبول فرمالیں' میں نے ان کے اصرار پر ان کو 6 ستمبر 1997ء کو ہی بیعت کر لیا' 6 ستمبر 1997ء تا اپریل 2002ء کی طویل مدت میں خلوت وجلوت کی صدہا مجالس میں پروفیسر صاحب کو نہ کوئی خامی نظر آئی نہ کوئی عیب دکھائی دیا۔

بلکہ فقیر کی بیش بہا کتب پر پروفیسر صاحب کی آراء موجود ہیں جن میں سے چند نمونہ مشتے از خروارے ذیل میں منقول ہیں :

۱...... فقیر کی کتاب صراط الصالحین علیٰ ردکید الشیاطین' المعروف ''پانچ مسائل کا جواب'' میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں :

''ایک کتابچہ مسمّٰی ''پانچ مسائل'' مؤلفہ مفتی احمد ممتاز ہے جس میں پانچ عنوانات ہیں۔ پہلا عنوان ''بشر ونور'' ہے' اس کا جواب عالم بے بدل مفتی عبدالوہاب خان قادری رضوی مدظلہ نے بعنوان صراط الصالحین علیٰ ردکید الشیاطین المعروف ''پانچ مسائل کا جواب'' تحریر فرمایا ہے۔'' (صراط الصالحین علیٰ ردکید الشیاطین :7)

پھر آگے چل کر فقیر کی ایک عبارت کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

''یہ ایک نمونہ تھا' اسی طرح مسئلہ کا جواب کتاب میں قاری پڑھ کر اندازہ لگا سکتا ہے کہ مصنف علام مرشدی ومولائی مفتی عبدالوہاب خان قادری رضوی مدظلہ العالی ومدفیوضہ نے ہر دو فریق کی اصلاح کے لئے میزان عدل قائم کیا ہے۔ اب یہ اپنے اپنے ظرف کی بات ہے' جن کی سرشت میں کجی ہے ان کے دل سیدھی اور اچھی باتوں کو قبول ہی نہیں کر سکتے۔

اذا کان الطباع طباع سوء
فلا ادب یفید ولا ادیب

جس کی طبیعت ہی فاسد ہو تو اس شخص کیلئے ادب اور ادیب کی مفید ہدایات اور ترغیبات فائدہ نہیں پہنچاتی۔ مصنف علام کے کم وبیش اکیس چھوٹے بڑے مضامین دیکھنے کا موقع ملا جن کا تعلق حفاظت ایمان سے ہے۔ اور عام نشت وبرخاست میں بھی آپ کی یہ کوشش ہے کہ لوگوں کے ایمان کا تحفظ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اہل قبلہ کو صحیح العقیدہ مسلمان بنائے اور اس دور پرفتن میں مسلمانوں کے سچے عقائد کی اپنے کرم سے حفاظت فرمائے قارئین سے درخواست ہے کہ مصنف علام مدظلہ کی

صحت کیلئے دعا گو رہیں، تاکہ یہ حق دکھانے والا آئینہ تادیر اہلسنت پر سایہ فگن رہے۔" فقط محمد ریاض احمد قادری ۲۰
رمضان المبارک ۱۴۱۸ہجری۔" (صراط الصالحین علیٰ رد کید الشیاطین: 8,9)

۲......﴾ نیز اسی کتاب کی پشت (BACK TITEL) پر ایک طویل نظم میں لکھتے ہیں :

بشکل یک صحیفہ جب صراط الصالحین آئی
پئے کید الشیاطین رد افکار لعین آئی
عیاں ہر لفظ سے اس کے ہیں احکام خداوندی
کلید مسلک دیں یہ صراط الصالحین آئی
اسے پڑھنا ثواب اس پر عمل کیجئے تو ہوں ناجی
صراط الصالحین کیا دولت دنیا و دین آئی
رسول اللہ کے فرمان کی حامل اسے کہئے
زمین پر لے کے نور حشمت عرش بریں آئی
صراط الصالحین تصویر باطن ہے مؤلف کی
نشان شان ظاہر لے کے یہ بہر یقین آئی
کتاب ایسی ہے یہ جس کو اساس دین ہی کہئے
جہان گمرہی میں رہبر دین مبیں آئی
چراغاں دین اور دنیا میں اس سے قارئین کرلیں
کہ اک شمع حقائق آئی اور بے حد حسیں آئی
ہے نقطہ نقطہ آئینہ جمال عشق احمد کا
صراط الانبیاء ہے جو صراط الصالحین آئی
مؤلف منصب افتاء پہ فائز انڈیا میں تھے
یہاں بھی ان کی ہستی بن کے صدیق و امین آئی
ریاض احمد مرید عبد وہاب اے زہے قسمت
یہ نسبت لیکے گویا راحت جان حزیں آئی

(صراط الصالحین علیٰ رد کید الشیاطین : پشت کتاب)

۳......﴿فقیر کی کتاب آیت من آیات الایمان صلوٰۃ وسلام قبل الاذان المعروف ''اللہ کا پیغام۔ بھیجو ان پر درود وسلام'' میں لکھتے ہیں :

''زیرِ نظر مقالہ درود وسلام کے جواز پر حکیم ملت، عالم اہلسنت، حضرت علامہ مفتی محمد عبدالوہاب خان قادری رضوی نوری دامت برکاتہم العالیہ نے تحریر فرمایا ہے، حضرت مفتی صاحب قبلہ مفتی اعظم ہند اور مفتی اعظم عالم اسلام شہزادہ اعلیٰحضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ مجاز کا تحریر کردہ ہے۔

اس مقالہ میں درود وسلام پر مخالفین جو اعتراضات کرتے رہتے ہیں ان کا حضرت مفتی صاحب نے علمی اور تحقیقی جواب نہایت سادہ اور سلیس، عام فہم طرز پر دلائل وبراہین سے مزین جواب مرحمت فرمایا ہے لیکن بقول شاعر ؎

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

حضرت قبلہ مفتی صاحب مدظلہ العالی مصنف کتب کثیرہ ہیں، جن میں (۱) جماعت المسلمین فی قرآن مبین (۲) اسلام اور تنظیم المسلمین (۳) خیر الناجیہ فی نیاز والفاتحہ (۴) نبی کی شان میں گستاخی کفر ہے (۶) مولیٰ علی اور ان کے چاہنے والے (۷) مسلمانوں کا احترام کرو (۸) صراط الصالحین علیٰ ردکید الشیاطین (۹) صائقۃ الرضا علیٰ اعداء المصطفیٰ (وغیرہم) ایسی قیمتی کتب ہیں۔ جو زیورِ طباعت سے مزین ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہیں۔ چنانچہ زیر نظر مقالہ جو درود وسلام کے جواز پر تحریر فرمایا، یہ بھی سائلین کے جوابات کے ضمن میں ایک مدلل اور تحقیقی دستاویز ہے۔

ہوتا یہ ہے کہ کوئی سنی کسی مخالف کی کتاب یا کوئی رسالہ یا کتابچہ لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر جواب کی استدعا کرتا ہے تو حضرت قبلہ مفتی صاحب مدظلہ العالی باوجود علالت کے جواب قلمبند فرما دیتے ہیں مذکورہ بالا کتب جس شخص کو ازبر ہوں تو وہ فرق باطلہ سے با آسانی مناظرہ کرسکتا ہے۔ اہلسنت اس پرفتن دور میں اپنی مشکلات میں آپ سے ہی رجوع کرتے ہیں۔ آپ کی کتب ورسائل اور مقالات سے سب خاص وعام فیض پا رہے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ کی مختصر سی گفتگو سے مخالفین کی برسوں کی پھیلائی ہوئی محنت خاک میں مل جاتی ہے۔ مخالفین آپ کے نام سے لرزہ براندام ہوتے ہیں۔ آپ کی جملہ تصانیف وتالیفات کا انداز بیاں دل ودماغ پر زود اثر ہے۔ آپ کا جواب مختصراً جامع اور مسکت ہوتا ہے۔ اہل رائے کی متفقہ رائے ہے کہ حضرت قبلہ مفتی صاحب کی نگارش عالیہ کا طریق بیان استدلال مقیاس تحقیق میں بہت ہی دقیع ہے۔

مجھے یقین ہے کہ درود وسلام کے معترضین کے دلوں پر اگر مہر نہیں لگا دی گئی ہے تو وہ مقالہ ہٰذا درود وسلام کے مطالعہ کے بعد رجوع الی اللہ کی توفیق سے سرفراز ہو جائیں گے۔'' (آیت من آیات الایمان:9,11)

۴......﴿فقیر کی کتاب تزویج النساء فی التحریم النکاح، المعروف ''نکاح کا شرعی حکم'' میں لکھتے ہیں :

''ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی رہنما سے رہنمائی لی جائے' یعنی ایسا عالم جو باعمل بھی ہو اور سلسلہ بیعت منقطع نہ ہوا ہو' اس کے ساتھ رہنے سے یہ معلومات ہوتی رہیں گی' اور آدمی کو صحیح راستہ مل جائے گا' اسی کا نام پیری مریدی ہے۔
بےعمل پیروں نے اسی منصب اعلیٰ کو خوب بدنام کیا ہے' نام نہاد پیروں کا اسلام ہی سے کوئی واسطہ نہیں چہ جائیکہ وہ رہبری کا فریضہ انجام دیں زیر نظر مقالہ شہزادہ اعلیحضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالوہاب خان قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا ہے۔ حضرت والا نے تزویج النساء لکھ کر ہم پر احسان فرمایا۔ اللہ کریم اس کی جزائے خیر عطا فرمائے' اور ہمیں عمل کی توفیق سعید بخشے اور اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائے' اور اہلسنت پر آپ کا سایہ صحت یابی کے ساتھ تادیر قائم رکھے۔''

پروفیسر صاحب کے ریمارکس ملاحظہ فرمایئے اور فکر صائب پر تامل کیجئے کہ 6 ستمبر 1997ء تا اپریل 2002ء کے اس عرصہ میں موافقت کا یہ عالم ہے۔ لیکن جب فقیر نے معصیت کی جانب جانے سے ان کو روکا اور حکم شریعت ظاہر کیا تو پروفیسر صاحب نے بجائے اس کے کہ توبہ و رجوع لاتے' مخالفت کی انتہا کردی' وھوھذا :

اولاً...... جبکہ اپریل 2002ء میں پروفیسر صاحب کسی جادوگر المعروف عامل کا شکار ہوئے' اور اسکی پیش گوئی پر یقین کامل کے ساتھ عمل بھی کرتے پایا' تو فقیر نے ان کو ارشاد خداوندی سنایا اور بتایا کہ جادو کرنا' کرانا' سیکھنا' سکھانا سب کفر ہے۔ اس پر توبہ' تجدید ایمان' اور تجدید نکاح وغیرہ لازم' کما قال تعالیٰ

وَلٰـــکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا یُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَکْفُرْ (البقرۃ : 102)

''ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں' اور وہ جادو جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اترا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو بڑی آزمائش میں ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو۔''

مگر انہوں نے اس پر کامل توجہ نہ دی اور نہ عمل کیا' بعض مولویوں نے ان کو فریب دیا اور کہا کہ جادو اس وقت کفر ہے جبکہ اس میں کفریہ کلمات استعمال کئے جائیں۔ جس کی بنا پر یہ اور معصیت پر جری ہو گئے۔ حالانکہ یہ دیکھنا لازم تھا کہ جادوگر یا عامل نے جو عمل کیا ہے وہ کونسا منتر ہے اور اس کے کلمات کیا ہیں۔ اور عامل مومن صالح ہے یا فاسق معلن' مشاہدہ شاہد ہے کہ جادوگر (عاملین) کا مسلمان ہونا بھی یقینی نہیں' اکثر ہنود اور عیسائی وغیرہم بھی عامل کہلاتے ہیں اور جادو کرتے' لوگوں کو ٹھگتے' اور مسلمانوں کو گمراہ بناتے ہیں۔

ثانیاً...... ان کے معاملات ذاتی اور خانگی انصاف سے دور اور حق نوازی سے بعید کا مشاہدہ کر کے فقیر نے از راہ خیر خواہی کہ خیر خواہی ہر فرد مسلم کی ہر مسلمان پر بقدر استطاعت لازم ہے۔ مزید براں! ان سے نسبت سلسلہ قادریہ کی وابستگی کا بھی مزید قلق تھا' تو ان کو ایک خط مورخہ 18 مئی 2002ء کو تحریر کیا۔ جو نصائح وعدل کے تقاضوں پر مشتمل تھا' اور پروفیسر صاحب کو عالم دین بمنزلہ سلطان اسلام تصور کرتے

ہوئے تحریر کیا کہ ''کاخ سلطانی''، بمعنی قصر سلطانی کہ شرعاً نماز جمعہ کے شرائط میں امامت سلطان اسلام یا ماذون سلطان اسلام ہونا شرط ہے۔ اور جہاں سلطان اسلام نہیں وہاں عالم دین ہی بمنزلہ سلطان اسلام ہے۔ کاخ سلطانی بمعنی قصر سلطانی کے قوانین جو پامالی حقوق انسانی پر مبنی تھے ان کی طرف توجہ دلائی اور شریعت مطہرہ پر عمل کرنیکی تاکید کی۔

پروفیسر صاحب نے اس خط کا کوئی جواب ہی نہ دیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کو جن باتوں کی ہدایت کی گئی تھی وہ حق وصحیح ہیں اس میں انکار کی گنجائش نہیں، نیز اس سے رجوع کرنے اور اصلاح کی جانب توجہ کرنے کیلئے یہ بھی نہ لکھا، کہ میں توبہ کرتا ہوں آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

ثالثاً...... ❀❀❀ اس کے بعد ماڈل کالونی میں محمد میاں صاحب کے یہاں اپنی تقریر میں انہوں نے لفظ متنازع ''داماد رسول'' کہا، جس کی فقیر کو کچھ خبر نہ تھی، حافظ ضیاء المصطفیٰ صاحب نے یہ تقریر ریکارڈ کی اور فقیر کو آکے اس کی بابت اطلاع دی، جس پر فقیر نے خاموشی اختیار کی، بعد ازاں جب پروفیسر صاحب سے حافظ صاحب کی ملاقات ہوئی، تو انہوں نے اس پر گرفت فرمائی تو پروفیسر صاحب نے اول تو انکار کیا، پھر ضیاء المصطفیٰ صاحب کے ثبوت پیش کرنے پر بلا تامل توبہ کرلی، چند دن کے بعد پروفیسر صاحب نے عرفان اللہ انصاری صاحب کے گھر فون کیا اور کہا کہ:

''میں نے فون اس لئے کیا کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں میرے گواہ ہوں گے کہ میں نے آپ اور ضیاء بھائی کے سامنے داماد مصطفیٰ کے عنوان پر توبہ کی تھی اور میں آج بھی توبہ پر قائم ہوں، مگر اب میرے پاس ایک فتویٰ آیا اور اس میں ایسا کہنے پر کفر کے اطلاق کارد کیا کہ یہ کہنا کفر نہیں۔ دیکھئے انصاری صاحب اگر کفر نہیں تو اسلام ہوا اور اسلام کو کفر کہنا۔ یاد رکھیے میں مفتی صاحب کو کافر نہیں کہہ رہا ہوں مگر اب کفر کس پر پلٹا۔''

اس کے بعد پروفیسر صاحب نے باوجود یہ کہ اس عنوان پر توبہ کر چکے تھے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں اعلانیہ گستاخی کرنا شروع کردی۔ اور کہنا شروع کردیا کہ ''(معاذ اللہ) داماد مصطفیٰ کہنا جائز ہے کفر نہیں'' پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ''اگر توہین کی نیت سے کہا جائے گا تو کفر ہوگا'' جبکہ محدث کبیر ضیاء المصطفیٰ مبارکپوری اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''لغت وعرف میں یہ الفاظ بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں، ہاں! اہانت ودشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے۔''

گویا یہ امر ان کو بھی تسلیم کہ یہ الفاظ داماد دوسرا اہانت اور دشنام (گالی) کیلئے بھی رائج ہیں، مگر حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ان کا استعمال جائز بتاتے ہیں، افسوس صد افسوس ایسے لوگوں پر جو با الفاظ دیگر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گالی دینا بلاشبہ جائز اور بے کراہت جائز کہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک

گستاخ رسول ﷺ کی شرعی سزا

اس کی بابت پچھلی کتابوں میں اور کتاب ھٰذا میں بکثرت حوالہ جات اور قرآن کریم کی آیات بینات پیش کی جا چکی ہیں۔مگر چند حوالہ جات صورت مزید بھی پیش کی جا رہی ہیں ۔پروفیسر صاحب کے حالیہ پیر اور امام' ناظم تعلیم دارالعلوم امجدیہ تراب الحق اپنی کتاب''اسلامی عقائد'' صفحہ 22 پر ایسے ذومعنی الفاظ کا حکم تحریر کرتے ہیں کہ :

''ایسا ذومعنی لفظ کہنا بھی گستاخی اور توہین ہے'جس کا ایک مفہوم گستاخی کا ہو' خواہ وہ لفظ توہین کی نیت سے نہ کہا جائے۔''

(اسلامی عقائد:22)

پروفیسر منیب الرحمٰن صاحب تحریر کرتے ہیں :

''ذات پاک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی اللہ جل شانہ نے ایسا ذومعنی کلمہ استعمال کرنے سے منع فرمایا' جس کے معنی شان رسالت کے مطابق نہ ہوں' خواہ استعمال کرنے والے کی نیت بھی درست ہو۔''

(تفہیم المسائل اول:30)

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری بسلسلہ شریعت پٹیشن 295-C (وفاقی شریعت کورٹ) لکھتے ہیں :

''وہ لفظ جو ذومعنی' موہم تحقیر' ہو یعنی گستاخی رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر دلالت کرے' اسے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان اقدس میں استعمال کرنا صریح توہین و گستاخی ہے' اگرچہ صراحۃً اس سے اہانت و تنقیص رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کوئی وہم بھی پیدا نہ ہو۔'' (تحفظ ناموس رسالت:95)

معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسا ذومعنی لفظ استعمال کرنا صریح توہین و گستاخی ہے خواہ وہ لفظ توہین کی نیت سے نہ کہا جائے۔

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری بسلسلہ شریعت پٹیشن 295-C ''تحفظ ناموس رسالت'' صفحہ 292 میں اور سعید احمد کاظمی بسلسلہ شریعت پٹیشن 295-C ''گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی سزا'' صفحہ 29 میں نسیم الریاض از امام شہاب الدین خفاجی مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں :

المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر و لا نظر للمقصود و النیات و لا نظر لقرائن حالہ

(نسیم الریاض ' جلد 4 صفحہ نمبر 426)

''توہین رسالت پر حکم کفر کا مدار ظاہر الفاظ پر ہے' توہین کرنے والے کے قصد و نیت اور اس کے قرائن حال کو نہیں دیکھا جائیگا۔''

سعید احمد کاظمی صاحب بسلسلہ شریعت پٹیشن 295-C (وفاقی شریعت کورٹ) فرماتے ہیں :

’’اگر کوئی شخص توہین کے کلمات صریحہ بول کر یا لکھ کر‘ اس بات کا اعتراف کرے کہ یہ کلمات میں نے بولے یا میں نے لکھے ہیں تو یقیناً وہ واجب القتل ہے‘ خواہ وہ کتنے ہی بہانے بنائے اور کہتا پھرے کہ میری نیت توہین کی نہ تھی۔‘‘

(گستاخ رسول ا کی شرعی سزا : 29)

جبکہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ’شفا شریف‘ از قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ولادت 476 ھجری‘ متوفی 544 ھجری) سے نقل فرماتے ہیں :

’’شفا شریف میں ہے :

تقدم الکلام فی قتل القاصد لسبه الوجه الثانی لاحق به فی الجلاء ان یکون القائل غیر قاصد للسب والازراء ولا معتقدله ولکن تکلم فی جهته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بکلمة الکفر مما هو فی حقه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نقیصة مثل ان یاتی بسفه من القول اوقبیح من الکلام و نوع من السب فی جهته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وان ظهر بدلیل حاله انه لم یقصد سبه اما لجهالة اوضجراو سکر او قلة ضبط لسانه اوتهور فی کلامه فحکم هٰذا حکم الوجه الاول القتل من دون تلعثم اه مختصراً

’’یعنی اسکا حال تو اوپر معلوم ہو چکا جو بالقصد تنقیص شان اقدس کرے دوسری صورت اسی کی طرح روشن وظاہر یہ ہے کہ قائل نہ تنقیص وتحقیر کا قصد کرے نہ اسکا معتقد ہو مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں کلمہ کفر بول اٹھے جو حضور کے حق میں تنقیص شان ہو مثلاً بے ادبی کا لفظ یا بری بات اور ایک طرح کی تنقیص بولے اگر چہ اس کے حال سے ظاہر ہو کہ اس نے مذمت وتوہین کا ارادہ نہ کیا بلکہ جہالت یا جھنجھلاہٹ یا نشہ میں بک دیا یا بات کہنے میں زبان روکنے کی کمی یا بیبا کی سے صادر ہوا۔ اس صورت کا حکم بعینہٖ وہی پہلی صورت کا حکم ہے فوراً قتل کیا جائے بلاتوقف۔۱۲منہ‘‘

(الکوکبة الشهابیه : 30,31 هندوستانی پریس کندیگر ٹوله بنارس)

اللہ عزوجل اس مختصر عریضہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کیلئے رشد وہدایت کا سبب بنائے۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت دے اور گمراہ گروں کے فریب سے محفوظ رکھے۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم وَ صَلَی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِهٖ وَ نُوْرِ عَرْشِهٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن

سگ بار گاہ رضا محمد عبدالوھاب خان القادری الرضوی غفرلہ

روز جان افروز دوشنبہ

2 رجب المرجب 1426ھجری مطابق 8 اگست 2005ء

لھو لھو ھے سنیت

استغاثہ بجناب امام اھلسنت مجدد دین و ملت ؓ

لہو لہو ہے سنیت ، پکارتی ہے رضویت
کیا کم تھی یہ وہابیت ، جو آگئی ترابیت
پھر عظمت رسول ﷺ پر ، اٹھی ہے اک بری نظر
ہے راہ ساری پر خطر ، رضا رضا رضا رضا

ؓ

کبیریوں کیوں عظمت حضور پر نظر گئی
ترابیوں کی طرح کیا تمہاری عقل مر گئی
ہے تف کیا فتویٰ دے دیا' کہ گالیاں بھی ہیں روا
کہاں ہے خوف قہر کا رضا رضا رضا رضا

ؓ

کیوں عظمت رسول ﷺ سے نظر چرا گئے ہو تم
ترابیوں کی طرح سے کیوں ڈگمگا گئے ہو تم
شیطان سے ملی اسے بے باکیاں یہ جرأتیں
حضور جان انبیاء ﷺ رضا رضا رضا رضا

جواب دو ترابیوں ہاں تم بھی اے کبیریوں
کہ عظمت رسول کا سبق رضا نے جو دیا
ہاں کس طرح بھلا دیا کہاں گما دیا گیا
ہے پھر بھی نام جپ رہا رضا رضا رضا رضا

ؓ

جو عظمت رسول ﷺ کا ، تیری طرح ہو پاسباں
کوئی بھی ایسا نہ رہا ، کدھر چلے گئے رضا
ہے ظلمتوں کی تیرگی ، ہے ہر طرف ہی گندگی
ہاں دے دے آ کے زندگی ، رضا رضا رضا رضا

رضی اللہ عنہ

عالم برائے نام ہیں ، نفس کے سب غلام ہیں
جو دین کے امام تھے ، وہ فتنوں کے امام ہیں
توہین میں ہیں سر بکف ، نہیں ہے دین سے شغف
کوئی نہیں تیری طرف ، رضا رضا رضا رضا

رضی اللہ عنہ

نجس یہ سارا آب ہے ، شراب ہی شراب ہے
سقر کی یہ تراب ہے ، رضا کا یہ جواب ہے
جو عظمت رسول ﷺ پر ، بری نظر اٹھائے گا
اسے نہیں بچائے گا ، رضا رضا رضا رضا

رضی اللہ عنہ

اس آستیں کے سانپ کی ، خبر کسے تھی اے رضا
لباس دلفریب میں ، یہ چور ہے چھپا ہوا
ہاں بندہ وہاب کا ، ہزارہا ہے شکریہ
کہ دین جگمگا دیا ، رضا رضا رضا رضا

رضی اللہ عنہ

ہاں لوٹ آ رضا کہ اب ، ہے دین کو تیری طلب
یہ دور ہے بڑا عجب ، کہ سنیت ہے جاں بہ لب

چلی ہے ایسی یہ ہوا ، اڑا ہے رنگ دین کا
کوئی بھی تم سا نہ رہا ، رضا رضا رضا رضا

رضی اللہ عنہ

اے سیدی اے مرشدی ، کرو ہماری رہبری
کرے یہ جامؔی ہر گھڑی ، بس ایک تیری پیروی
یہ عظمت رسول ﷺ پر ، فدا رہے تمام عمر
تم ہی پہ بس رہے نظر ، رضا رضا رضا رضا

رضی اللہ عنہ

محمد جواد رضا خاں جامؔی